فرائضِ عشق
حوریہ فاطمہ رائٹس

oooooooooooooooooooooooooooooo

جنوری کی اُداس شاموں میں سردی اپنی عروج پر تھی پرندے شام ڈھلتے ہی اپنی پناہ گاہوں میں گھس کر ٹھر ٹھراتی سردی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش میں تھے۔۔۔جنوری کا مہینہ اپنے جوبن پر تھا جھنگ سے تیس میل دور واقع گاؤں میں شادی کی تقریبات اپنی عروج پر تھی کافی تیز میوزک جس پر کھڑے لوگ ہلکا پھلکا جھول رہے تھے

اسٹیج پر بیٹھے دونوں نقوش ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر بیٹھے تھے مرون رنگ کے لہنگے میں مبلوس جس میں اُسکی براؤن آنکھیں مسلسل کسی کی تلاش میں تھیں آنکھوں میں سُرخ ڈورے واضح ہو رہے تھے ہاتھوں کی انگلیاں مسلسل چٹخا رہی تھی پاؤں بار بار ہل رہا تھا لیکن متلاشی آنکھیں چاروں طرف گھوم رہیں تھی جب ہال کے دروازہ پر نظر پڑی وہ واپسی کا راستہ بھول گئیں

طالش ابراہیم اپنی تمام تر وجاہتوں کے ساتھ کھڑا کسی کے ساتھ محوے گفتگو تھا بلیک رنگ کا سوٹ جس پر آف وائٹ رنگ کی جیکٹ بال مخصوص انداز میں سیٹ کیا گے تھے اُسکا ہاتھ مسلسل اپنی بیئرڈ کو نوچ رہے تھے چھ فٹ سے نکلتا قد جو اُسکی شخصیت کو چار چاند لگا رہے تھا

"عندلیب"

کسی کی آواز پر اپنے پسندیدہ شخص سے نہ چاہتے ہوئے بھی نظریں چرا گئی

"اگر کسی کو ٹوٹ کا اپنی زندگی میں چاہا تھا تو ایک انسان تھا۔۔ اُسکے دل پر کتبوں پر ہر جگہ ایک ہی نام تحریر تھا "طالش ابراہیم خان"۔ لیکن انا کی جنگ میں کبھی اُس نام کو اپنے لبوں نہ لائی تھی۔۔۔ اگر اُس مغرور لڑکی نے کسی کو خدا سے ٹوٹ کر مانگا تھا تو وہ طالش ابراہیم تھا اُس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ایک ہی شخص تھا لیکن قسمت کو منظور نہیں ہوا تھا آج تھوڑی دیر پہلے کسی اور کے نام ہی چکی تھی"

انکھوں سے ایک آنسو چپکے سی نکل کر رخسار پر بہہ گیا ایک قسم جو عندلیب نے کھائی تھی آئندہ کچھ نہ مانگنے کی نہ لوگوں سے اور نہ خدا سے

"دو طرفہ محبت تو ہر کوئی کر لیتا ہے اُسکو منزل بھی مل جاتی ہے لیکن جو یک طرفہ محبت ہوتی ہے وہ اپنی شدت میں دوسری محبتوں سے کہیں زیادہ تھی اس کی تکلیف بھی کوئی عام

انسان نہیں سہہ سکتا۔۔۔۔ یکطرفہ محبت توڑ دیتی ہے انا کو روند دیتی ہے۔۔۔ یہی عندلیب مجاہد کے ساتھ ہُوا تھا ٹوٹ گی تھی اور جس سے محبت کی تھی اُسے خبر بھی نہیں ہوئی

"عندلیب"

دوبارہ پھر پکارا گیا

نظریں اُٹھا کر دیکھا تو پاس بیٹھا وجود اُسکی طرف متوجہ تھا عجیب سی اُلجھن ہوئی تھی اُسی اپنا نام اُسکی منہ سے کافی عجیب لگا تھا

"مجھے پتہ ہے یہ غلط ہے لیکن میں مجبور ہوں۔۔۔ میں نہیں چاہتا تمہاری کوئی بد دُعا میری بیٹی کے آگے آئے اِس لیے میری مجبوری کو سمجھنے کی کوشش کرنا"

دوسری طرف سے پتہ نہیں کیا کہا گیا تھا سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی

"میں رضوان طاہر اپنے ہوش و حواس میں عندلیب مجاہد کو طلاق دیتا ہوں"

وہ کھڑا ہو کر سب کو متوجہ کر کے بولا تھا پاس بیٹھی عندلیب صدمہ سے کھڑی ہوئی

اُسکے سمجھنے سے پہلے ہی تین مرتبہ ایک فقرہ دوہرایا گیا سارے لوگ منہ پر ہاتھ رکھ کر اُس لڑکی کی قسمت پر افسوس ہو رہا تھا

وہیں ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر زمین پر گر گئی تھی قیامت کا سنا تو تھا لیکن آج بیعت گئی تھی

"رخسانہ آج ہم نے اپنا بدلہ لے لیا اب ہمیں اجازت"
ایک عورت جو کچھ سیکنڈ کے لیا عندلیب کی ساس بنی تھی کہتی چلی گی پیچھے باپ بھائی کھڑے اپنے خالی ہاتھ دیکھ رہے تھے
oooooooooooooooooooooooooo

"سیاں جی سامنے بیٹھے جام پی رے پی رے
مٹکاؤں میں کمریا دھیرے دھیرے دھیرے"
لاہور کے سرکاری کوٹر جو اپنی مدت کے بعد اب پرائیوٹ کمپنی کو دے دیا گیا تھا دو منزلہ عمارت جس کے آخری کوٹر میں پرانے زمانے کا لاوڈ والیم سپیکر پر یہ گانا بج رہا تھا جس کی آواز پوری عمارت میں گونج رہی تھی
دروازہ مسلسل دستک کی زد میں تھا
"ابے کمینے دیکھ لے کس کی موت آگئی ہے"
زمین پر لیٹے ایک وجود نے دوسرے کو لات ماری جس نے پھٹی ہوئی شرٹ پہن رکھی تھی کمرے میں ہر چیز بکھری ہوئی تھی یہاں تک کے واش روم کا لوٹا بھی سرہانے والی سائڈ پر پڑا تھا۔۔۔سلنڈر نما چولہا جو شاید سردی کم کرنے کے لیے چلتا ہے چھوڑ دیا گیا تھا لیکن اُنکے حلیہ دیکھ کر کسی طرف سے بھی سردی کے ہونے کا گمان نہیں ہو رہا تھا

"تیرا موت سے کوئی پردہ چل رہا ہے خود دیکھ لے"

دوسرا کروٹ لے کر ایک ٹانگ دوسرے کے پیٹ پر رکھی

"کمینہ یہ مجھے سنی لیون سمجھنا بند کر"

جس نے شرٹ بھی نہیں پہنی تھی ٹانگ اُٹھا نیچے پٹخ دی

دروازہ پر دستک بدستور جاری تھی بس اب دروازہ ٹوٹنا باقی تھا

"کیا ہے صبح صبح آگے نیند میں جگا نے"

چند فٹ کے فیصلہ بند دروازہ کو ایک ڈنڈے کی مدد سے کھولا اٹھنے کی کوشش دونوں میں سے کسی نے نہیں کی تھی

"یہ کیا بیہودہ کام شروع کیا ہوا ہے کواٹر میں مائیں بہنیں بھی رہتی ہیں۔۔۔ یہ گانا بجانا اگر بند نہ ہوا تو سامان سمیت باہر پھینک دیں گے"

ایک آدمی جس نے سے پر ٹوپی اور ہاتھ میں تسبیح پکڑ رکھی تھی دیکھنے میں کافی ظریف لگ رہا تھا

دونوں ایک سیکنڈ میں اٹھ گے سب سے پہلے سپیکر بند کیا لوٹا اٹھا کر واشروم میں رکھا نیچے جو چادر رکھی ہوئی تھی جلدی سے جس نے صرف پینٹ پہن رکھی تھی اُٹھا کر اپنے گرد لپیٹ لی

"مولانا صاحب ہم نماز پڑھنے جا رہے تھے بس یہ خرافات پتہ نہیں کس نے لگا دی"

اب دُنیا جہان کے نیک اور شریف لڑکے بنے کھڑے تھے جیسے ان سے نیک ابھی کوئی دُنیا میں آیا ہی نہیں تھا

"پترا ابھی گیارہ کا ٹائم ہے کونسی نماز پڑھنی ہے اِس وقت"

اُنکو سر پر ٹوپیاں لیتے دیکھ کر مولانہ صاحب پریشان ہوکر بولے

"وہ ہم نے شکرانے کے نفل پڑھنے ہیں فیک نہیں نوفل کی نوکری ہوگئی ہے آپکی امامت میں پڑھنے کے لیے آرہے تھے"

وہ سن کر واپس چلے گئے

"کمینے تیری اس عاشقی مشوکی کے چکروں میں میں کہیں سچ میں نمازی نہ بن جاؤں"

ٹوپی اُتار کر نوفل (جسے وہ فتر کہتا تھا) کے سر پر ماری

"دیکھ لے یار اس جگہ کام بن جائے پھر میں یہ چکر چھوڑ دینے ہیں"

"اللہ کرے بن جائے ورنہ میں تو یہ ٹوپی ڈراما کر کے مر جاؤں گا۔۔۔۔ چل اُتر نیچے دیکھ کواٹر میں کسی نے ناشتہ بنایا ہے تو مانگ کر لے آ پھر کہیں نوکری کے لئے بھی ہاتھ پاؤں مارنے ہیں"

محد (پپو) اپنی ایک سلوٹوں سے بھری ہوئی شرٹ پہنتے ہوئے بولا

آنکھیں سیاہ رنگ کو مات دینی والی جن کو کوئی غور سے دیکھے تو اُن کی گہرائی میں ایک مرتبہ
غوطہ زن ضرور ہو کافی زیادہ بڑی ہوئی شیوہ شاید ایک مہینے سے کروانے کی فرصت نہیں
ہوئی تھی بال بھی چار چار انچ لمبے تھے جو پونی میں بآسانی قید ہو سکتے تھے لیکن اس کے لیا بھی
ایک عدد پونی کی ضرورت تھی جو وہ افورڈ نہیں کر سکتے تھے قد چھ فٹ سے تھوڑا کم ہی تھا
لیکن ایک پورا کڑیال جوان مرد تھا جس کی جسامت باکسر جیسی تھی
نوفل ایک معمولی سی شکل اور جسم کا ملک تھا
سارا دن سڑکوں کی خاک شینے کے علاوہ اگر وہ دونوں کوئی کام کرتے تھے تو وہ مانگنے کا تھا
جو صبح دوپہر شام کسی نہ کسی کے گھر سے روٹی مانگ کر ہی کھاتے تھے۔۔۔ لیکن اُن شان
میں کوئی فرق نہیں آتا تھا کیوں کہ اُن کے مطابق اچھے محلے دار ہونے کا فرض تھا کے
اپنے فرائض دوسروں سے پورے کروا کر سکون کی نیند سوئیں
oooooooooooooooooooooooooooo

برائیڈل روم میں ابھی بھی بے سُدھ پڑی تھی سارا میک اپ اتنی سردی میں بھی پسینے کی نظر
ہو کر خراب ہو چکا تھا یہاں تھوڑی دیر پہلے لوگ اُسکی قسمت پر رشک کے رہے تھے وہی
اب دھیمی آواز میں اُسکے کردار پر اُنگلیاں اُٹھا رہے تھے
"عندلیب ہماری اور اپنی عزت کا پاس رکھ لو"

اُسکے باپ کی آنکھوں میں آنسو تھے بے بسی سے اپنی اُجڑی ہوئی بیٹی کو دیکھ رہا تھا
اُسنے بس سر ہلا دیا
"آپکو طالش ابراہیم خان ولد ابراہیم خان کے نکاح میں باعوض دس کروڑ روپے حق مہر
کے اُنکے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے"
اُسے لگا کسی نے اُبلتا ہوا سیسہ اُسکے کانوں میں ڈال دیا ہے یہ پھر کوئی خواب ہے. جس کی
تعبیر بہت بیہانک ہونے والی ہے وہ دیکھ رہی ہے
تین مرتبہ فقرہ دہرایا گیا تینوں بار بس سر ہی ہلا سکی تھی آواز تو پہلے ہی کہیں دفن ہوگئی تھی
اب اُسکی آنکھوں اسے ایک آنسو نہیں بہہ تھا بس کانوں میں سوں سوں کی آواز اسکو پاگل کر
رہی تھی
"بیٹا طالش نے ہماری عزت بھری محفل میں بچائی ہے اور تمہیں اِس کے بدلہ اُسے
دوسری شادی کی اجازت دینی ہوگی نکاح نامہ میں تو نہیں لکھوا لیکن بھابھی اسی بات پر مانی
ہے، تم کوشش کرنا اُسکے دل میں جگہ بنانے کی، ہمیں پتہ ہے تم سے تین سال چھوٹا
ہے ابھی شاید میاں بیوی کے رشتے کی نوعیت کو بھی نہ سمجھے، لیکن تمہیں ہر حال میں یہ
رشتا بچانا ہے چاہیئے تمہیں وہ زندہ دفن کردے تم واپس نہیں آؤگی۔۔۔۔ اور یہ مت
بھولنا کبھی بھی کے تمہیں نکاح کے دس منٹ بعد طلاق ہوگی تھی"

اُسے اپنا آپ ایک بوجھ لگ رہا تھا یہ اُسکی ماں کے الفاظ نہیں ہو سکتے وہ تو کشمیرا دیوی
طرح رکھتی تھی اُسے یہ کوئی اور تھا۔۔۔۔۔جو بیچ سمندر اُسے ڈوبنے کے لیا چھوڑ رہا تھا
آنکھیں اب کسی قسم کے تاثرات سے خالی تھیں چہرہ سفید پڑھ گیا تھا
"کاش اللہ تعالیٰ آپ مجھے موت دے دیتے"
دل سے ایک کسک نکلی تھی

oooooooooooooooooooooooo

رات کا پہلا پہرا اپنے اختتام کو تھا ہر کوئی اپنے نرم گرم بستر میں خرگوش کے مزے لوٹ رہا
تھا گاؤں کے لوگ تو اِس وقت اپنی آدھی نیند پوری کرنے کے قریب جبکہ گاؤں کے
بیچوں بیچ بنائی گئی حویلی میں حوکا سما تھا ہلکی ہلکی سرگوشیوں اُس ماحول میں خلل ڈال رہیں
تھیں
دوسری منزل پر بنے ہوئے طالش ابراہیم کے کمرے کا ماحول بھی اُس سے کچھ مختلف نہ
تھا جہازی سائز بیڈ کی ایک کونر پر عندلیب بیٹھی ہولے ہولے سے کانپ رہی تھی تھوڑی دیر
پہلے ہی ملازمہ اُسے اِس کمرے میں چھوڑ کر گئی تھی

"کتنا شوق تھا اُسے اُس کے کمرے کو دیکھنے کا اُسکی ہر چیز کو چھو کر دیکھنے کا لیکن آج کوئی بھی چیز اپنی طرف متوجہ نہیں کر رہی تھی۔۔۔بچپن سے ہی عشق کیا تھا اُسکی ہر چیز سے ایک مرتبہ اُنکے گھر آیا تھا تو عندلیب جس کپ میں وہ چائے پی کر گیا تھا آج تک اُسی کپ میں چائے پی تھی

اُنہیں سوچوں سے نکل کر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک نظر اُس کمرے کو دیکھا جس کی ہر چیز اپنی جگہ پر ماجود تھی وائٹ اور گولڈن کلر کا مبینیشن کی سکیم سے ہر چیز رکھی گئی تھی

ابھی نظریں کمرے کا طواف ہی کر رہی تھیں جب باہر سے بھاری قدموں کی آواز آئی تو عندلیب کا دل ساکٹر کر متھی میں آگیا سارا کمرے میں اگر کوئی آواز سنی جا سکتی تھی تو وہ اُسکے دل کی دھک دھک تھی زندگی میں پہلی بار اُس کے روبرو ہونا تھا وہ بھی ایک نئے رشتے سے

طالش دروازہ کھول کر اندر آیا کبارڈ سے اپنے آرام دہ کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا اُسے شاید یاد نہیں تھا یہ پھر نظر انداز کر رہا تھا کے کوئی اُسکا منتظر بیٹھا تھا

بالوں میں ٹاوَل چلاتے ہوئے باہر آیا وہ بال جو ہر وقت ایک مخصوص انداز میں سیٹ کیا ہوتے تھے اب ماتھے اور بکھرے ہوئے تھے عندلیب جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی ایک بار بھی ہمت کر کے اُسے دیکھ نہیں سکی تھی

"یہ جو بناؤ سنگھار ہے اسے اُتار دو کوئی نہیں آئے گا اسے دیکھنے اور سونا ہے تو ٹھیک اگر کوئی رونے دھونے کا ڈراما کرنا ہے تو باہر چلی جاؤ۔ میرا سر مت کھانا"

ہر قسم کے جذبات اور احساس سے خالی الفاظ جو الفاظ کم تیر زیادہ تھے کہتے ہوا دوسری طرف لیٹ گیا ایک غلط نظر بھی اُس سراپا حُسن پر نہیں ڈالی تھی

عندلیب جو پہلے ہولے ہولے سے کانپ رہی تھی اُسکی گمبھیر اور سخت آواز سے ڈر کے مارے زوروں سے کانپ رہی تھی بیمشکل اپنا وجود گھسیٹے ہوئے واشروم میں بند ہوگی

oooooooooooooooooooooooooooo

اُسے بھاگتے ہوئے تقریباً چار گھنٹے ہوگے تھے لیکن مسلسل بھاگ رہی تھی اب اُس علاقے سے اتنا دور تو آ ہی گئی تھی کے اُسے پکڑنے والے کافی پیچھے رہ گئے تھے نہ ہموار راستے یہاں کبھی کیچڑ نما پانی پر اُسکا پیر آجاتا تو کبھی کسی کانٹے پر لیکن اُسے کوئی پرواہ نہیں تھی اپنا آپ بچانا تھا پہلی مرتبہ سانس لینے کے لیے کھڑی ہوئی تو اپنے آس پاس نظر دوڑائی

ساؤتھ افریقہ کی ساحلی پٹی پر ماجود ملک الجیرا جو کے تیسری دُنیا کا ملک ہے جہاں تقریباً ہر مذہب کی منانے والے پائے جاتے لیکن کرسچن زیادہ اکثریت میں ہوتے ہیں یہ ایک

غریب اور ہر لحاظ سے پستی میں گرا ہوا ملک ہے جہاں پر زمین میں سونا وافر مقدار میں پایا جاتا لیکن اُسے کارمند لانے کے لیے وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں

جس جگہ پر وہ کھڑی تھی وہ الجیریا کا دُنیا بھر میں انسانی سمگلنگ میں مشہور شہر سٹیلف تھا جو بحری راستوں سے دوسرے شہروں اور ملکوں سے ملتا ہے

حکومت کا نہ ہونے کے برابر ہونے کی وجہ سے ایسی سرگرمیوں کھولے عام سرانجام دی جاتی ہیں۔۔۔ بہت سے پاور فل ملک ایسی جگوں کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسری دنیا (ڈوبلپنگ کنٹری) کے لوگوں کو سستے داموں خرید لیتے ہیں

"سر میں اِس وقت سٹلف میں ہوں"

اپنے کانوں میں لگے ہیڈ فون میں خفیہ پیغام کوڈنگ کے ذریعے دیا

اگلی طرف سے کوئی بات کوڈنگ میں کہی گئی جس کے بعد رابطہ منطقہ ہوگیا

نیچے جُھک کر اپنے پاؤں میں لگے کانٹوں کو بیدردی سے نکالا اور بغیر بنڈیجز کیا آگے کی طرف ڈور گئی

ابھی منزل آگے تھی اور تھک کر خود کو ہلکان نہیں کرنا چاہتی تھی

oooooooooooooooooooooooooooooo

محد کو آج پہلا دن تھا کام پر آئے ہوئے اُسے ایک شمپو بنانے والی کمپنی میں ملازمت ملی تھی کرنا بس یہ تھا کہ کسٹمر کی شکایات سن کر ایک تسلی بخش جواب دینا تھا اور وہی شکایت ایک فائلز پر درج کر کے منیجر کو جمع کروانی تھی اور تنخواہ دس ہزار تھی محد کے پاؤں زمین پر لگنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

"جنٹل مین یہ تمہاری سیٹ ہے۔۔۔اور کپڑے تھوڑے استری کر لیا کرو۔۔۔بالوں میں یہ تو کنگھی کر لو یہ پھر کٹوا دو"

ایک لڑکا اُسے ہدایات دے رہا اور ساتھ اُسکے سلوٹوں سے بھرے ہوئے کپڑے اور چار چار انچ لمبے بال دیکھ رہا تھا

"اچھا جی"

لہجے میں خالص پنجابی والی ریمک تھی

ابھی بیٹھا نہیں تھا جب تین چار فون ایک ساتھ بج اُٹھے

"ہیلو"

اتنا اونچی بولا تھا کی پاس بیٹھے دوسرے ورکر کے ہاتھوں سے چیزیں چھوٹ گئیں تھی

"باجی اپن بھی یہی شیمپو استعمال کرتا ہے"

دوسری طرف سے شکایت سننے کے بعد تسلی دینے کی ایک چھوٹی سی کوشش

"جا باجی کوئی کم کرلے۔۔۔۔۔۔۔۔بندہ نو پانی نہیں پلوندی ہونی آگئی شکا توں ماسی بن کے"

اُس کی بات ابھی کمپلیٹ نہیں ہوئی تھی جب پورے آفس چھت پھاڑ قہقہوں کی زرد میں آگیا

"بھائی اس طرح نہیں"

ایک ہمدردانہ انداز میں بولا

"لے پائی جان اگوں چڑچڑتے بند نہی کردی"

انتہائی دُکھی انداز میں بولا

سارے ایک مرتبہ پھر لوٹ پوٹ ہو گئے

"بس آپ نے یہ کہنا ہے ہم اب پہلے سے بہتر کرنے کی کوشش کریں گے آپ کے قیمتی وقت کا بہت بہت شکریہ کمپنی آپکی مشکور رہے گی"

اُن میں سے ایک لڑکا بولا تو محد سکون کا سانس لے کر آرام سے بیٹھ گیا

"ویسے یہ بولنا جھوٹ ہی ہے پہلے ہی اتنے گناہ ہو گے ہیں میرے"

سارے اُسکی معصومیت پر حیران تھے جبکہ پیچھے کھڑا انسان بغور اُسکا جائزہ لے رہا تھا

oooooooooooooooooooooooooooo

عندلیب ایک گھنٹے بعد متواتر سوجی ہوئی انکھوں کے ساتھ واشروم سے نکلی تھی گہری سیاہ آنکھیں رونے کی وجہ سے سُرخ ہی چکی تھیں ہاتھوں پر لگی مہندی کو ایک نظر دیکھا ایسا رنگ زندگی میں پہلی بار آیا تھا اور اُسکی زندگی کے رنگ اپنے ساتھ لے گیا تھا شاید اگر اُسے پہلی نظر دیکھا جاتا تو کہیں سے بھی چوبیس سال کی ہونے کا گمان نہیں کیا جا سکتا تھا البتہ طالش اپنی جسامت کی وجہ سے عندلیب سے چار بڑا لگتا تھا

اب طالش کے ہی سلیپنگ شوٹ میں ماجود تھی کیوں کے وہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہیں لائی تھی اور نہ ہی کوئی اُسکے کمرے میں آیا تھا جس سے وہ کہہ دیتی

وہ چھوٹی سی گڑیا جیسی لڑکی طالش کے اتنے بڑے بڑے کپڑوں میں نظر ہی نہیں آرہی تھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی بیڈ تک آئی طالش جو شاید گہری نیند میں تھا اب کروٹ اُسکی طرف کو لی ہوئی تھی اور بھاری سانسوں کی آواز سے بھی ظاہر تھا کہ وہ نیند میں ہے آہستہ سے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹ کر بیڈ کی کارنر پر لیٹ گئی نیند میں اگر دوسری طرف کروٹ لینے کی کوشش بھی کرتی تو پہلی فرصت میں نیچے ہوتی کیوں کہ طالش آدھے سے زیادہ بیڈ پر حکمران بنا لیٹا ہُوا تھا

ابھی لیٹی کو کچھ دیر ہی ہوئی تھی جب خود پر کسی کی نظروں کی مسلسل تپس محسوس ہوئی آنکھیں کھول کر دیکھا تو طالش ابھی بھی ویسے ہی لیٹا ہُوا تھا پھر ایک نظر پورے کمرے کو دیکھا کوئی نہیں تھا

"طالش"

آواز شاید خود کو بھی سنائی نہیں دی تھی لیکن ابھی طالش کا خوف نہیں تھا وہ ایک گاؤں میں تھی اور حویلی کی دیواریں بھی بہت چھوٹی تھیں کوئی چور آسانی سے پھلانگ کر آسکتا تھا یہی سوچ کر شیر کی کیشر میں ہاتھ ڈالا تھا لیکن اگلی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا

"طالش۔۔۔چ۔۔چور"

پھر آواز نہیں نکلی اب ہاتھ آگے کر کے طالش کا بازو ہلانے کی کوشش کرنے ہی والی تھی جب اسکا ہاتھ اہنی گرفت میں آگیا

اُسکے ہاتھ پر طالش کا ہاتھ شاید نیند میں رکھا گیا تھا اور دوسری طرف دھڑکنوں میں انتشار بھرپا ہوا تھا جذبات کا ایک ٹھاٹھے مارتا سمندر جواب آنکھوں کے ذریعہ بیڈ شیٹ کی نظر ہو رہا تھا ہلنے اور اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی ہمت باقی نہیں رہی تھی

ہلکی ہلکی سسکیوں رات کی یکسوئی میں خلل کا کام ادا کر رہیں تھی کتنے خواب دیکھئے تھے طالش کو اپنے زندگی میں شامل کرنے کے حوالے سے سارے چکنا چور ہو گئے تھے ساری اُمیدیں اُسکی قسمت کی نظر ہو گئی تھیں

"اگر اب تمہاری آواز آئی تو چور کے آگے ڈال کر اوٗنگا"

ہاتھ اُسکی گرفت سے آزاد ہو گیا تھا اور طالش کی سخت اور بھاری آواز عندلیب کا گلا خُشک کر گئی تھی ڈر کی وجہ سے ایک سیکنڈ میں آنکھیں بند کر لیں سر درد اور طالش کے خوف سے سانس دبا کر لیٹ گئی تھی جب دوبارہ طالش کے نیند میں ہونے کہا گمان ہُوا تو آہستہ سے اُسکا مضبوط بازو اپنے نازک ہاتھوں میں لے کر تھوڑا ڈر کم ہوا تھا جو اُسے نیند کی وادیوں میں لے گیا تھا

oooooooooooooooooooooooooo

دروازہ پر مسلسل دستک سے عندلیب کی آنکھ کھلی تو خود کو دیکھا تقریباً پورے بیڈ پر پھیل کر لیٹی ہوئی تھی جس جگہ پر طالش سویا تھا اُس جگہ پر اب وہ موجود تھی اور وہ کمرے میں بھی نہیں تھا شاید چلا گیا تھا اپنی حالت دیکھ کر ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا اُٹھ کر اپنے بال باندھے شادی والا کا مدار دوپٹہ اُٹھا کر سر پر لیا اور دروازہ کھولا

"چاچی جان آپ"

سامنے طالش کی امی کھڑی تھی جو عندلیب کو سائڈ پے کرتی خود بیڈ پر آکر بیٹھ گئی

"لڑکی یہاں بیٹھو"

اُسے اپنے سامنے بیٹھنے کو کہا تو عندلیب حکم ملتے ہی سامنے بیٹھ گئی

"دیکھو تم ایک طلاق یافتہ لڑکی ہو۔۔۔اور میرا طالش تم سے چار سال چھوٹا ہے اُسے تو ابھی اِس رشتے کا کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔۔۔تم سمجھ رہی ہو نہ"

ایک نظر عندلیب کو دیکھا جو ہولے سے سر ہلا گئی

"ہمارے بہت ہی سخت رواج ہیں جن کو تمہارے ماں باپ بہت پہلے توڑ کر شہر چلے گے اور کبھی مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔۔۔اور مشکل وقت میں ہم سے ہی عزت بچانے کی بھیک مانگی اور ہم ظرف والے لوگ ہیں تمہارے باپ کا جھُکا ہوا سر نہ دیکھ سکے اور اپنے بیٹے کو قربانی کا بکرا بنا ڈالا"

اُنکی باتیں عندلیب کا سر اور جھُکا گئیں تھیں کالی سیاہ آنکھوں میں نمی اُتر آئی تھی

"یہ ساری باتیں کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم جو مرضی ہو جائے اس رشتے کی شروعات نہیں کرو گی اور نہ ہی طالش کو اپنے پاس آنے دو گی۔۔۔اُسکی منگنی بہت پہلے ہو چکی ہے اِس

خاندان کووارث میری ہی بھتیجی دے گی ویسے بھی طلاق شدہ عورت کی اولاد کو ہم اپنی وراثت میں شامل نہیں کرتے "

ابھی وہ بات کر ہی رہیں تھی جب طالش واشروم کا دروازہ کھول کر باہر آیا عندلیب کا سر ابھی بھی جُھکا ہُوا تھا آنکھیں سُرخ ہو چکی تھیں جبکہ ہاتھوں میں لرزش واضح تھی

طالش کی ماں اُسے دیکھتے ہی ایک مرتبہ گھبرا گئیں اُنکو خوف سا آیا تھا طالش کی خاموشی سے پر اپنے دل کو اس بات پر تسلی دی کے اُس جیسا مرد کوئی بات دل میں نہیں چھپا سکتا ہے اور ویسے بھی وہ کونسا عندلیب کو پسند کرتا ہے

"میں کھانے کا کہنے آئی تھی نیچے آجاؤ"

وہ کہتی ہوئیں باہر کی طرف چلیں گئیں طالش یونی جانے کی تیاری کر رہا شیشے کے آگے کھڑا اپنے بالوں کو مخصوص انداز میں جیل سے سیٹ کر رہا تھا عندلیب اٹھ کر واشروم کی طرف بھاگی جب اُسکا بازو طالش کی آہنی گرفت میں آچکا تھا وہیں ساکت ہو گئی ساری باتیں سارے خوف ایک سیکنڈ میں ہوا ہوئے اب تو بس طالش کی گرم سانسوں کی تپش اُسے جھلسا رہی تھی ایک جھٹکا دیا تو وہ کٹی ڈالی کی طرح اُسکے سینے سے آلگی دونوں طرف دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا ہوا عندلیب کی آنکھوں میں رکے آنسو ڈھارس ملتے ہی بے قابو ہو گئے اتنی شدت سے رو رہی تھی کے طالش کی شرٹ دل کے مقام پر سے مکمل طور پر بھیگ چکی

تھی لیکن جسم دونوں کے اپنی اپنی جگہ پر ساکن تھے عندلیب کی چھوٹی سی ناک بلکل سُرخ ہو گئی تھی

"مضبوط بنو"

کافی دیر بعد طالش اُسکی کمر سُہلاتا ہُوا بولا

"جتنی مضبوط تھی اتنی شدت سے ٹوٹ گئی ہوں"

آواز میں غم تھا لہجہ بالکل تھکا ہُوا محسوس ہو رہا تھا

"جینے کے لیے گر کے پھر اُٹھنا پڑتا ہے"

وہ دونوں ایسے بات کر رہے تھے جیسے صدیوں سے ایک دوسرے کے خیر خواہ تھے نہ رات والی عندلیب تھی اور نہ ہی طالش

اب اُسکے ہاتھ عندلیب کے کمر تک آتے بالوں میں چل رہا جو سٹپ کی صورت میں کاٹے گئے تھے پہلا سٹپ اُسکے کانوں تک آتا تھا ایک سکون ملا تھا طالش کی دسترس میں لیکن رونے میں اضافہ ہی ہوا تھا

ابھی وہ کچھ اور کہتی دروازہ زور کی آواز سے کھولا تو سامنے پھر سے رخسار بیگم ہی تھی جن کی آنکھیں میں خون اُترا تھا عندلیب کو طالش کے سینے سے لگا دیکھ کر

"امی اب میں شادی شدہ ہوں اسلیے کمرے میں آنے سے پہلے ناک ضرور کر لیا کریں"

عندلیب جو کسی اور ہی دُنیا میں پہنچی ہوئی تھی طالش کی بات سن کر ایک سیکنڈ میں دور ہوئی سامنے رخسار کو دیکھ کر کاٹو اور بدن میں لہو نہ ہو والا حساب ہوا تھا جبکہ طالش کو اُسکی دور ہونے والی حرکت نہایت بری لگی تھی

طالش نے آگے بڑھ کر اُسکے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا اور اپنا بیگ لیتا باہر چلا گیا

عندلیب کو لگا اب ہل نہیں سکے گی اُسے سمجھ نہیں آئی تھی وہ انسان کیا تھا رات میں جو روپ اُسکے سامنے تھا وہ نہایت ہی بُرا جبکہ اب اُس سے مہربان کوئی اور لگا ہی نہیں تھا

"لڑکی آج سے تم میرے کمرے میں رہو گی اپنا سامان لے کر وہاں آجاؤ ورنہ اچھا نہیں ہو گا"

ناک کے نتھنے پھولا کر بولی جبکہ عندلیب کانپتی ہوئی اپنے جوتے پہنتی اُنکی طرف آئی

"چاچی جان میرا سامان نہیں ہے کوئی"

اگر اُسکی معصومیت طالش دیکھ لیتا تو مر مٹ جاتا اُسکی اِس ادا پر

بال ابھی بھی کھلے چھوڑے تھے اور کپڑے بھی طالش ہی کے تھے. جس کی وجہ سے رخسار کو اور زیادہ تپ چڑھی تھی

oooooooooooooooooooooooooooo

گاڑی کو نارمل سپیڈ سے چلاتا اب وہ گاؤں سے کافی دور آگیا تھا یونی چونکہ شہر سے دس کلو میٹر کے فاصلے سے بنائی گئی تھی اِس لیے اُنکے گاؤں سے بیس کلومیٹر دور تھی

بلیک اور آف وائٹ پینٹ شرٹ ، دائیں ہاتھ میں مردانہ واچ جو کافی پُرانی لگ رہی تھی نیلی جھیل جیسی آنکھوں میں اطمینان تھا چہرے پر سنجیدگی کی جگہ ہلکی سی مسکراہٹ جو ہر منٹ بعد معدوم ہو رہی تھی ہلکی سی بیرڈ جس کو ایک ہاتھ سے بار بار کھجا رہا تھا

آنکھوں کے سامنے صبح کا منظر دوڑا جب اُسکی آنکھ کھلی تھی تو عندلیب پورے حق سے اُس کے سینے پر قبضہ جمائے لیٹی ہوئی تھی کافی دیر ٹکٹکی باندھے اُسے سراپے حُسن میں کھویا رہا تھا اللہ نے اتنی نازک سے حسین پری اُسکے مقدر میں لکھ دی تھی کسی اور کی ہونے سے پہلے اُسے نواز دیا گیا سوتے ہوئے بھی چہرے پر ڈر کے تاثرات واضح تھے اور اسکے رات بازو پکڑنے کی کوشش بھی طالش سے چھپی نہیں رہی تھی اُسکے بال پہلی بار دیکھے تھے مگر اتنا یقین تھا کہ لمبے ہونگے کیوں کہ ایک مرتبہ چھوٹے ہوتے اُسنے لاڈ سے فرمائش کی تھی

"دیب تم چھوٹے بال مت رکھنا اچھا۔"

چھ سال کا طالش اُسکے بال دیکھتے ہوئے بولا

"کیوں مجھے تو چھوٹے پسند ہیں"

ایک ہاتھ میں گڑیا پکڑ رکھی تھی دوسرے سے طالش کی گال کھینچی

"مجھے تم لمبے بالوں والی زیادہ پسند ہو"

چھوٹے ہاتھوں سے لمبے بالوں کا بتانے کے لیے اُسے پورا پھیلا دیا

طالش سوچ اور تھوڑا سا مسکرایا تو اُسکے گال کا ڈمپل واضح ہوا جو جلد ہی معدوم ہو گیا

اب گاڑی یونی میں داخل ہو چکی تھی سامنے اُسکے دوست کھڑے پریشانی کے عالم میں اُسے دیکھ رہے تھے

"کیا ہوا ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نہیں کوئی جن دیکھ لیا ہو"

وہ باہر نکل کر بولا اور چہرے پر پھر ایک بار مبہم سی مسکراہٹ آئی

"تاشی بول دے تجھے کوئی پاگل پن کا دورہ نہیں پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ مسکراہٹ تین سال سے نہیں دیکھی خیر ہے"

اُن میں سے ایک سامنے آکر بولا

"تو آج دیکھ لے.....ایسے مسکراتا ہوں میں"

ایک بار پھر اپنے ڈمپل کی نمائش کی

"میں بتا رہا ہوں کچھ بہت غلط یا تو ہو چُکا ہے یہ پھر ہونے والا ہے"

پریشانی کے عالم میں سر کھجاتے ہوئے بولا

"ہو چُکا ہے۔۔۔۔ میری کلاس کا ٹائم ہے یہ"

ایک بار پھر مسکرایا اور اپنے بلاک کی طرف تیز تیز قدم اٹھائے چلا گیا

"بہت اچھا دوست تھا میرا کیسے رہوں گا میں اب"

منان نے عورتوں کی طرح بین ڈالتے ہوئے کہا

oooooooooooooooooooooooooooooo

"گائز کل پاکستان سے اومان کے راستے بہت بڑی سمگلنگ ہونے والی ہے. جس میں تقریباً چار ہزار لوگ ہوں گے۔۔۔۔۔۔۔ سمگل کیے جانے والوں میں بڑی تعداد نوجوانوں کی ہے"

ہاتھ میں ایک سٹیک پکڑ رکھی تھی جس کی مدد سے پوائنٹس کو واضح کر رہی تھی بالوں کو ٹیل پونی کی مدد سے باندھا ہوا تھا جس میں سے دو تین لٹیں باہر تھیں جو اُسکے حُسن کو چار چاند لگا رہی تھی سادہ سے ہلکے نیلے رنگ کی کاٹن کے شلوار قمیض میں ملبوس تھی آنکھیں بڑی بڑی جو اُسکے چہرے کو جاندار بنا رہیں تھیں گرمی کے باوجود بھی ایک چادر اپنے گرد لپیٹ رکھی تھی وہ ٹیبل کے سامنے کھڑی ویڈیو کانفرنس کے ذریعہ سامنے بیٹھے اُسکے ٹیم ورکر اور رینجر آفیسر اُسے بغور سن رہے تھے

یہ تھیں لفیٹنٹ جنرل مایا شیخ خانزادی جو اپنی ٹیم کی طرف سے الجیریا میں موجود تھی کسی بھی خفیہ کاروائی کے لیے پوری ٹیم نہیں جاتی بلکہ اُنکی سربراہی کرنے والوں میں سے کوئی ایک

یا دو لوگ جاتے ہیں جو وہاں کام بھی بالکل ایک دوسرے سے انٹرکٹ کیے بغیر کرتے ہیں

"مایا بی سیف الجیریا کے حالات کچھ اچھے نہیں چل رہے کچھ بھی ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے میجر خان آپکی مدد کے لیے آسکتے ہیں اگر آپکی اجازت ہو تو"

سکرین پر بیٹھے ایک ادھیڑ عمر باوردی آفیسر نے کہا

"مایا موت سے نہیں ڈرتی سر اور رہی بات مدد کی تو جب مجھے لگا کہ مجھے مدد درکار ہے میں یہ کام چھوڑ دوں گی"

بلا کے اعتماد سے بولی تھی یہ پھر کبھی موت قریب سے دیکھی ہی نہیں تھی

"بیسٹ آف لک بیٹا۔۔۔۔۔بس اپنے ٹھکانے کا پتہ لگانا ہے آگے آپ کو اجازت نہیں ہے"

دوسری طرف سے اُسے اُسکی حدود بتائی گئیں جس کے بعد چہرے پر جو جوش و ولولہ پہلے تھا وہ چند سیکنڈ میں ختم ہو گیا تھا اب کانفرنس بھی ختم ہو چکی تھی اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی

"کبھی تو وہ دن آئے جب میں ان کے ملزموں کو کیفر کردار تک پہنچا سکوں"

ہاتھ میں پکڑے ہوئے موبائل کی تصویر پر اپنا انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولی

محد اِس وقت جی ایم کے کمرے میں کھڑا تھا جو کسی سے کال پر مصروف تھے یہ پھر مصروف ہونے کا ناٹک

ایک ہفتہ ہوچکا تھا اُسے آتے ہوئے سب کچھ بہت اچھے سے جا رہا تھا اب کپڑوں پر سلوٹیں ذرا کم نظر آتیں تھی اور بالوں کو بھی پونی میں قید کیا ہوا تھا لیکن منہ نہ دھونے کی قسم ابھی بھی نہیں توڑی تھی

"پیسہ کمانا چاہتے ہو"

وہ وہاں پڑی مہنگی مہنگی چیزوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جب کُرسی پر بیٹھا ادھیڑ عمر انسان بولا

"جی صاحب کون نہیں چاہتا"

انتہائی عجلت سے جواب دیا جیسے سوال دیر سے دینے پر سزائے موت ہوجائے گی

"تم مجھے اچھے انسان لگے ہو یہاں تو اتنی تنخواہ میں ایک وقت کی روٹی بھی نہیں لگ سکتی"

وہ موبائل پر ہاتھ چلاتے ہوئے بولا جبکہ محد کے دل میں اتنے مہنگے موبائل کو ایک مرتبہ پکڑنے کی خواہش ہوئی۔

"نہیں صاحب میں اور میرا دوست بہت خوش ہیں آپ مجھے نکالیے گا نہیں"

محد نے اُسکے آگے ہاتھ جوڑ دیا

"نہیں نہیں اگر تمہیں امریکہ جانے کا موقع دیا جائے ۔ ۔ ۔ کیا تم اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ گے ۔ ۔ ۔ ہماری کمپنی ہر سال ایک مستحق نوجوان کو یہ opportunity دیتی ہے"
وہ مخصوص انداز میں ٹھہر ٹھہر کر بول رہے تھے اور محد کے چہرے کا رنگ ہر اگلی بات پر تبدیل ہو رہا تھا
"سچ"
وہ آنکھوں میں حیرت کے طوفان لیے بولا
oooooooooooooooooooooooooo

دو دن سے رخسار نے عندلیب کو کمرے سے باہر آنے کا موقع ہی نہیں دے رہی تھی ہر وقت بس اُسکے سر پر سوار رہتی تھی کھانا کمرے میں ہی مل جاتا تھا اُسے سوائے رونے اور سونے سے کوئی کام نہیں تھا ۔ ۔ ۔ سب سے زیادہ دُکھ اس بات کا تھا کے طالش ایک مرتبہ دیکھنے بھی نہیں آیا تھا البتہ رخسار نے کافی دھمکیاں دے رکھیں تھی اُسے اور طالش کی طرف سے بدزن کرنے کی بھی پوری کوشش کی تھی ۔ ۔ ۔ شام کا وقت تھا اور رخسار کمرے میں نہیں آئی تھی اور عندلیب کا پیاس لگ رہی تھی بار بار دروازے کی اوٹ سے باہر دیکھ چکی تھی لیکن کوئی بھی ماجود نہ تھا

کل ہی اُسکی مما نے کپڑوں کا بیگ دامل کے ہاتھوں بجوایا تھا اور آج وہ کھدر کے بلیک قمیض شلوار اور ساتھ میں گرم چادر اپنے گرد لیے ہوئے تھی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی نیچے کی طرف گئی ابھی تین چار اسٹیپ اوپر ہی تھی جب سامنے بیٹھے طالش کو دیکھا ایک منٹ کے لیے جسم سے جان ہی نکل گئی اور جلدی سے واپس پیچھے کو ہوئی

"بھابھی آجائیں آپ بھی چائے پیئے نہ"

دامل کی آواز پر دوبارہ پھر پیچھے کو دیکھا

بڑے سے لاؤنج میں ایک صوفہ پر دامل چائے کا کپ لیے اُسکی طرف ہی متوجہ تھا جبکہ برابر ہی سخت تاثرات لیے جبڑے بھینچ کر بیٹھا تھا ایسے جیسا آس پاس کوئی زی روح ماجود ہی نہ ہو

"عندلیب میرا بیٹا اِدھر اؤ اپنے دادو سے ناراض ہو؟؟"

سربراہی کُرسی پر بیٹھے اُسکے دادا نے اپنی بہائیں پھیلا کر کہا

عندلیب کی آنکھوں کے کونے لال ہوئے تھے اتنے دن بعد کسی نے اسکا نام اتنے پیار سے پکارا تھا بھاگ کر اُنکے گلے لگ گی

"اِس بندر نے کچھ کہا ہے کیا مجھے بتاؤ میں طبیعت سیٹ کرتا ہوں اِسکی"

عندلیب کو روتے دیکھ کر لاڈ سے پوچھا جبکہ بندر کہنے پر طالش نے ایک نظر دادا کو دیکھا لیکن چہرے کے تاثرات ابھی سخت تھے

"دادو مجھے اپنے ساتھ لے جائیں"
ڈر لگنے لگ گیا تھا اسے حویلی میں رہتے بے حس لوگوں سے
"میں تو خود بیٹیوں کے گھروں پر پڑا ہوں میرے بچے ابھی تھوڑی دیر تک رخسار آجائے گی
تم تب تک اپنے دادو سے باتیں کرلو رو نہیں"
اُنہوں نے سے پر بوسہ لیا
"بھابھی میرے اور اپنے لئے چائے بنا کر لائیں میری ختم ہوگی ہے"
دامل پھر بیچ میں بولا تو عندلیب جلدی سے کھڑی ہوئی
"اچھا بناتی ہوں"
اچھے بچوں کی طرح اپنے آنکھیں صاف کرتی دل سے مسکرائی
"عندلیب میری بُک اندر سے لا کر دو"
ساری بکس اُسکے پاس ماجود تھیں لیکن دامل کی بات ماننے پر اُسنے اپنی فرمائش بھی سامنے کی
"کیوں تمہاری ٹانگیں ٹوٹ گئیں ہیں جو میری پھول جیسی بچی اور اوپر بھیج رہے ہو۔۔۔ خود جاؤ۔۔۔ عندلیب بچے تم چائے بناؤ"

عندلیب سے ہلاتی کچن کی طرف چلی گئی اوپن امریکن طرز کا کچن تھا جو لاؤنج سے تھوڑا دور بنائے گیا تھا لیکن وہاں سے ہال کا اور ہال سے کچن کا منظر واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا

"میں بھابھی کو بتا کر آتا ہوں چیزیں کہاں پڑی ہوئیں ہیں"

دامل آہستہ سے اُٹھ کر چلا گیا

جبکہ طالش کا بس چلتا تو دامل کا سر کچل دیتا بس کیسے کیسے آرام سے بیٹھا تھا

"بھابھی بہن بن کر میرا ایک کام کریں گئی"

پیچھے سے دامل آکر کُرسی کھینچ کر بیٹھ گیا

"کونسا کام بھائی"

چائے کا پانی رکھتی ہوئی بولی

"میں نہ ایک لڑکی کو پسند کرتا ہوں لیکن امی تو میرا جنازہ نکال دیں گی میرا لیکن اُسکی ماں چاہتی ہے کے ہمارے گھر سے کوئی جا کر بات پکی کر دے۔۔۔۔ میری مجبوری سمجھیں"

دُنیا جہاں کی معصومیت اپنے چہرے پر سجا کر بیٹھا

"اپنی عمر دیکھو اور اپنے کام دیکھو"

حیرت سے آنکھیں پھٹ جانے کو تھیں

"آپکے شوہر شریف سے بس چھ ماہ چھوٹا ہوں۔۔۔ کچھ رحم کرو"

اب عندلیب اُسکے برابر چیئر پر بیٹھی چکی تھی جبکہ طالش چور نظروں سے بار بار کچن میں دیکھ رہا تھا جبڑے بیچ رکھے تھے جبکہ گردن کی رگیں تن ہوئیں تھیں

"جائیں گی نہ پلیز بس نکاح ہوجائے پھر آپکا کام ختم"

اُسکا ہاتھ پکڑ کر منت کی تھی

"اگر چاچی کو پتہ چل گیا تو مجھے تو جان سے ہی مار دیں گی"

عندلیب نے اپنا خدشہ ظاہر کیا

جب حال میں سے تھوڑی ہلچل سی پیدا ہوئی

"طالش۔۔۔ سرپرائز"

کوئی لڑکی تھی جس کا منہ کم اوپر میک اپ زیادہ لگا ہوا تھا۔۔۔ جینز کے ساتھ گھٹنوں تک آتی شورٹ شرٹ اور گال بُلش سے لال کر رکھے تھے

"مبارک ہو بھابھی آپکی سوتن پلس میک اپ کی دُکان آپکے شوہر پر ناجائز قبضہ جمانے کے لیے خان حویلی کی دہلیز پار کر چکی ہیں۔۔۔۔۔ اِس سے پہلے کے وہ سیدھا آپکے اکڑو شوہر کے سینے سے لگ کر اُنکا پیار وصول کریں جلدی سے آپ اپنی جگہ پر چلی جائیں"

باہر کھڑی لڑکی جو طالش سے ہاتھ ملا رہی تھی اُسکو دیکھتے ہوئے اپنی پیشین گوئی کی

"ملیحہ سچ میں تمہیں ہی یاد کر رہا تھا اتنے دنوں بعد ائی ہو آنکھیں ترس گیں تھی میری تو"

ابھی عندلیب کچھ کہتی اُس سے پہلے
طالش انتہائی اونچی آواز جو پوری حویلی میں آسانی سے سنی جا سکتی تھی اُسکے کانوں میں پڑی
"بھابھی جلدی سے کوئی نوٹ بک لے کر آئیں آپکے شوہر آپکے ہاتھ سے نکل رہیں ہیں
میں کچھ پوائنٹس نوٹ کروادوں شوہر کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے,"
دامل نے سر گوشی کی تو بوجھے ہوئے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی
"پہلی بات ایسی چیکو پلس اَن پڑھ ماڈرن لڑکیوں سے تین سو فٹ کے فاصلے پر اپنے شوہر
نامدار کو رکھنا جو ابھی آپکے ہوتے ہوئے ہش ٹیک (#) چیکو نمبر ون بنے بیٹھے ہیں
عندلیب نے پھر سے دیکھا تو سچ میں ملیحہ اُسکے صوفے کی سائڈ پر بیٹھی اُسکی گال کھینچنے میں
مصروف تھی جبکہ طالش صاحب انتہائی بیبا بچا بن کر اپنے ڈمپل کی نمائش کر رہا تھا ایک مرتبہ
تو عندلیب کا دل کیا اُٹھا کر اُس لڑکی کو باہر مارے اور خود اُسکی گود میں بیٹھ جائے چھوٹے
سے بچے کی طرح
طالش اپنے عظیم کارنامہ کے بعد چور آنکھوں سے عندلیب کا جلن کے تاثرات سے
بھرپور چہرہ دیکھا تو دل عجیب سی خوشی سے سرشار ہوگیا
"بھابھی آپ جلیس ہو رہیں ہیں کیا؟؟؟؟"
دامل نے آبرو اچکا کر پوچھا

"نہیں مجھے کیا جو مرضی اُسکی کے پاس بیٹھے"
معصوم سا منہ بنا کر بولی اور پیر پٹختی اندر کی طرف چلی گئی
"ملیحہ پلیز دور ہو کر بیٹھو"
طالش نے کچن سے اُسے جاتا دیکھ کر ملیحہ کا ہاتھ جھٹکا
"ہنی کیا ہوا۔۔۔ پتہ ہے ایسا منہ بنا کر بلکل بھلو لگتے ہو"
اُسکی بات کا رتِ برابر اثر نہیں ہوا اور طالش کا ناک چھوتی ہوئی بولی
"کوئی مینرز ہیں تمہیں۔۔۔ اپنی بیہودہ حرکتیں کسی اور کے ساتھ جا کر کیا کرو۔۔۔ ایڈیٹ"
اتنی دیر سے بدلہ لینے کی غرض سے دل پر پتھر رکھ کر اُسکی قربت برداشت کر رہا تھا اب
عندلیب کے جاتے ہی اُسے دھکا دیا تھا اور خود باہر چلا گیا
"ویسے اتنی سی کتے کی ہو جائے تو وہ گھر کیا گاؤں چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے کیا خیال ہے ملیحہ
عرف میک اپ کی دُکان"
پہلی بات پورے جوش سے کہی جبکہ اینڈ پر آواز صرف اُسے اور دادا کو ہی سنائی دی وہ بھی
اُسکے ساتھ ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو گے
"اپنی شکل بھی دیکھ لیا کرو۔۔۔ ویسے بھی میرا سسرال ہے تمہیں کیا تکلیف ہے"
ملیحہ غُصہ سے سُرخ ہوتے چہرہ کے ساتھ غرائی

"واہ اُنکے حوصلے تھے داد کے قابل
وہاں پر منہ مارتے تھے یہاں اور ہاتھ مشکل تھا"

دامل پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنستا ہوا بولا اور دادا نے ہاتھ اُٹھا کر اُسکے نئے نویلے شعر پر داد دی جسے سینے پر ہاتھ رکھ کر وصول کیا گیا

oooooooooooooooooooooooooooooo

"خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تدبیر سے پہلے
خُدا بندہ سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے"

کواٹر میں داخل ہوتے ہی پپو نے اونچی آواز میں شعر پڑھا تو کپڑے دھوتے ہیں فتر نے ہاتھ روک کر اُسے دیکھا

"ویسے یہاں تک مجھے پتہ ہے تم تب ہی دو واحد شعر پڑھتے ہو جب کوئی خوشی کی بات ہو"

اب کپڑوں پر ڈنڈا چلاتے ہوئے بولا تھا

"ہاں اللہ مغفرت فرمائے میری اُستانی جی کی پانچویں جماعت میں وہ اسمبلی کے بعد تین چار بار دونوں شعر ہمیں یاد کرواتیں تھیں پھر اُردو کے پریڈ میں وہی شعر سن کر کھڑا کر دیتیں تھی کبھی سبق سنانے کی نوبت ہی نہیں ائی تھی فتر کے بچے۔۔۔۔ ویسے ایک بات ہے ایسی استانیاں آج کل کے بچوں کو کہاں ملتی ہیں"

بیسویں مرتبہ بتائی ہوئی بات آج پھر دہرائی تھی

"بات بتا میرے پیٹ میں کچھ کچھ ہو رہا ہے"

نوفل نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر دُھائی دی

"بہت ہی عورتوں والا پیٹ لے کر پیدا ہوا ہے انوی نہیں تیرا نام فتر مطلب گندی فطرت رکھا ہوا"

محد کمر پر ہاتھ رکھ کر خالص عورتوں والے لہجے میں بولا

"چل آجا پھر کپڑوں کو پانی سے نکال اگر نہیں بتانا تو"

نوفل انتہائی معصوم منہ بنا کر بولا

"نہ بیٹا نہ اب تیرا بھائی بڑا ادمی بن گیا ہے اب یہ کام تو نوکر کیا کریں گے"

محد خیالی دنیا میں سیر کو نکلتے ہوئے بولا

"خیر ہے میرے یار کو کسی نے کچھ کہا ہے یہ پھر دماغ میں کوئی چوٹ تو نہیں آگئی"

نوفل جلدی سے اُٹھ کر اُسکے پاس آیا اور سر کا معائنہ کیا

"لعنتی انسان میں امریکہ جا رہا ہوں آفس کی طرف سے"

"چل ڈاکٹر کے پاس چلیں"

نوفل واقعی پریشان ہو گیا تھا محد نے اپنا پھٹا ہوا جوتا اُسکے سر پر مارا

"یہ دیکھ کل کو شام میں چلا جاؤں گا میں آنکھیں کھول کر دیکھ"

ایک جعلی ٹکٹ اور کسی اور کے نام کا پاسورڈ دیکھتے ہوئے بولا

"پر یار یہ تو کسی اور کا نام ہے اور تصویر تیری ہے"

نوفل کو جھٹکا لگا تھا

"جانی سر کہہ رہے تھے کے دفتری کاموں میں اتنا سا آگے پیچھے ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ کوئی مجھے روکے گا نہیں بلکہ اُنکی گاڑی مجھے ایئر پورٹ پر چھوڑ کر آئے گی اور کراچی جا کر بھی خود مجھے جہاز میں بیٹھیں گے"

رٹا رٹایا سبق دوہرایا

"تیری شکل دیکھ کر اوپر یہ مرغی کی دم گوروں نے جہاز سے ہی واپس بھیج دینا"

نوفل نے اُسکے بالوں کو طنہ دیا

"نہ کر میرے آفس کی جو لڑکیاں ہیں نہ میرا ایک گندہ سا لفظ لے کر بات کرتیں ہیں تُجھے کیا پتہ"

محد نے شرماتے ہوئے منہ پر رومال رکھ کر بہت ہی آہستہ آواز میں راز کی بات بتائی

"کونسا گندہ نام"

نوفل تھوڑا سا کھسک کر اُسکے پاس کو ہوا

"مجھے ہات (ہاٹ) مین کہتی ہیں"

اب آواز پہلے سے بھی دھیمی تھی

نوفل بچارا جھٹکے سے پیچھے ہوااور دونوں کانوں کو بار بار ہاتھ لگائے جبکہ محدا بھی بھی منہ پر رومال رکھ کر شرما رہا تھا

"توبہ توبہ اتنا گندہ نام۔۔۔۔۔۔۔کتنی بیشرم لڑکیاں ہیں میرے اتنے پیارے جگری یار کو ہات مین بنا دیا"

نوفل افسوس سے وہیں بیٹھ گیا

oooooooooooooooooooooooooooo

ابھی بھی عندلیب منہ پھیلائے چاچی کے کمرے میں بیٹھی تھی

"جب میں اجازت دی ہے شادی کی پھر مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔میں کیسے برداشت کروں گی"

یہی سوال بار بار ذہن میں گردش کر رہا جب سانسوں میں جانی پہچانی سی خوشبو کا احساس ہوا وہم سمجھ کر سے جھٹک کے پھر گھٹنوں میں منہ دیکر بیٹھ گئی

"اگر آپکو یاد ہو تو ایک عدد شوہر ہے آپکا جس کے ہر کام کی ذمے داری آپکی ہی ہے اگر نہیں کر سکتی تو بتا دیں میں کل ہی کوئی اور انتظام کر لیتا ہوں"

لہجہ ابھی بھی سخت تھا چہرے اور غُصہ ہو بہو قائم تھا تین دن سے برداشت کر رہا تھا لیکن آج خود ہی انا کے بت کو توڑ کر آنا پڑا

"ن۔۔۔۔ نہیں میں کروں گی"

آخری بات پر دل کانپا تھا جلدی سے اُٹھ کر بھاگنے کی تیاری کی لیکن جلد ہی سامنے کھڑے جیسے انسان کے کاندہ سے ٹکڑا گئی

کچھ لمحوں کے لیے دونوں کی آنکھیں ایک ہوئیں دل کی دھڑکنوں میں انتشال بھرپا ہوا طالش کا دل کیا اُس معصوم آنکھوں والی کو ساری دُنیا سے چھپا کر اپنے آپ میں گُم کر دے اُسے ان ساری الجھنوں سے ساری تکلیف سے دور لے جائے

"دیب"

ہلکی سی سرگوشی ہوا میں معدوم ہوگئی فضا میں بس دھڑکنوں کا شور تھا جو کچھ اور سننے ہی نہیں دے رہا تھا

oooooooooooooooooooooooooooooooo

الجیریا

"سر مجھے کمانٹس دی جائیں"

کان میں لگے آلہ کے ذریعہ اجازت طلب کی ۔ ۔ ۔ آج وہ ایک محسوس یونیفارم میں ماجود تھی یونیفارم کے اوپر رینجرز کا ٹیگ واضح تھا جبکہ نام کی جگہ (M.Shaikh) لکھا ہوا تھا آنکھیں براؤن کانچ کے جیسی جن میں کوئی اپنا عکس آسانی سے دیکھ سکتا تھا جسم عام لڑکیوں کی طرح ڈھیلا ڈالا نہیں تھا اُسکی سخت ٹریننگ کی وجہ سے ایک مضبوط جسم کی ملک تھی لمبی سراحی دار گردن جس کے گرد لال وردی کا رومال لپیٹ رکھا تھا

"مس شیخ یہ حکم آپکو نہیں مل سکتا آپ بس پیچھا کریں گی"

دوسری طرف سے آواز آئی

"پھر بھی میں اپنے رینک کی وجہ سے ایکشن لے سکتی ہوں"

حوصلہ ابھی پست نہیں ہوا تھا

"مس شیخ آخر کب یہ بچوں والی حرکتیں چھوڑیں گی آپ وہاں دشتگردی نہیں لوگوں کو بچانے کے لیے گیں ہیں ورنہ آپکے تمام رائٹس ریزرو کیا جاسکتے ہیں"

آواز سنتے ہی آنکھیں میں حیرت کے طوفان اومڈ آئے جتنی اُسے اس آواز سے چڑ تھی داشت گرد بنانے میں دیر نہ لگاتی

"مسٹر خان اگر ہوسکے تو کروا کر دیکھیں مجھے اس عہدے پر سے فریز"

دانت پیستے ہوئے بولی اور دل میں کئی گلیوں سے نوازہ

"اگر تم دونوں نے آج لڑائی کی تو دونوں کو میں ابھی سسپنڈ کردوں گا"

درمیان میں کافی سخت اور غُصہ سے بھرپور آواز آئی تو دونوں کو ہی سانپ سونگ گیا

"سوری سر"

"اوکے گو اینڈ ڈو یور ورک اینڈ فالو دا رولز"

لائن ڈسکینٹ ہوگئی

پاس کھڑی بائک جس کے تین پیے تھے اُس پر بیٹھ کر فل سپیڈ سے جلد ہی آنکھوں سے اوجل ہوگئی بس دھول باقی رہی تھی

oooooooooooooooooooooooo

ابھی دونوں ایک دوسرے کی خوشبو میں کھوئے ہوئے تھے جب دامل بھٹکی روح کی طرح نازل ہُوا

"اوہ ہو یہاں تو سین آن ہے"

عندلیب نے جلدی سے اپنے اور اُسکے درمیان فاصلہ قائم کیا اور چہرہ یکدم لال انار ڈی جیسا ہوگیا لیکن طالش کو ذرا برابر فرق نہیں پڑا

"ویسے اپنا کمرہ کم پڑ رہا تھا بھائی جان"

عندلیب جلدی سے بھاگ گئی طالش نے غُصہ سے بھرپور نظر دامل کو دیکھا جو اپنی طرف سے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دے کر ہٹا تھا کچھ کہے بغیر ہی کمرے سے چلا گیا کیوں کہ آج عندلیب اور طالش کی دعوت کی تھی اُسکے دوستوں نے اسلیے جلدی جانا تھا اور عندلیب کو بھی بتانا تھا

کمرے میں آیا تو عندلیب نے دوپٹہ صوفہ پر رکھا ہوا تھا اور خود بیڈ شیٹ تبدیل کرنے میں مصروف تھی جب دھیمے قدم اُٹھاتا اُسکے قریب گیا لیکن عندلیب اِس سے بےخبر کام میں مصروف تھی بال کو ٹیل پونی کی مدد سے باندھ رکھا تھا جو اُسکی کمر پر جھول رہے تھے تین چار لیٹیں جو شاید سٹپ کی وجہ سے پونی سے باہر تھیں نازک سراپا صحیح معنوں میں طالش ابراہیم کے دل پر بجلیاں گرا رہا تھا

نکاح کا خوبصورت بندھن اور اپنا من چاہا انسان جب سامنے ہو تو جذبات کو قابو کرنا مشکل امر ہوتا ہے

چادر صحیح کرتی کا ہاتھ طالش ابراہیم کے ہاتھوں میں آچکا تھا جس سے کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی اُسکی آنکھوں میں اُسکے عمل کا مفہوم سمجھ کر چہرے پر شرم وحیاء کے رنگ بکھر گے پلکوں کے جلر نرمی سے جھُکا لیے تھے جیسے اپنی آنکھوں میں بسی محبت کی کمزور ڈور طالش کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی

طالش نے تھوڑا سا جُھک کر عندلیب کی کانپتی پلکوں پر اپنے حدت بڑے لمس چھوڑے
عندلیب کی تو جیسے جان نکال کر اُسے بے جان کر دیا ہو ہاتھ پاؤں میں تھوڑی سی لرزش آئی
کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اُسکی قسمت میں لکھ دیا جائے گا وہ اِس طرح سے
اُسکے سامنے ہو گا
ملیحہ والا منظر اُسکی نظروں کے سامنے گھوما جب طالش اُسے اپنے پاس بیٹھے باتیں کر رہا تھا
تو پھر دل میں اُٹھی ایک خوش فہمی کی کلی وہی مرجا گئی۔۔۔۔۔۔
وہ کسی کو ہے کسی اور کی محبت۔۔۔۔۔۔ کسی اور کو اپنے لیے سوچتا ہے
لیکن پھر بھی پیچھے ہٹنے کے غلطی نہیں کی بس دل خوش نہیں تھا
جب انسان کسی سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے تو اُسے بس اپنی دسترس میں چاہتا ہے اُسکے
وجود پر سوچ پر اور دل پر خود قبض ہونا چاہتا ہے اور یہی چاہت عندلیب کی بھی تھی لیکن وہ
اتنے سب کے باوجود بھی ایک انچ پیچھے نہیں ہوئی تھی
اُس کا شوہر تھا ہر طرح سے اُس پر اُسکے جسم پر اُسکی سوچوں پر حق رکھتا تھا اُسکے تمام حقوق
ادا کرنا خُدا کی طرف سے ہی عندلیب پر فرض تھا پھر کیسے اپنے ربّ کو اپنے مجازی خُدا کو
اپنی کسی حرکت سے ناراض کر سکتی تھی
"دیب"

ہلکی سی سرگوشی جو اُسکے کانوں سے ہوتی دل میں اُتری تھی آج اُسکی ایک خواہش پوری ہوئی تھی طالش نے اُسے معتبر کیا تھا چاہے نام یاد رکھ کر ہی

طالش جو کب سے اُسکے چہرے پر ہر بدلتا رنگ اور تاثرات بہت غور سے دیکھ رہا ایک سکون کی لہر اندر تک متعین کر گئی تھی

"عندلیب۔۔۔۔۔"

لیکن میڈم پتہ نہیں کیا سوچ کر آنکھیں کھولنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی پلکیں ابھی تک لرز رہیں تھی اُسکے پکارنے پر آنکھیں کھولیں

"جی"

ہلکا سا منمنائی

"تیار ہو جاؤ ہمیں کہیں جانا ہے بس آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس"

وہ اپنے جذبات کو لگام دیتا ہُوا پیچھے ہوا کیوں کے ٹائم بہت کم رہ گیا تھا

اور جلدی سے باہر چلا گیا

"کیا وہ مجھ سے خوش نہیں ہے وہ کیوں اتنے دور ہیں۔۔۔۔ نہیں مجھے اُنہیں اپنے پاس رکھنا ہے ہر قیمت پر اتنی جلدی نہیں چھوڑوں گی اتنی مُشکِل سے تو ملے ہیں۔۔۔۔ کہیں میری عمر کی وجہ سے ہاں۔۔۔۔ یہ بات بھی ہو سکتی ہے"

باآواز بول رہی تھی ساتھ ہاتھوں کی اُنگلیوں کو چٹخا رہی کُچھ سوچ کر موبائل اٹھایا اور یو ٹیوب پر کچھ سرچ کرنے لگ گئی

oooooooooooooooooooooooooooooooo

مایا نے اپنی ضد کو اہمیت دی تھی اتنی محنت کے بعد تو اُسے موقعہ ملا تھا اپنا انتقام لینا تھا اُسکی نیندوں کا حساب جو پیچھے تین سال سے گم تھیں وہ یہ نہیں سوچ پائی کے آخر کو ایک عورت ہے مرد سے کمزور بس آنکھوں پر انتقام کی پٹی بندھ گی تھی

سوچتے ہی اپنی الریڈی لوڈکی ہوئی گن دیکھی جیب میں پڑی پٹاش کی چھوٹی سی بوتل اور دوسری میں ایسڈ تھا

"مس شیخ آپ ہدف سے آگے جا رہی ہیں۔۔۔۔ شپ کے پاس مت جائیں۔۔۔ آپ اُنکے نشانے پر ہیں"

تین چار لوگ اکٹھے اُسکے کانوں میں چیخ رہے تھے۔۔۔ لیکن اُسکی نظریں ایک نقطہ پر تھیں

"Mugulstareefai"

جو بحری جہاز کے ایک سائڈ پر چھوٹے سے حصہ پر لکھا گیا تھا

) جو لوگ اِس دندہ میں ملوث ہوتے ہیں اُنکے کُچھ ٹائٹلز نام ہوتے جو اُنکی اصل پہچان سے بلکل مختلف۔۔۔۔۔ کئی تو اُن زبانوں میں لکھوائے جائیں جو بہت سال پہلے ناپید ہو گئی

۔۔۔۔ یہ پھر ایک خاص قسم کا سٹار ہوتا ہے جو اُنکے سگنچر کے ساتھ نشان دہی کے لیے ہوتے ہیں (

اُسکے سامنے تین لوگ تھے شاید اُنکو وہ نظر نہیں آرہی تھی اور یہی اُسکی غلط فہمی تھی کیوں کے ایسے کاموں دُنیا کے بیسٹ ہیکر خرید کر اپنے کام میں استعمال کیے جاتے

اپنے ہاتھ سے پیچھے لگی ایک پسٹل نکالی اِس سے پہلے کے وہ اپنا ہاتھ سیدھا کرتی اُسکے سینے پر تین لال نشان اُبرے مطلب اُسے نشانِ پر لے لیا گیا ہے

اتنی کمزور نہیں تھی کے پہلے بار میں ہی ڈر کر رائے فرار اپنا لیتی

اُسنے ایسے ہی ظاہر کیا جیسے اپنے اوپر آتے نشانوں کو دیکھ ہی نہیں سکی

اُسی پسٹل سے ہوا میں نشانہ لگایا اور ایک اڑتا پرندہ پانی میں گر گیا

"وہ شکار کے لیے آئی ہے ۔"

تینوں میں سے ایک نے کہا .جبکہ زبان ذرک تھی جواب بہت کم بولی جاتی ہے

"ہیلو"

پیچھے سے کسی کی آواز آئی تو اتنے ہی اعتماد سے پیچھے موڑی

"شکر ہے کوئی یہاں پاکستان کا ورنہ مجھے تو "ہوئی. شوئی ۔ موئی "کی سمجھ ہی نہیں آئی "

آنے والا محد تھا جس کے ہاتھ میں ایک پھٹا سا بیگ

شکل سے اور زبان سے پاکستانی اور آیا اُس شپ سے تھا جس سے سمگل ہو کر لوگ آج امریکہ جانے تھے لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ وہ نکلا کیسے

مایا کے چہرے پر نرمی ائی پرے دیس میں اپنے ملک کا جانور ہی مل جائے تو دل بے قابو ہو جاتا وہ تو پھر انسان تھا جس کے پاس سے اُسکے وطن کی خوشبو آ رہی تھی

"تم کون ہو یہاں کیا کر رہے ہو"

جو بھی تھا فورس سے تعلق رکھنے والی تھی اور تشویش کرنا رگ رگ میں بھرا ہوا تھا

"مسٹر فی لگ رہی ہیں اتنے سوال تو ہماری اُستانی سبق نہ آنے پر نہیں پوچھتی تھی جیتنے تم مطلب آپ پوچھ رہیں"

اتنا خوش تھا امریکہ جو آ گیا تھا اسلیے اپنی ہی دھن میں لگا ہوا تھا

مایا نے ایک پنچ اُسکے منہ پر مارا

"میں پاکستان سے آیا ہوں کمپنی کی طرف سے اور یہاں امریکہ میں نوکری کرنی ہے"

ایک سانس میں بول گیا

"بھاگو"

ابھی کچھ اور بھی بولتا مایا ہاتھ پکڑ بلکل مخلف سمت میں بھاگی بھاگتے ہوئے اُسنے دیکھا لڑکی نے تواُسکے ملک والی وردی پہنی ہے مطلب خطرناک چیز ڈر کے مارے بھاگا بھی نہیں جارہا تھا

لیکن اُس کی سپیڈ اتنی تیز تھی کے چھوٹی ہوئی ٹرین بھاگ کر آسانی سے پکڑ سکتی تھی

بال جو کئی سالوں بعد کنگھی کیے تھے بھاگنے کی وجہ سے خراب ہو رہے تھے

ایک ہاتھ میں بیگ اور دوسرا میڈم کے ہاتھ میں تھا ورنہ بال ہی سیدھے کر لیتا

oooooooooooooooooooooooooo

یو ٹیوب سے دیکھا تھا بس ایک لائن لکھنے کے بعد ویڈیوز کی لائن لگ گئی تھی

تقریباً سب میں یہی تھا اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ایسے کپڑے پہنے اور ایسا میک اپ کریں۔۔۔۔اور اُس سے آگے نہیں دیکھ سکی اُسکے بس میں تو کپڑے ہی تھے اور میک اپ بھی کر لیتی اسی لیے جلدی سے کپڑے دیکھنے لگی

ایک میکسی جو اُسے گفٹ میں ملی تھی وہی نکال لی

"وہ ملیحہ ایسے ہی کپڑے پہنتی ہے اُسے پسند کرتے ہیں شاید میں بھی اچھی لگو۔۔۔۔ہاں دیکھا پھر کیسے وہ اُسے اپنے پاس بیٹھا کر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔مجھے تو کبھی ڈمپل نہیں دکھایا ۔۔۔۔۔۔"

یہی سوچتی واشروم میں چلی گئی یہ نہیں جانتی تھی کے اپنی موت کو دعوت دینے لگی ہے
تھوڑی دیر میں طالش کمرے آیا تو وہ کمرے میں نہیں تھی شیشے کے سامنے کھڑا ہو کرا پنے
بال سیٹ کرنے میں مصروف ہوا جب عندلیب اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ واشروم
سے نکلی
جیسے ہی ایک نظر اُسے دیکھا آنکھوں میں خون چھلکنے لگ گیا تھا عندلیب جو پلکیں گرے ہلکا
سا مسکرا رہی تھی پتہ نہیں کونسی دادیں تھیں جنہیں سوچ کر رنگت بھی سُرخ ہو رہا تھا پاس
جا کر اُسکا بازو جکڑا
کہاں سے آئیں ہیں یہ کپڑے ؟؟؟"
گہری نیلی جھیل جیسی آنکھوں میں سُرخ ڈورے واضح ہو رہے تھے ۔۔ کشادہ پیشانی پر بل
نما تھے جبکہ اُنگلیاں سامنے کھڑی روئی جیسی لڑکی کے بازوں میں دنستی جا رہی تھیں
ایک نظر سامنے کھڑی حور نما لڑکی کو دیکھا جو لونگ بلیک میکسی میں کسی قیامت سے کم نہیں
لگ رہی تھی پر امریکین طرز کی میکسی جس کا گلا کافی زیادہ ڈیپ اور استین کندھوں سے دو انچ
نیچے تک تھیں ۔۔۔ لمبائی ٹھیک تھی لیکن گھٹنوں سے چند انچ اوپر جس سے اُسکے پنڈلیں
تھوڑی بہت نظر آ رہیں تھیں ایک نظر جائزہ لینے کے بعد ایک زوردار دھکا دے کر بیڈ پر
پھنکا

"تم اب عندلیب مجاہد نہیں مسز طالش ابراہیم ہو، اور اگر میں نے دوبارہ تمہیں ایسا کپڑوں میں دیکھا جس سے تمہارا ایک انچ جسم بھی نظر آرہا ہوا تو اُن کپڑوں سمیت آگ لگا دوں گا تمہیں۔۔۔۔ اور یہ بات ذہن میں رہے طالش ابراہیم ایک بار جو بات کہہ دیتا ہے اُسے پورا کرنے میں اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتا"

خونخار نظروں سے دیکھتا ہوا باہر چلا گیا

قسمت نے ایسا پلٹا کھایا تھا کے آسمان کی بلندیوں سے نیچے پھینک دیا گیا تھا

ایسے ہی ساخت پڑی رہی یہاں تک کے بیڈ شیٹ کا وہ حصہ پوری طرح آنسوں سے تر ہو گیا تھا

oooooooooooooooooooooooooooooooo

ابھی وہ دونوں بھاگ ہی رہے تھے جب پیچھے سے ایک گولی محد کے بازو پر لگی پر اُنکے بھاگنے میں کوئی کمی نہیں آئی تھی اب تو رات کا اندھیرا ابھی ہر سُو پھیل رہا تھا لیکن اُنکا تعاقب کرنے والی گاڑیاں ابھی بھی اُنکے پیچھے تھیں۔۔۔ بھاگتے ہوئے ایک چھتا سا نظر آیا جسے وہاں کے انداز میں لکڑی سے بنایا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محد اور مایا دونوں اُسکے پیچھے سے پھر واپس اُسے راستے پر بھگانے لگے اور گاڑی سیدھی گزر گئیں۔

محد کا خون اس حد تک بہہ گیا تھا کے رنگت بلکل زرد پڑھ گئی تھی

"تم ٹھیک ہو"

لیکن ہمت سے کھڑا تھا جب مایا اُسکا خون دیکھ کر پریشاں ہوئی

"مجھے لگا پیچھے بازو پر کچھ چب گیا ہے بھگتے ہوئے۔۔۔۔ اسلیے تھوڑی سی درد ہو رہی ہے"

پیچھے سے بازو دیکھنے کی کوشش کی لیکن نظر نہیں آیا دونوں کا سانس کافی حد تک پھولا ہوا تھا اور حلق تک خُشک ہوچکا تھا۔۔۔۔ مایا کو تو عادت تھی بہت مرتبہ ایسے حادثے اُسکے ساتھ پیش آچکے تھے لیکن اُسے محد کی فکر ہو رہی تھی

"مسٹر فنی جی نام کیا ہے آپکا"

مایا اُسکے کا معائنہ کر رہی تھی جب محد کی زبان پر کھجلی ہوئی

"مایا شیخ... تم تھوڑا سا حوصلہ کرو بہت جلد میری ٹیم پہنچ جائے گی مجھے ٹریس کر کے پھر تمہاری پٹی کروں گی"

مایا نے اُسکے بازو پر ہاتھ رکھا ہوا تھا تاکہ بلیڈنگ کو روکا جا سکے

لیکن محد نے جواب نہیں دیا تو ٹارچ نکال کر دیکھا محد بے ہوش ہوچُکا تھا اور اُسکی سانسیں بھی اُکھڑ رہیں تھیں شاید زیادہ بھا گنے کی وجہ سے اُسکے پھیپھڑے اُسکی ضرورت کے مطابق

آکسیجن پروڈیوس نہیں کر رہے تھے اور ساتھ میں جسم میں خون کی مقدار بھی رفتا رفتا کم ہو رہی تھی

"اوئے جنگلی جانور اٹھو"

نام بھول چکا اور حالت دیکھ کر یہی نام سہی لگا تھا

"ہائے اللہ میں کیا کروں۔۔۔۔۔اگر اسے کچھ ہو گیا تو"

تھی تو ہلاکو خان کی بیٹی لیکن کبھی اپنے ملک کا پرندہ تک مرتا نہیں دیکھ سکی تھی اور یہ تو تھا ہی انسان

"مایا جی بس تھوڑی سی ٹانگیں دوبا دیں اللہ خیر کرسی"

مایا تو کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی اُسے لگا کوئی جن بھوت دیکھ لیا ہے لیکن جلد ہی سنبھل گئی

"جنگلی جانور ہاؤ دائڑیو"

ایک زور کا دھکا دیا سیدھا سڑک پر لیٹ گیا

"لوویو تو(ٹو)"

منہ پر ہاتھ رکھ کر شرمایا

"ہاں یہ تو پتہ پاکستان کی قوم کو اور کچھ انگلش کا سمجھ آئے یہ نہ پر یہ لوویو کے سبلنگ پیدا ہوتے ہی سیکھ لیتے ہیں"

دل میں سوچا کیوں کے دھکا وہ پہلے ہی دے چکی تھی
ابھی محد شرما ہی رہا تھا جب زن سے ایک گاڑی اُنکے پاس آکر رکی
"مس شیخ آپ ٹھیک ہیں"
ایک لڑکی باہر آئی تھی جس نے اپنے منہ پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا
"جلدی کرو اسے گاڑی میں بیٹھوں گولی لگی ہے اسے"
اُسنے محد کی طرف اشارہ کیا جو گولی کے نام پر آنکھیں موند گیا
"اُٹھو جنگلی جانور جلدی سے ورنہ دوبارہ خطرہ پر سکتا ہے"
اُسکی طرف آئی جیسے کوئی اثر نہیں ہوا تھا
"میں تو نہیں ہل سکتا مجھے امی کے پاس جانا ہے اگر لے جا سکتی ہو تو اُٹھا کر لے جاؤ"
مایا نے آگے بڑھ کر ایک زور کی لات اُسکے پیٹ میں رسید کی جس کے بعد آرام سے آکر گاڑی میں بیٹھ گیا
دونوں لڑکیاں آگے تھیں جبکہ پیچھے وہ پوری سیٹ اور قبض ہُوا بیٹھا تھا
"مایا کوئی فراڈ ہی نہ ہو۔۔۔۔۔ ہمیں آج کل زیادہ سیکیور ہونے کی ضرورت ہے"
وہ دونوں وہاں کی علاقائی زبان بول رہیں تھیں مایا نے ایک نظر بیک میرور سے اُسے دیکھا جو اُنکی باتوں سے بے نیاز بیٹھا اپنے دانتوں کی مدد سے ناخن کاٹ رہا تھا

"نہیں نوین یہ معصوم ہے۔۔۔ ویسے بھی آخر تک میرے ساتھ رہا ہے ان پڑھ معلوم ہوتا ویسے بھی"

وہ اب اپنے کپڑے جھاڑ رہی تھی جس پر کیچڑ اور مٹی سے نقشوں نگار بنے ہوئے تھے

"اس کی آنکھیں دیکھو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ساری دُنیا کے رازان آنکھوں میں ہوں"

نوین بیک مرور سے اُسکی انکھوں میں جھانک رہی تھی

"تمھیں تو یہ بھی لگتا تھا کے سلمان خان کی آنکھوں سے لگتا ہے وہ وفادار ہوگا حالانکہ چھ ایکٹرز سے افیئرز رکھ چکے ہے اور کسی کے ساتھ وفاداری کا ثبوت نہیں دیا"

یہ بات آج سے چھ سال پہلے جب وہ ملی تھیں تب بتایا تھا اور اُسے آج بھی ہو بہو یاد تھا

"اچھا مجھے جو لگا بتا دیا"

اپنی شامت آتے ہی بات بدل دی

جبکہ مایا نے سیٹ سے ٹھیک لگا دی اور آنکھیں موندلی

oooooooooooooooooooooooooo

رو رو کر آنکھیں ایک بار پھر اُبلنے کو آئیں ہوئیں تھیں

"میں ہوں ہی بد قسمت۔۔۔ ویسے بھی اتنی بڑی ہوں اُس سے وہ کیوں میری طرف راغب ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں چلی جاؤں گی سب کچھ چھوڑ کر اپنی تذلیل اور برداشت

نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔طالش کبھی تو احساس ہو گا تمھیں۔۔۔عندلیب مجاہد نے تمہیں ٹوٹ کر چاہا تھا راتوں کو جھاگ کر تمھیں اپنی دُعاوں میں مانگا تھا لیکن تم تھے ہی نہیں میری قسمت میں"

اُسنے غلطی سے بھی اپنے نام کے ساتھ اُسکا نام نہیں لگایا تھا پر دل بری طرح ٹوٹ گیا جینے کی چاہت ختم ہو گئی تھی اپنے رشتے راس ہی نہیں آئے تھے ماں باپ نے بھوج سمجھ کر انکے گلے ڈال دیا اور یہاں چار دنوں سے جو اُسکی ذات کی تذلیل ہوئی تھی وہ کوئی عام انسان برداشت نہیں کر سکتا تھا

ہولے سے اُٹھی اپنا دوپٹہ اٹھایا اور ایک نظر کمرے کو دیکھا اُسکی ٹیبل اور پڑی رنگ پر نظر گئی تو جلدی سے اُسے اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا اور آنسو صاف کرتی ہمیشہ کے لیے اُسکی زندگی سے نکل گئی

oooooooooooooooooooooooooooooo

"جانم میری بات تو سن لو"

ایک لکڑی کے دروازہ پر کھڑا تھا یہاں لڑکی بار بار دروازہ بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی گہرے نیلے رنگ کی گرم چادر لے رکھی تھی جس میں سی اُسکا سا نولا سا دھک رہا تھا

"بابا آجائیں گے دامل آپ جائیں"

منت والے انداز میں کہا لیکن اُسے آپ کہہ کر غلطی کر دی تھی

"یار یہ تو مجھے آپ نہیں کہا کرو یہ پھر میری بات مان لیا کرو"

دامل نے اُسکا ہاتھ پکڑا مہر کے چہرہ سے خون چھلکنے لگ گیا

"میں نہیں رکھ سکتی آپی کو پتہ چل گیا تو جان سے مار دیں گیں"

ایک مرتبہ پھر اپنا دُکھ سُنایا لیکن پھر بھی کوئی اثر نہیں ہوا تھا

"ٹھیک ہے اتنا ہی مرنا کا شوق ہے تو تمہارے سامنے پہلے خود کو مارو گا پھر کر لیا کرنا اپنے مرنے کی باتیں"

یکدم چہرے پر سختی امڈ آئی اور ہاتھ پر گرفت اور زیادہ مضبوط ہوئی

"دامل ایسے مت کہیں"

اُسکی چھوٹی چھوٹی سی انکھوں میں آنسو ٹپکنے لگے

"اُف اللہ اچھا رو نہیں یہ کو موبائل اور کچھ نہیں کہنا اس نے بس کبھی جب میں آ نہیں سکتا تب کال کر لیا کروں گا"

اسکا منہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لا کر لاڈ سے بچکارا

"دامل میں کیسے"

ابھی وہ کُچھ کہتی دامل نے اُسکے ہاتھ کی پست پر اپنے لب رکھے اور مہر کے سمجھنے سے پہلے ہی چلا گیا

جب کہ مہر کو اپنے کانوں سے لو نکلتی محسوس ہو رہی تھی اور سارے جسم کا خون نوچڑ کر اُسکے چہرے اور آگیا اور بھاگ کر اندر چلی گئی

oooooooooooooooooooooooooooooo

طالش ٹیرس پر کھڑا سگریٹ کے کش لگا رہا تھا جب اُسے اپنی غلطی احساس ہوا پتہ نہیں کیوں پر اُس لباس میں وہ کسی اور کے سامنے جائے گی یہی بات اُسکے غُصہ کی وجہ بنی تھی جو بھی تھا اب اُسے دیکھنے کی تمنا ہوئی تھی

"آرام سے بھی کہہ سکتا تھا میں۔۔۔۔۔۔۔ پہلے کم روتی ہے جو اور اُسکی آنکھوں کا اور دشمن بن گیا تھا"

طالش نے ہم کلامی کی اور سگریٹ پھینک کر کمرے کی طرف گیا

لیکن سامنے خالی کمرے نے منہ چھڑایا

واش روم کا دروازہ بھی کھولا تھا

"دیب تنگ نہیں کرو سامنے آؤ"

جیسے وہ چھوٹی سی بچی ہو اور اُسکے کہنے اور کیٹن سے باہر آجائے گی

سارا کمرہ دیکھا پھر باہر گیا لیکن رخسارا بھی تک واپس نہیں آئی تھی دامل بھی کچھ دیر پہلے ہی گیا تھا دادا بھی شام کو نکل گے تھے پھر بھی ایک آس کے تحت رخسار کے کمرے میں گیا تو وہاں بھی کوئی زی روح ماجود نہیں تھا

"عندلیب۔۔۔۔۔۔۔عندلیب"

اب پریشانی ھونے لگی تھی

پورے زور سے آوازیں لگا رہا تھا اور اُسکی آواز ہی واپس آرہی تھی

بھاگ کر باہر گیا لیکن گارڈن میں بھی اندھیرے اور کوئی دور دور تک نظر نہیں آرہا تھا

پھر گیٹ کے پاس کھڑے گارڈز کو دیکھ کر اُنکی طرف لپکا

"انور عندلیب کو دیکھا ہے"

تیز آواز میں پوچھا

"صاحب وہ تو ایک گھنٹہ پہلے چلی گیں تھی۔۔۔۔کہہ رہیں تھی کسی کو مت بتانا اور مجھے کوئی ڈھونڈنے کی کوشش مت کرے ورنہ اپنی جان دے دونگی"

پہلے تو سوچا تھا کہ نہیں بتایا گا رات کا اندھیرا دیکھ کر سوچے سمجھے بغیر بول دیا

"تیری ہمت کیسے ہوئی اُسکی جان لینے کی بات کرنے کی۔۔۔۔۔۔جانے کیوں دیا اُسے"

وہ پاگلوں کی طرح اسے مار رہا تھا اُسے لگا تھا کوئی آہستہ آہستہ اُسکی جان نکال رہا ہے اُسکی سانسیں ساتھ چھوڑ رہیں ہیں

پھر خود ہی تھک کر نیچے بیٹھ گیا بس رویا نہیں تھا ورنہ حالت کسی دیوانے جیسی ہوگئی تھی

oooooooooooooooooooooooooooooo

پیدل چل چل کر اب پاؤں شل ہو چکے تھے اور جیسے جیسے رات کی تاریخی اپنے قبضہ زمین پر جما رہی تھی ویسے ہی خوف میں بلتر دید اضافہ ہو رہا تھا

بڑی سی چادر جس سے اپنا آپ چھپا رکھا تھا لیکن جنوری کی خون جما دینے والی سردی ہاتھ منجمد ہو رہے تھے۔۔۔۔۔ ہر سو ہُو کا عالم اگر کوئی درخت کا پتہ بھی ہوا سے ہلتا تو آواز جان نکال دیتی پاؤں میں بیڈ روم چپل جواب کافی حد تک خراب ہو چکی تھی اور کانٹے اُس کچے راستے پر اُسکے پاؤں میں لگ رہے تھے اُس گاؤں سے کافی دور آچکی تھی اور اب کوئی اور گاؤں شروع ہو چکا یہاں سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں اُسکے ہاتھ پاؤں لرزانے میں اپنا بھرپور حصہ لے رہے تھے

گاؤں تھا اور ویسے بھی جھنگ کی طرف گاؤں میں لوگ جلدی سو جاتے اور رات کے وقت کچی سڑکوں پر جن بھوتوں کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا

نہ ہی کوئی گاڑی اور نہ ہی زی روح کا جلد وہاں سے گزر ہوتا

"اللہ یہ کیا ہو رہا ہے"

اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اُس کے پیچھے ہو لیکن پیچھے دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا

جنوں اور بھوتوں کی کہانیں بہت سنی تھیں لیکن اصل آج پتہ چل رہا تھا

پھر اچانک لگا جیسے کسی نے اُسکا بالوں کو ہاتھ لگایا ہو جب اُسنے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے اپنی ٹیل پونی کی طرف کیا تو ایک مرتبہ جان نکل گئی اُسکی پونی ماجود نہیں تھی اور بال کھولے تھے لیکن ارد گرد کوئی نہیں تھا البتہ اتنی خاموشی تھی کے اگر پتہ بھی گرتا تو آواز ضرور آتی لیکن اُسے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دی تھی

یکدم بھاگنا شروع کر دیا اور منہ میں آیت اکرسی پڑھ رہی تھی

"طالش بچائیں"

پھر ضرور سے چیخی کیوں کہ ہوا زور پکڑ چکی تھی ایدھر اُدھر بس کھیت اور بڑے بڑے درخت جو اُسکی وحشت میں کمی کی بجائے اضافہ کر رہے تھے

کانوں میں عجیب قسم کی آوازیں جیسے کوئی چلا رہا ہو۔۔۔۔۔۔ لیکن سمجھ سے باہر تھا پھر یکدم سب کچھ جیسے مجمند ہو گا

یہاں کچھ دیر پہلے درخت جھول رہے تھے وہاں اب پتہ بھی نہیں ہل رہا تھا

لیکن اُسے اپنی جان بچانی تھی بھاگنا تھا موت بلکل قریب آتی محسوس ہو رہی تھی
یہاں موت کی تمنا کر رہی تھی اور لگ تھا رہا موت کے خوف سے مر جائے گی
اُسے لگا جیسے بہت سارے لوگ اُس کے پیچھے بھاگ رہیں ہیں دوپٹہ جھاڑی میں پھنس کر اُس سے الگ ہو گیا تھا رات کا دوسرا پہر جس میں سردی خون جما رہی تھی
ابھی بھاگ ہی رہی تھی جب کسی سے ٹکرا گئی
"چٹاخ"
"چٹاخ"
ٹکرانے والا اور کوئی بھی طالش تھا تھپڑوں سے ہوش کی دُنیا میں آئی تو بس اتنا سمجھ آیا تھا کے طالش ہے ایک سیکنڈ میں اُسکے سینے سے کا لگی آنکھیں اتنی زور سے بیچ رکھی تھیں جیسے کھولیں تو وہ غائب ہو جائے گا
"طالش"
چھوٹی سی سیسکی نکلی اور اُسکی باہوں میں جھول گئی
ایک تھپڑ اس وجہ سے مارا تھا کے اُسے چھوڑ کر آئی تھی جب کے دوسرا دوپٹہ نہ ہونے کی وجہ سے
لیکن اگلی طرف تھپڑوں کا کوئی اثر ہی نہیں ہوا تھا وہ آگیا تھا اتنا ہی بہت تھا

oooooooooooooooo/ooooooooooooo

گاڑی گھر کے اندر پارک ہوئی تو دامل بھاگتا ہوا آیا

"بھائی بھابھی ؟؟؟؟"

اُسے بھی کافی دیر ہوگی تھی سڑکوں پر گاڑی گھومتے ہوئے لیکن اُسے تو عندلیب کہیں نظر نہیں آئی البتہ یہ یقین تھا کہ طالش ضرور لائے گا

"مل گی ہے یار ڈاکٹر کو بلاؤ بہت چوٹ لگی ہوئی ہے"

طالش نے بھوجے ہوئے لہجے میں کہا اور پیچھے سے آکر اُسے دوبارہ اپنی باہوں میں اُٹھا لیا جو ابھی بھی بیہوش پڑی تھی

دو گھنٹے اُسنے کس اذیت سے گزرے تھے وہ بس طالش ہی جانتا تھا

لاکر بیڈ پر لٹایا۔۔۔۔جوتا جو ایک پاؤں میں تھا جبکہ دوسرا نہیں تھا اُسے اُتارا تو پاؤں سے خون بہہ بہہ کر سارا بھیگا ہوا تھا جسے دیکھ کر دل میں دُکھ کی لہر اُٹھی

ٹاول لاکر پاؤں کو اچھی طرح صاف کیا اب مسلہ کپڑوں کا تھا

پہلے تو بیٹھا دیکھتا رہا پھر اُٹھ کر آرام دہ کپڑے لے کر آیا کیوں کے دامل اور ڈاکٹر نے کمرے میں آنا تھا اور وہ ان کپڑوں میں کیسا برداشت کر سکتا تھا کہ کسی کی نظر اُس پر پڑے

لائٹ بند کی اور کپڑوں کو تبدیل کر کے اُسکے ایک کمبل دیا لیکن اُسے محسوس ہوا جیسے اُسکے ہونٹ ہولے ہولے سے سردی کی وجہ سے کانپ۔۔۔اُسنے غور کیا تو اُسکے ہونٹ سردی سے نیلے پڑے ہوئے تھے ہاتھ بڑھا کر اُسکے ماتھا پر رکھا ایسے لگا جیسے جلتے توے پر ہاتھ رکھ دیا ہو

"دیب"

ٹرپ کر بولا جلدی سے دیوار میں لگے ہیٹر کی سپیڈ تیز کی اور کواڈ سے ایک اور کمبل نکال کر اُس پر اُوڑا

"بھائی ڈاکٹر آگا ہے"

دامل نے آکر اطلاع دی

تو اُسنے آنے کا اشارہ کیا

تھوڑی دیر میں ڈاکٹر نے اُسکا مکمل چیک اپ کیا

"طالش بیٹا آپکی کی بیوی کو سردی لگ گی ہے اور تیز بخار بھی ہے میں انجیشن لگا دیا ہے لیکن احتیاط کی ضرورت ہے اور کافی ویک بھی ہی ہی سکے تو ان کی ڈائیٹ پر توجہ دیں"

ڈاکٹر اپنے محسوس انداز میں اُسکے پاؤں پر بنڈیجز کرتا ہوا بولا

تھوڑی دیر میں ڈاکٹر چلا گیا تو دروازہ لگا کر بیڈ پر آیا اُسے مکمل طور پر اپنے حصار میں لیا

"دیب کیوں نہیں سمجھتی تم ۔۔۔۔۔۔ کیوں چھوڑ کر جا رہی تھی مجھے ۔۔ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو طالش تو مر جاتا نہ"

اُسکے حصار میں شدت آئی وہ اُسے خود میں چھپا لینا چاہتا تھا یہاں سے کوئی اُسے دور نہ کر سکے

"طالش"

وہ ہلکی سی ممنائی تو طالش نے عقیدت سے اُسکا نقش نقش چوم لیا

وہ پھر نیند میں چلی گئی لیکن آج اُسے نیند نہیں آنی تھی اسکے دور ہونے کا خوف ابھی بھی ماجود تھا

پاگلوں کی طرح کیسے اُسے دو گھنٹے ڈھونڈا تھا یہ وہی جانتا تھا ہر پل یہی لگتا تھا کے اب نہیں ملی تو ہمشہ کے لئے کھو جائے گی اور اُسکی زندگی ایک بار پھر محرومیوں کی نظر ہو جائے گی

۔۔۔۔ اتنی مشکل سے تو اُسکے چہرے پر مسکان آئی تھی اور وہ پاگل لڑکی ایک بار پھر اُسے خود سے محروم کر کے اُسکی خوشیاں چھین کر جا رہی تھی

"دیب آئندہ کبھی نہیں ڈانٹوں گا میں اور پرومس کرو کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی ۔۔۔۔ دیکھو تمہارا طالش اب اور قربانی نہیں دے سکتا ۔۔۔۔۔۔ تم دور ہوتی ہو تو سانسیں بند ہوتی ہیں پلیز ۔۔۔۔ کبھی یہ غلطی دوبارہ نہیں کرنا"

بے بے خودی میں اُسے خود میں بھینچے باتیں کر رہا تھا جو ابھی ہوش کی دُنیا سے بہت دور تھی

oooooooooooooooooooooooooooooo

"کس شہر سے ہو؟ کس کمپنی میں کام کرتے تھے ؟ اور امریکہ جانے کے لیے کس نے آفر کی تھی ؟

ایک ہاتھ میں پسٹل تھی جبکہ دوسرے سے چیئر کو گھوما تھی تھی ۔ ۔ جبکہ محد سامنے بیٹھا ملزموں کی طرح کچہری میں پیش ہُوا تھا

"لاہور۔ شیمپو کی ایک چھوٹی سی کمپنی اور سر تھے وہاں کے ملک مجھے نام نہیں معلوم"

تینوں سوالوں کے بلتر تیب جواب سنائے

"کیا تمہیں پتہ ہے اس وقت تم کہاں ماجود ہو"

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا لیکن زیادہ دیر اُسکی گہری آنکھوں میں نہیں دیکھ سکی تھی

"جی امریکہ میں"

خوشی سے بولا

"تمھیں اور تمہارے ساتھ جیتنے بھی لوگ تھے سب کو سمگل کیا گیا ہی ملک سے ۔ ۔ ۔ حکومت کی لسٹ میں آج سے تم گم شدہ ہو کیوں کہ کسی بھی کاغذ میں تمہارا ڈی پوٹ ہونا تحریر نہیں ہوا"

اپنے سر اور کیپ سیدھی کی تھی

"جی۔۔۔۔۔آپ مذاق کر رہی ہیں نہ"

بچارے نے ایک آس کے تحت پوچھا

"نہیں میرا اور تمہارا کوئی مذاق نہیں۔۔۔۔دوسری بات اب یہاں تو پہلے ہی لوگ بھوک اور غربت سے مر رہے ہیں اور تمھیں بھی ہمشہ ادھر ہی رہنا پڑے گا پاکستان جانے کے لیے بہت سارا پیسہ لگے گا کیوں کہ یہاں تم ابھی ماجود ہو یہ جگہ پاکستان سے بہت دور ہے البتہ ان دونوں ممالک کا فضائی راستہ بھی ماجود نہیں اور آخری بات اپنا منہ اٹھاؤ اور چلے جاؤ ۔۔۔۔"

اُسکے بالوں کو نقاہت سے دیکھتے ہوئے بولی

"آپ مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں۔۔۔میں کہاں جاؤں گا"

منت بھرے انداز میں کہا

"اچھا پھر ہم دو لڑکیاں اس جھونپڑے میں رہتی ہیں تمھیں اپنا انتظام وہ باہر کرنا پڑے گا رہنے کا اور ہمارا کھانا پکانا۔۔۔کپڑے دھونے۔۔یہاں کی صفائی اور ہماری ڈرائیوری کرنی پڑے گی۔۔۔۔اور تنخواہ تمہیں پوری ملے گی"

نوین نے مایا کے بولنے سے پہلے ہی کہہ دیا مایا نے غُصہ سے دیکھا

"منظور ہے"

مایا کی توقع کے عین مخالف اُسکا جواب آیا

"ٹھیک ہے اپنا جھونپڑا تیار کرو"

پھر مایا بولنے لگی اور نوین نے پھر موقع نہیں دیا

"کیا تکلیف ہے اُس ان پڑھ جہل اور جنگلی شکل والے کو اب ہم نوکری پر رکھیں گی"

واقعی اُسے اُسکا حلیہ بولنا کا انداز جو بلکل پنڈوں جیسا تھا بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا

"مجھے اچھا لگتا ہے دیکھا نہیں اُسکی باڈی سلمان خان سے زیادہ مضبوط اور اترا ایکٹو ہے مجھے بہت پسند آیا ہے"

"ہاں تمھیں تو ہر دوسرا پسند آجاتا کیا سب کو گھر میں نوکر رکھ لیں"

آختا کر جواب دیا اور پیر پٹختی اندر کو۔ چلی گئی

oooooooooooooooooooooooooooo

جب سے عندلیب کو ہوش آیا تھا طالش کو اپنے پاس سے ہلنے نہیں دیا تھا اور اب بھی اُسکے سینے میں منہ دے کر دبک کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ رات کو بھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد ڈر کی وجہ سے نیند میں ہی رونے لگ جاتی تو کبھی طالش کو آوازیں دینے لگتی

"دیب میری جان میں یونی جانا ہے۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا۔۔ برایو بنو"

ٹائم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا دونوں ہاتھوں سے مضبوط حصار اُسکے گرد قائم کر رکھا تھا

"آپ کو میری جان سے زیادہ عزیز ہے یونی۔۔۔ ٹھیک ہی پھر جائیں چاہے میں مر جاؤں
"

آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لاتی ہیں بولی

"دیب میں تھپڑ لگانا ہے اگر فضول بولی ہو تو۔۔۔۔"

طالش نے شدت سے خود میں بھینچا

"آپکو پتہ ہے میں کتنی آوازیں دیں تھی آپکو وہ مجھے مار دیتے"

وہ اُسکے بٹن سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی بولی ڈر ایک مرتبہ پھر اُسکی آواز لرزہ گیا تھا

"کوئی نہیں تھا دیب۔۔۔۔ تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔ ڈرو نہیں میں ہوں نہ پاس"

کمر سہلاتے ہوئے بولا اب تو اُسے یاد بھی نہیں تھا کے کتنی مرتبہ وہ اُسے یہ بات جب سے ہوش میں آئی ہی بتا چکی ہے

"نہیں طالش اُسنے میرے بال کھول دیے تھے اور کوئی رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔"

اُسکی انکھوں کے سامنے پھر وہی منظر آیا تو جسم ہولے سے کانپا

"ایسا ہوتا ہے جب ہم ذہن پر کچھ سوار کر لیتے ہیں تو وہی حقیقت میں نظر آتا"

اُسکے بالوں اور اپنے لب رکھتا ہوا بولا

"ٹھیک ہے نہ مانے جائیں وہاں پر پتہ نہیں کون انتظار کر رہا ہے جو میری بات نہیں مان رہے"

غُصہ سے منہ پھولا کر پیچھے ہونے کی کوشش کی لیکن طالش نے ناکام کر دیا

"ہاں ہے تو سہی کوئی جو مجھ سے عشق کرتا ہے لیکن اظہار بھی نہیں کرتا اور انتظار بھی نہیں کرتا"

طالش نے آنکھ ونگ کرتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے جائیں پھر"

آواز روندی گی اور آنکھوں سے آنسو کی برسات شروع ہو گئی

"ہاں ہماری شادی ہو گئی نہ جب تو تمہیں اس کمرے سے جانا ہو گا لیکن تب تک میں تمہارے ساتھ کمپرومائز کر لو گا"

طالش کو اُسکے رونے کی خبر نہیں ہوئی تھی اپنی ہی دھن میں اُس سے منہ سے اظہار سننے کے لیے ایسی کوششیں کر رہا تھا

لیکن جب دوسری طرف سے جواب نہیں آیا تو اپنے سینے سے اُسکا سر اُٹھا کر دیکھا جو اُسے ایسا کرنے پر اونچی اونچی رونے لگ گی

"دیب کہیں پین ہو رہی ہے بتاؤ مجھے"

دل میں درد کی لہر اُٹھی تھی دونوں ہاتھوں سے اسکا چہرہ تھام کر پوچھ رہا تھا پر دیب ایک جھٹکے سے اُس سے الگ ہوئی اور واش روم میں جا کر بند ہو گی

oooooooooooooooooooooooooooooooooo

"جانم بھابھی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بہت جلد لے کر اؤں گا پلیز کچھ بولو تو سہی"

اتنی دیر سے ہر طرح سے تسلی دے رہا تھا لیکن اگلی طرف سے سانسوں کی آواز کے علاوہ کوئی آواز نہیں آئی تھی

"تم چاچو بنانے والے ہو"

یکدم ایک پرجوش آواز اُسکی سماعتوں سے ٹکرائی

"چلو جی ابھی شادی ہوئی کو پانچ دن ہوئے ہیں اب میرا بھائی اتنا بھی فاسٹ نہیں ہے ۔۔۔۔۔ہاں البتہ ہمارے بچے بہت جلد آئیں گے ۔۔۔شادی کے نو ماہ بعد ٹرپل نہیں چلو ٹوینز کر لیتے ہیں ۔۔۔۔اُنکے ماں باپ بننے کا شرف حاصل کر لیں گے"

اپنا پلیئنگ کرتے ہوئے جب موبائل کو دیکھا تو کال ڈسکانٹ ہو چکی تھی

اور دوسری طرف مہر کا رنگ سرخ گلاب کی طرح دھک رہا تھا ہاتھ کپکا رہے تھے

"دامل کتنے ہے شرم ہیں آپ"

مہر نے دل پر ہاتھ رکھ کر جیسے سپیڈsy بھگتے ہوئے دل کو روکنے کے کوشش کی تھی جس کی آواز اُسے کانوں میں سنائی دے رہی تھی

"اتنا بھی نہیں ہوں"

موبائل پر نوٹیفکیشن شو ہوا تو اُسکا مسیج سامنے چمک رہا تھا اور مہر نے موبائل اُٹھا کر کافی دور پھینک دیا جیسا وہ موبائل سے نکل کر سامنے آجائے گا

دوسری طرف اُسکی حالت سے محفوظ ہوتے ہوئے ایک زوردار قہقہہ فضا میں بلند ہوا جس کی مسکراہٹ دیکھ کر جگنو بھی اُسکے سر اور مڈلانے لگے

oooooooooooooooooooooooooooooooooo

کچن ٹائپ کا ایک چھوٹا سا خانہ تھا جس میں کھڑے ہو کر محد کو کھانا پکانا تھا۔۔۔۔وہ جگہ لڑکیوں کے لیے ٹھیک تھی جبکہ اُس جیسے باکسر ٹائپ مرد کا کھڑا ہونا ایک مشکل امر تھا تھوڑا سا ہلتا تو ساری چیزیں اُس جگہ سے زمین پر کوچ کر جاتیں

"جنگلی ہمیں کام بھی کرنا ہے کتنی دیر ہے"

پہلے ہی بچارا تعادب کا شکار تھا پیچھے سے سخت آواز پر بری طرح چونکا اور ہاتھ پکڑا ہوا گھی چھوڑ دیا

"میں جا رہی ہوا گر کچھ بن جائے تو رکھ لینا میں آکر کھا لوں گی"

اُسے اگنور کرتی نوین کو حکم صادر کرتی چلی گی
پتہ نہیں کیوں لیکن اُسے بُرا لگا تھا اُسکا خالی پیٹ جانا اور سب سے ۔ بڑی بات وہ دو دن سے مسلسل اُسے نظر انداز کر رہی تھی ایسا ہی ظاہر کرتی جیسے نوین کے علاوہ کوئی گھر پر رہتا ہی نہ ہو۔۔۔۔۔ کسی بات کا جواب دینا گناہ سمجھتی تھی
"ہنڈسم تم جاؤ میں بنا دیتی ہوں"
نوین کی بات سنتے ہی باہر چلا گیا
"پتہ نہیں سمجھتی کیا ہے چمکا دڑا اپنے آپکو"
اب گھر بلکل خالی لگ رہا تھا جبکہ اُسکے ہوتے ہوئے ایسا لگتا تھا جیسے ساری دنیا کی رونق ایک جگہ پر سیمٹ گئی ہو
oooooooooooooooooooooooooooooooooo

نیویارک
ڈیمائر سٹریٹ کے کونے پر بنی ہوا علی شان عمارت جو اپنے آپ میں ایک مثال تھی
سڑکوں پر معمول سے زیادہ رش زیادہ تر لوگ پیدل ہی چل رہے تھے۔۔۔۔۔ ویسٹرن

کپڑوں میں ملبوس وہاں کی عورتیں اتنی سردی کے باوجود بھی انتہائی پُرسکون انداز میں چل پھر رہیں تھی جبکہ مردوں نے زیادہ تر اوور کوٹ پہن رکھے تھے

اتنے میں ایک لینڈ کیروزر جس کے آگے پیچھے چھ موٹر سائیکل سوار سیکوریٹی گارڈز تھے جنہوں کے منہ بلکل کور تھے

وہ سیکورٹی سے متعین قافلہ اُس اعلی شان بلڈنگ کے آگے رُک گیا

گاڑی کے پارک ہونے سے پہلے سیکورٹی گارڈز اپنی بائک سے نکل کر ایک اپنے ہاتھوں سے حصار بنا چُکے تھے

فرق بس یہ تھا کے دروازہ کسی نے نہیں کھولا بلکہ اندر بیٹھے انسان نے خود کھول کے باہر قدم رکھا تھا

"بازل شاہ" دنیا اُسے سمندروں کے بادشاہ کے نام سے جانتی تھی۔۔۔۔اِس وقت دُنیا کے سب سے مہنگے اور تعداد میں زیادہ بحری جہاز اِس انسان کی ملکیت میں تھے

۔۔۔۔۔۔کسی بھی ملک میں جانا اُس ملک کے لیے ایک اعزاز تھا۔۔۔نہ صرف سیکیورٹی بلکہ اُسکے مہنگے لائف سٹائل کا خرچہ بھی اُسی ملک کے ذمّے ہوتا تھا

اپنی ذہنی صلاحیت اور اِس شعبے میں لگن کی وجہ سے چند سالوں میں ہی دُنیا پر راج کرنے والوں میں سے بن گیا تھا

وہ گاڑی سے نکلا تھا تو آس پاس سے گزرتے لوگوں کی ایک بھیڑ لگ چکی تھی

"براؤن شہد رنگ کی کانچ کی آنکھیں ماتھے پر گرتے سیاہ بال۔۔۔۔ سُرخ اور سفید رنگت ، ہلکی ہلکی سی بیرڈ لیکن موچیں گہری تھیں جن کی وجہ سے اپر لا ہونٹ دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ اِس وقت پینٹ اور ہائی نیک ٹائپ شرٹ جس سے گردن چھپی ہوئی تھی ہاتھوں میں کسی قسم کی کوئی گھڑی ماجود نہ تھی۔۔۔۔ لیکن ٹائم کا اتنا پابند تھا کے کبھی ایک منٹ بھی اپنی کہے گے ٹائم سے لیٹ نہیں ہوا تھا بازو کی ویسٹ پر ایک چھوٹا سا ٹیٹو تھا جسے آج تک کئی مرتبہ زیرِ بحث لایا گیا لیکن اُسکا مطلب یہ مقصد آج تک کسی کو معلوم نہیں ہوا تھا

۔۔۔۔۔۔ کئی بار عالمی ادارے پاکستان اُسکے بیک گراؤنڈ اور دوسری معلومات حاصل کرنے آئے تھے لیکن کبھی کوئی کامیاب نہیں لوٹا تھا البتہ اُس سے ایسا سوال کرنے کی اجازت کسی کو نہیں ملی تھی

لوگوں میں بہت کم گھلنے ملنے والا انسان تھا اُس کی فرینڈ لاسٹ میں آج تک کوئی شامل نہیں ہوسکا تھا

بڑی بڑی اسٹار اور امیر زدیاں اُسے پرپوز کر چکی تھیں لیکن کسی کو ایک نظر دیکھنا بھی بازل شاہ کو منظور نہیں تھا

خوشبوں کا ایک رالا اندر کی طرف بڑا یہاں پر آج کئی لوگوں کی قسمت کھولنی تھی یہ اُسکی پہلی بزنس ڈیل تھی۔۔۔۔ بزنس کی دُنیا میں پہلا قدم۔۔۔ اُسے امریکہ سمیت تین ممالک کی بڑی کمپنیوں کے شئیرز خریدنے تھے

اُسکے اندر داخل ہوتے ہی سارے ہال میں ماجود لوگ اپنی کرسیوں سے اُٹھ کھڑے ہوئے سب نے اُسکے پہلے قدم اور اُسے نیک تمناؤں اور اچھے خیالات سے نوازہ۔۔۔۔۔ جب کہ وہ آرام دہ حالت میں بیٹھا دور کھڑے انسان پر نظریں جمائے ہوئے تھا

"بازل شاہ آج اپنی محنت کا پھل وصول کرے گا"

آنکھوں میں ایک چمک آئی اور بہت مہذب طریقے سے اُس میٹنگ کا آغاز ہوا ہر کسی کی یہی کوشش تھی کے اُنکی کمپنی کو خریدا جائے دنیا کی سب سے۔ بڑی آفر اُنکے سامنے ماجود تھی

اُسنے آنکھ کے اشارے سے اپنے مینجر کو بولنے کا اشارہ کیا

"تین کمپنی جن کے ففٹی ففٹی شئر زبازل شاہ خرید رہے ہیں وہ دو پاکستان جبکہ ایک امریکہ کی ہی"

ایک ہلچل سے پیدا ہوئی کیوں کے پاکستان سے کہیں زیادہ اچھی آفر دوسرے ممالک سے مل رہی تھی لیکن بازل نے گھاٹے کا سودا کیا تھا

وہاں بیٹھے لوگوں کے مطابق بازل شاہ ٹریڈرز بہت جلد ڈوبنے والا تھا
وہ سامنے لگے کلاک کو دیکھتا کھڑا ہوا جبکہ جن کمپنی کے شیئرز خریدے تھے وہ اُس سے ملنے کے منتظر تھے لیکن وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتا باہر چلا گیا
"تین دن بعد پاکستان کا دورہ کرنے جائیں گے۔۔۔ سیکیورٹی میری مرضی کی ہو گئی"
پہلے سب کچھ منیجر سیٹ کرتا تھا البتہ سیکیورٹی بھی اُسی کے مطابق لی جاتی تھی اور بازل نے کبھی اِس متعلق کچھ نہیں کہا تھا
پہلی بار خود اُسے بتا رہا تھا
"اوکے سر"
تین قدم پیچھے چلتے منیجر نے اثبات میں سر ہلایا
وہ جیسے اپنے ساتھ لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ لایا تھا بلکل اُسی طرح خوشبوں اپنے ساتھ لیے چلا گیا اُسکے سہنا انداز کو کافی دیر تک لوگ سراہتے رہے جبکہ کچھ چہرے تو افسردہ ہو گئے تھے

oooooooooooooooooooooooooooooo

"باہر آجاؤ دیب بچوں والی حرکتیں نہیں کرو جوتا بھی نہیں پہنا ہوا اوپر سے بخار ہے"

باہر کھڑا کافی دیر سے آوازیں لگا رہا تھا جبکہ اندر کھڑی سردی سے کانپ رہی تھی کمرہ تو ہیٹر کی وجہ سے کافی زیادہ گرم تھا مگر واشروم بہت ٹھنڈا تھا اور جوتے نہیں ہونے کی وجہ سے زیادہ سردی لگ رہی تھی

"واش روم وغیرہ میں جن ہوتے ہیں"

آخر کو اُسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھنا ہی پڑا جبکہ ایک سیکنڈ میں دروازہ کھول کر اُسکے سینے دو چیپک گئی

"اب میں واشروم کیسے جایا کروں گی"

کل سے بلکل بچی بنی ہوئی تھی یہ پھر خوف سر پر سوار ہو چکا تھا

"مجھے ہیلپ میں کوئی پروبلم نہیں ہے"

دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا کر بولا

"آپ بہت بُرے ہیں۔۔۔۔ بلکہ جائیں اب اُس کے پاس.... ملیحہ ہی ہے نہ نام اُسکا"

ابھی بھی اُسکے ساتھ لگی کھڑی تھی لیکن مشورے جانے کے دے رہی تھی

"ویسے مجھ سے چار سال بڑی ہو عقل نام کی چیز نہیں ہے تم میں"

طالش نے غُصہ سے کہا وہ بھی بار بار اسکو بیچ میں لائے جا رہی تھی

"طالش مجھے پتہ تھا آپکو میری عمر سے پروبلم ہو گئی میں اسلیے چلی گی تھی"

سوں سوں کرتی بولی

"تم پاگل ہو یہ مجھے سمجھتی ہو۔۔۔۔یار میں اپنی بیوی کے ہوتے ہوئے کیوں کسی کو عورت کے بارے میں سوچو گا اور مجھے کبھی دیکھنا میں تم سے بڑا لگتا ہوں"

اُسکے بال سہلاتے ہوئے بولا

"تم نے اُس سے شادی کی ہوئی ہے"

آنکھیں پھاڑ کر دیکھتی ہوئی بولی دل میں درد کی لہر اُٹھی

"میں تمہاری بات کر رہی ہوں پاگل لڑکی۔۔۔اور مجھے آپ کہا کرو۔۔یہ کیا تم تم کرتی رہتی ہو"

اُسکی بات سنتے لال ٹماٹر جیسی ہو گئی تھی

"کیا ہم اپنے اِس پیارے سے رشتے کا آغاز کر سکتے ہیں۔۔۔جس میں بس میں اور تم"

پلکوں کے جلر نیچے گر گئے اُسے دیکھے بغیر ہی اپنے ہاتھوں کی اُنگلیاں چٹخا رہی تھی اُسکے مرمری سے ہاتھ اُسکے چہرے کی طرح لال ہو چُکے۔۔اُسکی معصوم سی اجازت پر دل سے مسکرایا تو گال کا ڈمپل گہرا ہُوا شاید وہ بھی مسکرانے کی کوشش کر رہا تھا

سردیوں کی دھند آلود سی صبح اُنکی محبت سے اور رنگین ہو گئی تھی

oooooooooooooooooooooooooooooo

چار دن ہو گئے تھے وہ دونوں صبح چلی جاتی رات کو کال کر دیتی تو محد اُنکو لئے آتا اُنکو آتے ہی کھانا تیار ہوتا اب یہ فرق پڑا تھا کے اُسکے کام کی تعریف کر دیتی تھی

محد آج صفائی کر رہا تھا جب مایا کا لیپ ٹاپ اچانک ہاتھ لگنے کی وجہ سے نیچے گر گیا تھا اور اُسے ٹھیک کرنے کے چکر میں لیپ ٹاپ کی ونڈو اُڑا چُکا تھا۔۔۔۔۔

"مایا جی وہ آپکا کمپیوٹر مجھ سے گر گیا تھا میں ٹھیک کر دیا ہی سکرین بلکل ٹھیک ہو گئی ہے"

گھر میں داخل ہوتے ہی بتایا

"کدھر ہے جلدی لاؤ"

بن پانی کے مچھلی کی طرح تڑپی

جب دیکھا تو بلکل ٹوٹا ہُوا تھا فلیش لگنے کی جگہ تو بلکل خراب ہو چکی تھیں ابھی یہی سوچ رہی تھی کے اُسکا ڈیٹا کیسے نکالے گی ساری زندگی کی محنت اُس میں ماجود تھی

لیکن لیپ ٹاپ کے آن ہوتے ہی ایک مرتبہ پاؤں تلے سے زمین نکل گئی

"چٹاخ"

"چٹاخ"

بپھری ہوئی شیرنی کی طرح اُسکی طرف لپکی اور دو تھپڑ اُسکے منہ پر لگائے

"یہ بتاؤ اتنے سٹرونگ پاسورڈ کے ہوتے ہوئے تم آن کیسے کیا۔۔۔۔کون ہو تم۔۔۔۔۔۔سیدھی طرح بتاؤ ورنہ انکونٹر کردوں گی"

اُسکی کنپٹی اور پٹسل کی نوک رکھتے ہوئے بولی

"مسٹر فی جی اُس دن اپنے میرے سامنے کھولا میں بھی ویسے ہی کھولا تھا تو کھل گیا میں ۔۔"

ابھی وہ کچھ اور بولتی ایک پنچ اُسکے جبڑے پر جڑاء

"تم تو دس جماعتیں بھی نہیں پڑے پھر اتنا مُشکِل پاسورڈ کیسے یاد ہُوا تمھیں۔۔۔۔۔۔۔کس ملک کے اجنٹ ہو۔۔۔۔۔"

پیچھے کھڑی نوین پریشان تھی کیوں کہ اُسکے کہنے پر ہی رکھا تھا

"مایا جی میں تو بٹنوں کی ترتیب دیکھی تھی"

شرمسار سا ہوکر بولا ایک لڑکی نے اُس پر ہاتھ اٹھایا تھا یہی غیرت مند مرد کے لیے مرنے کا مقام تھا

"شیلا۔۔۔۔۔۔شیلا کی جوانی"....

اتنے پُراسرار ماحول میں محد کا موبائل چنگڑا

"اٹھاؤ اور سپیکر آن کرو"

بیل پر پہلی بار شرمندگی ہوئی تھی اور نوفل کو دل سے کئی گالیوں سے نوازہ تھا اُسی کا کارنامہ تھا

"فتر کالنگ"

نوکیا کا دس سال پرانے ماڈل پر نوفل کا نام چمک رہا تھا محد نے ڈرتے ہوئے یس کے بٹن پر ہاتھ رکھا

" پپو کیا ہوا بھول گیا مجھے۔۔۔۔۔مجھے پتہ تھا گوریوں میں جا کر کہاں یاد آئے گی میری تجھے"

سپیکر سے آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی

جب کی محد شرم سے پانی پانی ہوگیا

"یار ایک ادھ میرے لئے بھی بیگ میں ڈال کر لے آنا کچھ میرا بھی بھلا ہوجائے گا"

ابھی شاید کچھ اور بھی فرمائش کرتا مایا نے فون پکڑ کر بند کر دیا

"اُس دن شپ سے کیسے نکل آئے تھے تم۔۔۔۔۔۔وہاں سیکیورٹی بہت سخت تھی اگر میں غلط نہیں تو"

اِس بات پر تو اُس دن سے غور ہی نہیں کیا اب تو بس اُسے کوئی ایجنٹ ثابت کرنے کی پوری کوشش تھی

"جی مجھے شرم آتی ہے میں کیسے بتاؤں"

جلدی سے رومال نکال کر اپنی ناک پر رکھ کر شرمانہ شروع کر دیا
مایا کا بس نہیں چل رہا تھا اُسے اس حرکت پر جان سے مار دے اُسکی ساری عمر کی محنت ایک پل میں ضایع کر دی تھی اور اب شرما رہا تھا
زور سے ایک لات اُسکے پیٹ میں ماری تو محد بلکل لڑکھڑا کر پیچھے ہُوا۔۔۔۔کتنی بے رحم لڑکی تھی اور محد کا دل دُکھا تھا کیوں بھول گیا تھا وہ کے ایک غریب اپنا راستہ بٹکا ہُوا انسان ہے اور وہ ایک شہزادی ہے جس کے آگے ہر کوئی اپنا سر جھکا دیتا ہے پر دل بھی تو پاگل تھا نہ بنا سوچے سمجھے اُس کی طرف راغب ہو گیا
"مجھے واشروم جانا تھا تو جہاز والے واشروم کا سمجھ نہیں آیا تو عملے نے مجھے باہر بھیجا تھا اور آپ ساتھ لے آئیں"
اب نظریں جُھکی ہوئیں تھیں اپنی اوقات یاد آگئی تھی
"جو بھی ہو میں اب اور برداشت نہیں کر سکتی دفع ہو جاؤ یہ نہ ہو مجھ سے کچھ غلط ہو جائے"
دھکا دے کر باہر نکال دیا اب اس سے زیادہ غلط پتہ نہیں کیا ہونا تھا تھوڑی دیر میں بیگ جس میں صرف ایک سوٹ تھا لا کر اُسکے منہ پر مارا اور دروازہ بند کر کے چلی گی آج اُسنے محد کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش نہیں کی تھی یہ پھر اُن پُر اسرار آنکھوں میں دیکھ کر کمزور نہیں ہونا چاہتی تھی

جبکہ محد ساری رات دروازہ کھلنے کی اُمید اور دہلیز پر بیٹھا تھا لیکن اُس پتھر دل لڑکی نے ایک بار دیکھا بھی نہیں

oooooooooooooooooooooooooooooo

کراچی میں ایک بڑے سے کلب میں جشن کا سماں تھا ہر کسی کو فری انٹری دی گئی تھی شراب کی بوتلیں مفت میں بانٹ دی گیں تھی کے کوئی اُنکی خوشی کو محسوس کرنے سے نہ رہ جائے لاؤڈ اسپیکر پر تیز میوزک بج رہا تھا ہر کوئی اُس پر زور ماحول میں اپنا آپ بھولے زندگی کے چند پل کھل کر جینے کی کوشش میں تھا

ایلیٹ کلاس کی دوشیزائیں اپنے بدن کی نمائش کرتے ہوئے ہر کسی کی نظریں اپنی طرف متوجہ کیے ہوئے تھیں۔۔۔ کوئی بھی ایسی لڑکی ماجود با تھی جس کا بدن زیادہ نہیں تو تھوڑا سا ہی چھپا ہوتا۔ ہاتھوں میں جہنم کے جام کے گلاس پکڑے ہر کوئی تھوڑا تھوڑا جھول رہا تھا نشے میں چور لوگ ایک دوسرے کے اُوپر گر رہے تھے

ڈرنک کے مین ڈسک پر بیٹھے دو نقوش حرام پانی کو اپنے اندر انڈیل رہے تھے

"آج مغلوں کی جیت ہوئی ہے سارے اخبارات میں بس ایک نام ہے۔۔۔ مغل شاہ زار "۔۔۔۔۔۔

آنکھیں بند ہی رہیں تھی لیکن خوشی کی وجہ سے بار بار ایک ہی نام دوہرا رہے تھے

"اب لاٹی چوہے کا کھیل ختم ہوگیا زار۔۔۔۔۔۔اب بہت جلد ایک نام دُنیا کے نقشے پر چمکے گا۔۔۔۔۔۔۔"مغل ٹریڈرز" سامنے بیٹھے انسان نے جام کا گلاس اوپر اُٹھا کر کہا

"سانپ خود کشار میں آکر بیٹھا ہے اب سر کچلنا تو فرض ہے نہ"

ایک قہقہہ نشے میں دھند لوگوں نے لگایا لیکن آواز بس اپنے کانوں میں ہی پڑی تھی

oooooooooooooooooooooooooooooooo

گاڑی ایک بہت اعلیٰ اور شاندار بلڈنگ کے سامنے رُکی امپائر تھا جس میں تقریباً چار سو سے زیادہ فلیٹ تھے

شام کی خنکی بڑھ رہی تھی تھوڑی دیر میں سنو فلائنگ شروع ہونے والی تھی نیویارک میں روز تقریباً رات ڈھلنے سے پہلے ہی ہلکی پھلکی سنو فلائنگ ہوتی تھی اور لوگ اکثر اُس کو انجوائے کرنے کے لیے باہر آتے تھے

آسمان پر تھوڑے تھوڑے بادل جن میں چاند اور ستارے کبھی اپنا دیدار کرواتے اور کبھی چھپن چھپائی شروع کر دیتے۔۔۔بازل شاہ نے ایک مرتبہ سارے اطراف میں نظر گھمائی اُسے فلیٹ کے بچے سائڈ پر بنائے گئے پارک میں کھیل رہے تھے

پھر سامنے دیکھتا اوپر کی طرف گیا یہاں اُسکا کوئی منتظر تھا

چھٹے نمبر پر بنائے فلور پر پر سب سے پہلے فلیٹ اُسی کا تھا اب اُسکے ساتھ کوئی سیکیورٹی کوئی پروٹوکول کچھ نہیں تھا ایک عام انسان کی طرح آیا تھا

آج بھی ہائی نیک ٹائپ جرسی کپڑے کی شرٹ اور اُسکے ساتھ جینز کی پینٹ آنکھیں میں کوئی چمک نہیں تھی البتہ کانچ جیسی آنکھوں میں عکس آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا

ہاتھ میں پکڑے ہوئے کارڈ کے ذریعہ دروازہ کھولا اور قدم اندر رکھ کر دروازہ پھر لاک کیا

"بابا"

چھوٹی سی دو سال کی بچی اپنے ننھے ننھے قدم اٹھاتی اُسکی طرف آئی گرم کپڑوں میں ملبوس اور سر پر بے بی کیپ لے رکھی تھی دیکھنے میں بس آنکھیں بازل پر تھیں براؤن گہری کانچ جیسی آنکھیں رنگت گلابی بال اُسکی عمر سے تھوڑے لمبے تھے کندھوں تک آتے تھے

جسے دیکھ کر آنکھوں میں ایک بار چمک آئی اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ جو بہت جلد معدوم ہو گئی

"میری جان"

جلدی سے اُٹھا کر اسکے پھولے ہوئے گالوں کو جٹا جٹ چوم ڈالا جبکہ جواب میں اُسنے بھی چھوٹی چھوٹی پپیوں سے اُسکا سارا منہ گیلا کر دیا

"ڈڈ نو رمس بابا؟؟؟"

سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا جبکہ اُسکی چھوٹی سی قلقاری پورے لاؤنج نما ہال میں گونجی جس کا مطلب ہاں تھا

اُسکے دونوں ہاتھوں کو بار بار چومہ جبکہ وہ بدلے میں اُسکے گلے میں بایئں ڈال کر اُسکے پیار کا بدلہ دے رہی تھی

"بیا جی نور نے دودھ پیا"

اب اُسے لے کر صوفے پر بیٹھا گیا نظریں بیا کی طرف تھی جو ساٹھ سال سے اوپر کی عورت تھی اور اس وقت کچن میں کھڑی تھی دور سے دیکھنے سے وہ اپنی عمر سے تقریباً دس سال بڑی لگتی تھی ایک سکاف سر پر بندھا ہُوا تھا اور ایک لونگ کوٹ سردی سے بچنے کی کوشش تھی شاید

"بازل بیٹا۔۔۔۔۔ صبح سے بس دروازہ ہی دیکھی جا رہی تھی اور دودھ بھی دو دن سے بہت کم پی رہی ہے۔۔۔۔۔ روز آپکا انتظار کرتی ہے لیکن آپ نہیں آتے"

شکایتوں کی اور بھی بہت لمبی لسٹ تھی جو ہر بار بازل کو آکر سنی پڑتی تھی۔۔۔ لیکن اُسکا کام ہی ایسا تھا چاہ کر بھی روز نہیں آسکتا تھا

"بس اب بابا آگے ہیں اور میری گڑیا اب بابا کے ہاتھ سے پیئے گی"

ایک بار پھر اُسکی گالوں کو چومہ لیکن اب مقبل کو اچھا نہیں لگا تھا کیوں کہ جوش میں آکر اُسکی ہلکی سی بیرڈ روئیں جیسے گالوں پر چب گئی تھی اور نور صاحبہ رونے کی تیاریوں میں تھی

"ماما"

آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لاکر بولنے کی کوشش کی بس دو ہے لفظ ابھی اُسکی ڈکشنری میں شامل تھے ایک بابا اور دوسرا ماما باقی کسی بات کو سمجھنا مُشکل امر تھا

بازل نے جلدی سے خود میں بھینچ لیا اور چہرے اور سختی در آئی دور کافی بناتی بیا نے دُکھ سے دونوں باپ بیٹی کو دیکھا اور سے جھٹک کر نور کافیڈر تیار کرنے میں مصروف ہوگئی جبکہ نور اب بازل کے بال کھینچنے میں مصروف تھی اور وہ بہت آرام دہ حالت میں خود کو پیش کیے ہوئے تھا کبھی اُسکے بال کھینچنے لگ جاتی اور کبھی اُسکا چہرہ دیکھا کر گیلی گیلی پپیاں دینے لگ جاتی جیسے رشوت لگا رہی ہو اپنے کارناموں کی۔۔۔۔۔۔اور بازل بس اُسکے ننھے ننھے ہاتھوں کے لمس محسوس کرتا اپنی ساری پریشانی بھولا رہا تھا

oooooooooooooooooooooooooo

رخسار ابھی گھر آئی تھی دوپہر کے تین بج رہے تھے لیکن گھر بلکل سنسان تھا ایک نوکرانی کچن میں تھی جبکہ دامل اور طالش دونوں کہیں دیکھی نہیں دے اپنے کمرے میں دیکھا تو

عندلیب بھی وہاں سے غائب تھی اور اُسکا سامان بھی ذہن میں خطرے کی گنٹھی بجی تو جلدی سے باہر آئی

"اماں بی۔۔۔ طالش اور باقی سب کدھر ہیں"

چہرے پر غُصہ کے رمز تھی

"دامل بابا تو صبح سے سکول (یونی) گے وانج اور طالش بابا اور بہورانی کمرے میں ہیں"

کاؤنٹر پر پڑا گلاس زمین پر مارا اور تیز تیز قدم اُٹھاتی کمرے تک گئی اور اتنی زور سے دروازے پر دستک دی کی پوری حویلی میں سنائی دی

طالش کی آنکھ کھلی تو دروازہ بجانے والے پر شدید غُصہ آیا پھر اپنے پہلو میں لیٹی ہوئی متاع جان کو دیکھا جو اُسکے سینے پر قبضہ جمائے پوری دُنیا سے بے خبر سو رہی تھی ایک ہاتھ طالش کے دل کے مقام پر رکھا ہوا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ طالش کے ہاتھ میں تھا اُسکا عشق اُسکی دسترس میں تھا اِس سے بڑھ کر خوش قسمتی کیا ہو سکتی تھی

ہولے سے اُسکا ہاتھ اُٹھا کر پیچھے کیا اب باری سر کو ہٹانے کی تھی لیکن شاید وہ اُس سے دور نہیں ہونا چاہتی تھی دوبارہ پھر سے نیند میں ہی اُسکے گرد بازو حائل کر دے

"دیب مجھے تو اٹھنے دو"

پیار سے کہہ کر دوبارہ پھر اُسے پیچھے کرنے کی کوشش کی کیوں کے باہر جو تھا کوئی شک نہیں تھا کے دروازہ توڑ کر اندر آجائے

"نہیں"

ہلکے سے منمنائی اور پھر اُس کے ہاتھ کو پکڑ کر آنکھیں موند گئی

"ایسے نہیں اٹھو گی"

طالش نے جُھک کر اُسکے گالوں پر اپنے لب رکھے تو عندلیب اُسے واپس اپنی ٹون میں آتا دیکھ کر جلدی سے پیچھے ہوئی اور سر تک کمبل لے کر دوسری طرف رُخ کر لیا

اُسکی معصوم سی حرکت پر دل سے مسکرایا اور گال اور پڑتے ڈمپل نے بھی خوشی سے اپنی نمائش کی جلدی سے دروازہ کی طرف گیا جو ابھی بھی زوروں سے بج رہا تھا

"طالش بیٹا طبیعت ٹھیک ہے"

دروازہ کھولتے ہی سامنے رخسار نظر آئی جس کا دھیان اُسکی طرف کم پیچھے لیٹی ہوئی عندلیب کی طرف زیادہ تھا

"جی ٹھیک ہے میں آتا ہوں باہر تھوڑی دیر تک"

اُسے ناگوار گزرا تھا اُسکا کمرے میں آنا

"ہاں آجاؤ بات کرنی ہے"

دل ایک مرتبہ جل کر کوئلہ ہوگیا تھا اتنے دن اُس لڑکی کو اتنا سمجھایا تھا اور وہ پھر یہاں ماجود تھی اُنکے درمیان حائل تمام دیواریں ایک ہی دن میں گر چکی ہیں اور اُس لڑکی کی جرت کیسے ہوئی اتنا قریب آنے کی۔۔۔۔۔اُسے وہیں دیکھ کر طالش نے دروازہ بند کردیا

دروازہ بند ہوتے ہی ہوش کی دُنیا میں واپس آئی اور جلدی سے آکر موبائل نکالا

"جی سیٹھی صاحب طالش کی اسلام آباد کی ٹکیٹ بُک کروادیں آج شام کی"

جلدی سے اگلے بندہ کی بات سنے بغیر ہی موبائیل واپس رکھ دیا

"عندلیب مجاہد تمھیں تو میں بتاؤں گی تم نے حکم عدولی کرکے کونسی عداوت مول لی ہے مجھ سے۔۔اگر تجھے اِس گھر سے طالش کے ہاتھوں ہی باہر نہ کروا تو میرا نام بھی رُخسار بیگم نہیں"

نفرت سے سوچتی ہوئی بولی اور اگلا پلین سوچتی ہوئی مسکرائی

تھوڑی دیر میں طالش اپنے گیلے بالوں کے ساتھ باہر آیا ایک اندیکھی خوشی۔۔۔اور محبت کی تاثیر اُسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی نیلی آنکھوں میں عجیب سی چمک چہرے اور بار بار پڑتا ڈمپل رخسار بیگم کو اندر تک جلا گیا تھا

"اماں بی ایک اچھا سا چائے کا کپ لائیں اور ساتھ میں کچھ کھانے کو بھی"

رخسار کے تاثرات کو نظر انداز کرتا بولا اور اُنکے سامنے آکر بیٹھ گیا جیسے بات کرنے کا اشارہ

"تمھیں پتہ ہے ہماری جائیدادوں کے مسئلے چلتے ہی رہتے ہیں مخالف پارٹی کوئی نہ کوئی ایسا ہٹکھنڈا آزماتی ہی رہتی ہے تو اِس سلسلے میں تو بھاگ بھاگ کے تھک گیں ہوں اب تم بیوی والے ہو بچے بھی ہونگے تو اب سے ساری زمدریاں تمہارے سر"

بات کرنے کا مقصد تو طالش کو سمجھ نہیں آیا تھا لیکن کچھ گھڑبڑ محسوس ہوئی تھی کیوں کے پہلے تو کبھی ایسے معاملوں میں پڑنے کا نہیں کہا تھا

"ماما سیدھی بات بتائیں"

سیدھا ہو کر بیٹھ گیا دونوں ہاتھ آپس میں پیست تھے

"تمہاری فلیٹ ہے دو گھنٹے بعد اسلام آباد کی مسلہ کھڑا ہو گا ہے۔۔ ہماری تمام زمینوں کے کاغذات جعلی ثابت کرنا چاہتے ہیں چوہدری۔۔۔۔۔ اور ہم تو سڑک اور آجائیں گے"

خود ہی کھڑا کیا ہوا مسئلہ بیان کیا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ مسلہ تو حل ہو گیا تھا نہ"

پریشانی سے ماتھا مسلتے ہوئے کہا

"ہاں بیٹا دشمنوں کی کیا خبر کب کھاڑے مردے اُکھاڑ دیں"

اپنا تیر نشانے پر بیٹھا دیکھ کر چہرے پر مصنوعی افسردگی طاری کی
"میں دیکھتا ہوں جا کر کس کی اتنی زرت ہوئی کے ہمارے خلاف ایسا گٹیا قدم اٹھائیں"
جلدی سے اپنا موبائل نکالا اور کچھ ٹائپ کرنے لگ گیا جبکہ رخسار اگلا لحے عمل سوچ کر دل سے مسکرائی
oooooooooooooooooooooooooooooo
"Mugulstareefai"
سمگلنگ کے دھندے میں ایک جانا پہچانا نام جو زیادہ تر نوجوانوں کو نوکری کا جھانسہ دے کر دوسرے مُلک سمگل کرتے ہیں لیکن یہی نہیں ہسپتال میں مرے ہوئے لوگوں کے اعضاء بھی مہنگے داموں بیچ کر اپنی پیسے کی ہوس ختم کرتے ہیں
عام لوگوں اور حکومت کی نظر میں ایک با عزت اور شریف لوگ جو اپنے ہاتھوں سے کماتے ہیں اور دکھاوے کے لیے ہر سال بہت ساری رقم غریبوں میں تقسیم کی جاتی اور پھر وہی رقم اُنکی جانوں کے عوض واپس کر لی جاتی
ایک کاسمیٹک اور کٹن کی تین فیکٹریاں جن جو انکے کام کو چھپانے کا کام کئی سالوں سے کر رہیں
آج تک ہر کسی سی دوستی میں پہل بس مغلز گروپس آف کمپنی نے ہی کی تھی

دشمنوں کی لسٹ میں ایک ہی واحد نام "بازل شاہ" جس کی کانوں کان کسی کو خبر نہ تھی
کل ہی بازل شاہ نے اُنکے ساتھ شراکت داری کی تھی جو اُنکے بقول بازل کو آسمان کی
بلندیوں سے نیچے لانے والی تھی
اور اس کام کے لیے پلاننگ اور سرمایہ کاری بہت پہلے سے کر رکھی تھی ابھی تو بس پتہ
پھنکنا تھا جو تقدیر بدلنے والا تھا
oooooooooooooooooooooooooooooooo
صبح سے جتنی کمی وہ محد کی برداشت کر چکی تھی اتنا اُسکی زندگی میں کوئی اہم نہیں تھا
ابھی بھی گاڑی میں بیٹھی نظریں اطراف میں ہی گھوما رہی تھی ساری رات جس طرح گزاری
تھی وہی جانتی تھی ہر آہٹ سے یہی لگتا تھا وہ واپس آگیا ہے لیکن ایسا نہیں ہوا
آٹھ دن میں وہ انسان لاشعوری طور جس طرح اُسے اپنا گرویدا کر چکا تھا وہی جانتی تھی
اُسکے ہوتے ہوئے بس عجیب سا لگتا تھا کبھی اُسکے گندھے سے بال بُرے لگتے تو کبھی اُسکا
بولنے کا طریقہ اور اب بس ایک خواہش تھی کے ایک مرتبہ اُسکی آواز سن لے
زندگی کے گولز میں کبھی شادی یہ پھر کسی مرد کو شامل نہیں کیا تھا لیکن یہ گھر میں ایسے لگ رہا
تھا جیسے صدیوں سے ویران پڑے ہو
"کیا تکلیف ہے تمھیں جنگلی جانور۔۔۔ کیوں پیچھا نہیں چھوڑ رہے"

زور کے ہاتھ سٹرنگ اور مارا اور چیخنے والے انداز میں کہا
آج گاؤن میں ماجود تھی اور منہ کو ویل کی مدد سے کور کر رکھا تھا ہاتھوں پر دستانے بدستور موجود تھے آج اُنہیں پاکستان جانا تھا کیوں کہ مایا کا سارا ڈیٹا کر پیٹ ہو گیا تھا اور لیپ ٹاپ اٹلین ہونے کی وجہ سے اُس کا ڈیٹا یہ پھر امریکہ سے ریکور ہو سکتا یہ پھر پاکستان میں ماجود ایک ہیکر سے اور دونوں کے لیے پاکستان جانا ضروری تھا
محد کی وجہ سے اُسکا مشین بیچ میں اٹک گیا تھا ورنہ بہت جلد اُنکے گرد گھیرا تنگ ہو چکا ہوتا چھ سال بعد پاکستان جا رہی تھی لیکن چہرہ پر خوشی کا کوئی تاثر نہیں تھا اور نہ ہی اُسکا کوئی منتظر
oooooooooooooooooooooooooooooo

"طالش آپ مت جائیں نہ میں کیا کروں گی گھر پر"
پیچھے کھڑی رو رہی تو کئی مرتبہ نہ جانے کی فریاد کر چکی تھی آواز میں درد تھا ایک بار پھر دور ہونا کا وسوسہ
"دیب میری جان بچوں کی طرح نہیں کروں میں پرسوں تک آجاؤں گا۔۔۔اور اس طرح روگی تو کیسے جاؤں گا میں"

پرفیوم کا چھڑکاو کر کے اُسکی طرف گھوما جو ابھی سوں سوں کر رہی تھی گھٹنوں تک آتی فروزی رنگ کی شرٹ جس کی چوڑی دار پاجامہ جس میں چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی آنکھیں رو رو کر ایک بار پھر سوجھ چکی تھیں جبکہ ہاتھوں کو مسلسل مسل رہی تھی

"نہ جائیں نا پلیز"

دل عجیب طرح گھبرا رہا تھا اوپر سے رخسار کا خوف اُسے بزدل بنا رہا تھا اب اُسکا ہاتھ پکڑ کر کھڑی تھی جیسے بچے ضد کرتے ہیں کسی چیز کو لینے کے لیے

"اچھا ادھر آؤ"

اُسے اپنے ساتھ لگا کر بیڈ تک لے کر آیا اور اُسے بیٹھا کر خود گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا دونوں ہاتھ طالش کے ہاتھوں میں تھے آنکھوں میں محبت چھلک رہی تھی جبکہ خود دل پر پتھر رکھ کر دور جا رہا تھا لیکن وہ اُسکی کمزوری بن رہی خود بھی تو اُسکے بغیر بدن روح کے بغیر ہی محسوس ہوتا تھا

"دیب میری جان کیا ہوا ہے اتنا رو کیوں رہی ہو"

اُسے خود اچھا نہیں لگ رہا تھا اِس طرح اُسے چھوڑ کر جانا لیکن مجبوری تھی

"مجھے ڈر لگتا ہے"

نیچے جُھک کر اُسکے سینے سے لگ کر دوبارہ پھر اونچی اونچی رونا شروع کر دیا طالش نے
کرب سے آنکھیں بند کیں
"اچھا جیسے ہی کام ہوجائے گا میں فوراً آجاؤں گا بلکہ تم سے بات کرتا رہوں گا"
اُسکی کمر سلہاتے ہوئے تسلی دینے کی کوشش کی
"ٹھیک ہے"
آنسو صاف کرتی ہوئی پیچھے ہوئی اُسے لگے تھا بات مان لے گا لیکن مان ٹوٹ گیا تو جلدی سے
پیچھے ہوکر آنکھیں صاف کرنے لگ گئی چہرے اور وہی معصومیت اور ساتھ میں ناراضگی کی
رمض بھی ماجود تھی
طالش کو بھی لگا تھا کے ناراض ہوگئی ہے لیکن آکر منانے کا سوچ کر اُٹھ کر کھڑا ہوا
"چلو اب مجھے اچھا سا سی آف کرو"
باہیں کھول کر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو آہستہ سے عندلیب نے اُسکے گرد بازو حائل
کیے اور آنکھیں ایک مرتبہ پھر چھلک پڑیں لیکن جلد ہی آنسوؤں کو اندر دھکلا اور طالش نے
اُسے خود میں بھینچ لیا پھر اُسکی لرزتی پلکوں پر اپنے ہونٹ رکھے
"اپنا بہت سارا خیال رہنا پاؤں پر پانی مت گرے اور کمرے سے باہر بھی مت جانا زیادہ
سوالنگ ہوجائے گی۔۔۔۔ رات کو ہیٹر بند کر کے سونا اور دو کمبل لینا۔۔۔ کھانا بھی

بہت سارا کھانا پہلے ہی کمزوری ہوئی ہے تمھیں اور سب سے اہم بات جب بھی ڈر لگے مجھے کال کر لینا اور اگر ان پیاری سی انکھوں پر رو کر ظلم کیا تو سزا دونگا پھر میں"

لمبی سی فہرست ھدایات کی دے کر اُسکی طرف دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا جسکا دور دور تک پیچھے ہونا کہ ارادہ نہیں تھا ایسے ہی اُسکے محبت بھرے لمس کو محسوس کرنا چاہتی تھی

"طالش وہ آجائے گا"

بھری آواز میں بولی

"وہم ہے یہ تمہارا شونے اب ایسا نہیں سوچنا۔۔۔۔۔اب ٹائم کم رہ گیا ہے فلیٹ میں"

پھر اُسکے بالوں پر لب رکھے اور دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پیچھے کیا

"چلو جی اب کیوں رو رہی ہو۔۔۔اچھا جاؤ میری فائل سٹڈی روم سے لے کر اؤ بھول گیا ہوں شاید"

آنسو صاف کرتا ہوا بولا جبکہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی عندلیب اسٹڈی روم تک گئی لیکن وہاں کُچھ نہیں تھا واپس آئی تو وہ بھی نہیں تھا جلدی سے کارٹن اُٹھا کر باہر دیکھا تو گاڑی گیٹ تک چلی گئی تھی پھر وہیں بیٹھ کر رونے لگ گئی

oooooooooooooooooooooooo

"بیا جی ہم پاکستان جا رہے ہیں کچھ دونوں کے لیے وہاں اتنی سردی نہیں ہوگی نور کے کپڑے ہیں"

کافی پیتے ہوئے پوچھا جبکہ نظریں نور پر ہی تھیں جو اُسکے موبائل پر کارٹون دیکھتے ہوئے کبھی کبھی جوش میں موبائل بھی نیچے مار دیتی اور کبھی منہ میں ڈال کر کھانے کی کوشش کر رہی تھی

"نہیں بازل بیٹا وہاں بھی سردی ہی ہوگی لیکن تھوڑی کم لیکن پھر بھی نور کے لیے کپڑے اور دوسری چیزیں تو لینی پڑے گیں"

وہ نور کے کھلونے سمیٹ رہیں تھیں جو سارے لاؤنج میں پڑے تھے۔۔۔اور ساتھ بازل سے بات بھی حیرانی نہیں ہوئی تھی اُنہیں کیوں کے جب بھی وہ کسی دوسرے ملک جاتا تھا دونوں ساتھ ہی جاتی تھیں بس فرق اتنا تھا کے فلیٹ الگ ہوتی تھی

کبھی بھی باہر نور اور بازل اکھٹے نہیں گے تھے جانے کے اوقاوت مختلف گاڑیاں مختلف اور یہاں تک کے نور کا نام بھی ابھی تک رجسٹر نہیں تھا کسی بھی ملک میں وجہ اُسکے دشمن تھے جو اُسکی کمزوری پر جھپٹنے کے لیے ہر وقت تیار تھے

امپائر کے ملک کے علاوہ کسی کو یہ خبر نہیں تھی کے بازل شاہ اِس بلڈنگ میں رہتا ہے اور ملک کو اتنا پتہ نہیں تھا کے فلیٹ کے اندر کون ہے کیوں کہ نور کو کبھی باہر نکالا ہی نہیں گیا تھا بس جب جانا ہوتا تھا تو وہاں لگے ہوئے سی سی ٹی وی کیمرے کو ہیک کر لیا جاتا تھا

"بابا شی"

اب موبائل پھینک کر صوفے پر بیٹھنے کی کوشش میں تھی اور مدد کے لئے اُسے پکارا تھا

"میرے شیر بیٹا"

اُنگلی کا سہارا دیا اور وہ انگلی پکڑ کر اوپر آنے میں کامیاب ہوگئی تو بازل نے اُسے اُٹھا کر گود میں بیٹھا لیا اور اب نور پھر سے اُسکے بالوں پر حملہ کر چکی تھی بازل کے بالوں کو کھینچتا اور پھر اُسکے منہ پر تاثرات دیکھنا اُسکے من پسند کاموں میں ایک تھا

بازل نے جان بوجھ کر چہرے پر دُکھ ظاہر کیا تو بال چھوڑ کر اُسکے منہ اور چھوٹی چھوٹی سی پپیاں دینے میں معروف ہوگئی اُسکے ہر عمل اور بازل کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہو رہی تھی

"اُسکی زندگی کہ سکون تھی بے وجہ سی زندگی کو خوبصورت بنا دیا تھا اُسنے"

oooooooooooooooooooooooooooooooooooo

"امی آج دامل اور اُسکی بھابھی آئیں گے۔۔۔۔ پلیز کُچھ مت کہیے گا اُنکو"

سامنے بیٹھی منت کرنے کے انداز میں کہہ رہی تھی

"ٹھیک ہے لیکن پیسے میں اپنی مرضی کے لونگی"

اُسنے لحاظ مروت کے بغیر کہا سامنے بیٹھی مہر کو دیکھا جو دُبلی پتلی سی آنکھوں کے گرد ہلکے رنگت سانولی سی آنکھیں کانچ جیسی براؤن لیکن پھر بھی پُرکشش شکل کی ملک تھی

"امی میں بعد میں دے دونگی نہ آپکو لیکن ایسے پیسے مت منگیائے گا"

نہ چاہتے ہوئے بھی اُنکے پاؤں پکڑکر بیٹھی تھی

"ہیں کیوں نہ مانگواتنی دیر جو تمہارے اوپر ہم نے اپنی کمائی لگائی تمہاری وجہ سے میری بیٹیاں بوڑھی ہونگی اُن کو کوئی اچھا رشتا نہیں ملا ہر کوئی تمہارے (پتہ نہیں جائز ہے یا ناجائز) کے بارے میں سوال کرتا تھا وہ تو میرا ہی صبر تھا تو تجھ جیسی نہ مراد کو پلے سے باندھ کر رکھا"

صلواتیں شروع ہوچکی تھیں لیکن اب مہر کو عادت تھی اپنے بارے میں یہ سب سننے کی۔

"امی نہیں میں بعد میں دونگی نہ وعدہ لیکن مانگنا مت"

اب پاؤں پکڑکر بیٹھ گئی تھی تواُسکی ماں نے جانے کا اشارہ کیا

وہ کیسے یہ گھٹیا حرکت دامل جیسے انسان کے ساتھ کرنے دے سکتی تھی اُسے ڈر تھا کہ وہ یہ نہ سوچے کے وہ پیسے کے لالچ میں اُسکی محبت کا مذاق بنایا تھا یہ سوچ کر ایک مرتبہ دل کانپ جاتا تھا

"شکر ہے خود ہی کوئی ڈھونڈ لیا اب اِس جیسی کالی کلوٹی لڑکی جو کسی طرف سے بھی پیاری نہیں کون کرتا اس سے شادی ۔ ۔ ۔ اب پتہ نہیں کس کے نصیب پھوٹے ہیں ۔ ۔ ۔ ہوگا کوئی عقل اور آنکھوں سے فارغ انسان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خود چاہے پاس پھوٹی کوڑی نہ ہو اِس کے پیسے کیا دے گا مجھے تو پہلے سے ہی یہ لڑکی گھاٹے کا سودا ہی لگتی تھی

سوچتی ہوئی خود ہی مجوس ہو کر دال چھننے لگ گئی

oooooooooooooooooooooooooooooo

منظر آنکھوں کے سامنے بھگاتے جا رہے تھے گاڑی اب گاؤں کے راستے سے باہر نکل کر شہر کی حدود میں داخل ہو چکی تھی ہر چیز دسترس سے باہر ہی لگی تھی نیلے آسمان پر ماجود بادل جو ایک نظر دیکھنے پر غائب ہو جاتے دل کا کوئی کونا بہت مجوس اور اُمید سے خالی تھا باہر دیکھنے کی یہی وجہ کہیں تو اُسے وہ نظر آئے جسے دیکھ کر نظروں کی پیاس بج سکے لیکن قسمت مہربان نہیں تھی

دو دن ہو گے تھے طالش کو گے ہوئے آنا تو دور کی بات ایک بار کال کر کے بھی نہیں پوچھا تھا کے وہ زندہ ہے یہ مر گی ہے

رُخسار نے ایک ظلم انسان ہونے کا پورا فرض ادا کیا تھا سارا دن اُس سے گھر کا کام کرواتی کچن کا سارا کام بھی وہی کرتی تھی اور پھر اُسکے بنائے ہوئے کھانوں کو سب کے سامنے رد کر دینا رات کو دو دو گھنٹے تک اُس سے اپنے پاؤں دباتی اور الصبح ہی اُسے اُٹھا دیتی پاؤں کی چُوٹ اب بڑھ چکی تھی پانی میں پاؤں ڈالنے کی وجہ سے پاؤں کافی حد تک سول ہو چکا تھا چلنے میں کافی مُشکِل پیش آتی لیکن اسکو ترس نہ آتا بلکہ دامل کو گھر آنے سے منع کر رکھا تھا کے گھر میں جوان بھابھی ماجود ہے لوگ کیا سوچیں گے

کھانے کے لیے کبھی پوچھا ہی نہیں اور کبھی خود کھانے کی جرت کر لیتی تو تھپڑ مارنے میں دیر نہ لگاتی۔۔۔۔۔۔۔۔جو نوکروں کی کھانے کے لیے ملتا وہی اُسکے آگے پھینک دیا تھا

۔۔۔یہ دو دن کس کرب سے گزرے تھے وہی جانتی تھی آنکھوں کے گرد گہرے ہلکے پڑے تھے رنگت زرد ہو گئی تھی دو دن میں ہی مرجھائی ہوئی کلی کی طرح ہو گئی تھی رات کو کتنی دیر وہ اسی آس کی وجہ سے نہیں سو پاتی تھی کہ وہ ائے گا تو انتظار نہ کرتا پا کر ناراض نہ ہو جائے لیکن وہ نہیں آتا تھا اور صبح بھی مجو سی ہی سامنا کرتی تھی

آج تو بخار کی وجہ سے بیہوش ہوگئی تو پتہ نہیں کیوں رحم آگیا تو دمل کے ساتھ شہر ڈاکٹر کو دکھانے بھیج دیا

اب عندلیب کی ضد کی وجہ سے ہی مہر کے گھر رشتا لے کر جا رہے تھے کیوں کے دوبارہ تو رُخسار اُسے آنے نہیں دیتی

"دامل اپنے بھائی سے کہو نہ آجائے"

آنکھوں سے ایک آنسو نکل کر گود میں گرا تو دامل نے بے بسی سے دیکھا

oooooooooooooooooooooooooo

بھابھی ویسے کوئی دُنیا کی سب سے کم عقل لڑکی ہیں آپ۔۔۔۔ایسا رو رو کر بخار چڑھا کر آپکو کیا لگتا ہے بھائی کو فرشتے انفوم کریں گے

"طالش ابرہیم آپکی بیگم آپکی جدائی میں موت کو گلے لگانے لگی ہیں جلدی سے فلیٹ پکڑ کر جھنگ پہنچ جائیں"

نہیں نہ"

مرور سے پیچھے دیکھتے ہوئے اُسکی رائے معلوم کی

تو عندلیب نے نہ میں سر ہلا دیا

"یہ پکڑیں موبائل اور ملائیں بھائی کو کال اور کہیں "طالش ابراہیم اگر رات کو دس بجے اپنے کمرے میں ماجود نہ ہوئے تو بھول جائے کے کوئی بیوی ہے آپکی"

ایک ہاتھ سٹرنگ پر جبکہ دوسرے سے موبائل اُسکی طرف بڑھا رہا تھا

نہ چاہتے ہوئے بھی موبائل لے لیا لیکن کال کرنا ممکن نہیں لگ رہا تھا

"بھابھی کریں نہ پھر مت کہنا وہ میک اپ کی دکان آپ کا شوہر لے گئی۔۔۔ بھابھی آج کل شوہروں کو قابو کرنا بہت مُشکِل ہے تھوڑی بہت کوشش کرنی پڑتی ہے"

دامل کو پتہ تھا ملیحہ کے نام پر تو عندلیب چھت سے چھلانگ لگا دے فون تو بڑی آسان بات ہے

کانپتے ہوئے ہاتھ سے نمبر ملایا جبکہ دامل نے گاڑی سے ہیڈ فون کا نیکٹ کر کے کانوں پر لگا لیے تاکہ کمفرٹ زون مہیا ہو سکے

"دامل کیسے ہو۔۔۔ دیب ٹھیک ہے؟؟۔ اُسکا نمبر کیوں اکسیس نہیں دے رہا"

دوسری طرف سے سوالوں کی فہرست کھول دی گی تو اپنے نام پر ایک مرتبہ دل زور سے دھڑکا ہاتھوں کی ہتھالیں نم ہو گئیں

طالش نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا تو کال ڈسکنیکٹ نہیں ہوئی تھی ذہن میں کچھ کلک ہُوا تو چہرے پر مسکراہٹ کا انبار امڈ آیا گال کا ڈمپل پوری آب و تاب سے چمکا

"دیب"

ہلکی سی سرگوشی جو بے جان سے جسم کو منور کر گئی پاؤں کا درد بخار سب کچھ ایک سیکنڈ میں ختم ہو گئے وہ اُسکی سانسوں کو پہچانتا ہے یہی مان تھا

"کیسا ہے میرا شونا۔۔۔۔۔۔یاد ہی نہیں کیا خسکار کو"

شکوہ اُسکا تھا کر وہ تھا چہرہ کا رنگ ایک سیکنڈ میں تبدیل ہو گیا زرد سے سُرخ کو مات دے رہا انکھوں میں آنسو تیرنے لگے تو دامل نے آنکھیں دیکھیں تو چہرے پر مسکراہٹ آئی

"طالش"

اتنی آہستہ بولی تھی کے آواز خود کے کانوں میں بھی نہیں پڑی تھی جبکہ دوسری طرف دل بیتاب ہوا تھا دھڑکنوں میں انتشار برپا ہُوا تو ہاتھ سیدھا دل پر رکھ کر دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش

"آجائیں"

اب وہ نہیں بولا تو ایک مرتبہ پھر فرمائش کی دامل کے بتائے ہوئے ڈائیلاگز بولنا ایک مُشکِل امر تھا

"پہلے مسکراؤ اور بہت جلد آجاؤں گا"

اُسکے کہنے اور چہرے اور خود با خود ہی مسکراہٹ حاوی ہوئی لیکن دوسری طرف سے اب پھر بہلایا گیا تھا

"بھائی آپکی بیوی ہاسپٹل ایڈمٹ ہے ڈاکٹرز مجوس ہو چکے ہیں اگر آسکتے ہیں تو آجائیں"

دامل اُنکے ڈرامے دیکھ کر سر پکڑ کر رہ گیا آخر خود ہی اُسکے ہاتھ سے موبائل چھینا اور تین چار خود سے لگا کر موبائل پاور آف کر دیا

"بھابھی اب دیکھنا مکھی کے پر پر بیٹھ کر بھی آنا پڑا تو دیر نہیں لگائیں گے"

اپنی شرٹ کا کالر اوپر کو کر کے کہا

"اگر بُرا لگا اُنہیں"

ناخن دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا

"ملیحہ بندری لے جائے گی چھین کر پھر سوچتی رہنا بُرا لگے گا کے نہیں"

اب گاڑی مہر کے گھر کے سامنے پارک ہو چکی تھی

جلدی سے شیشہ نکال کر بال سیدھے کیا بیس کی ڈبی نکال کر چہرے اور پہلے سے لگے ہوئے فانڈیشن کو سیٹ کیا بال کو ایک نظر دیکھا پھر پرفوم نکال کر تھوڑا سا اپنے اوپر چھڑکا کوٹ باہر نکل کر پہنا جبکہ عندلیب آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھ رہی تھی کیا تھا یہ انسان "نمونہ بلکل"

"بھابھی آجائیں اور میری تعریفیں بھی کر دینا انوی نہیں اتنے اعلیٰ قسم کے مشورے دیتا میں"

ابھی بھی اپنے آپکو ہی دیکھی جا رہا تھا کے کہیں کوئی کمی نہ رہ جائے

oooooooooooooooooooooooooooooooo

کراچی میں آج مغلز پروڈکٹس اینڈ بازل شاہ ٹریڈرز کی ایک انٹرنیشنل کانفرنس تھی جس میں غیر ملکی صحافی کالم نگار اور دوسری فلیڈ سے تعلق رکھنے والے لوگ ماجود تھے

کانفرنس ایک بڑے میٹنگ ہال میں منعقد ہونی تھی جس کا مقصد اپنی دکھاوے کی دوستی اور پارٹنرز شپ کو دیکھنا اور آنے والے وقت میں اپنے گولز کو بزنس کمیونیٹی کے آگے پیش کرنا تھا

گاڑیوں کا ایک بڑا قافلہ اُس اعلی شان بلڈنگ کے آگے آکر رکا سیکیورٹی ایک دم سے ایکٹو ہوگئی

اِس جگہ کو دو دن سے اُنڈر ابضرب رکھا گیا تھا کیوں کے بازل شاہ کو کسی قسم کا کوئی نقصان پاکستان کی ساخت کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا

ساری سیکیورٹی رینجرز کی ٹیم کے حوالے تھی جس میں ایک کنٹرول روم بھی قائم کیا گیا تھا

اِس ٹیم میں مایا بھی شامل تھی کیوں کے اُسے ایک ایکٹو اور شارپ ٹیم ممبر کنسیڈر کیا جاتا تھا

"تمھیں نہیں لگتا یہ امیر لوگ بس اسی دکھاوے کے لیے جیتے ہیں"
کنٹرول روم میں بیٹھی باوردی مایا نے ساتھ کھڑی نوین کو کہا
"میں کیا کہوں مجھے تو بازل شاہ کی ایک جھلک دیکھنی ہے سنا ہے بہت ہی کوئی خوبصورت مرد ہے باہر کی شہزادیاں مرتی ہیں اِس کی لُک پر"
دل پر ہاتھ رکھ کر اپنا مودا بیان کیا تو اُسکی سے ایک بار پھر محد کی یاد آگئی دل میں ایک خلش سی تھی لیکن جب بھی اُسکی یاد آتی دل بے چین ہوجاتا تھا پتہ نہیں کس حال میں ہوگا وہاں غیر ملک میں کیا کر رہا ہوگا
"دیکھو آگیا وہ"
نوین نے چیخ کر اور ساتھ میں جھول بھی رہی تھی تو مایا نے نظریں اُٹھا کر دیکھا سیکیورٹی گارڈز کے گھیرے میں چلتا ہوا بازل شاہ واقعی ہی ایک عمدہ شخصیت کا مالک شخص جس کو ایک بار دیکھنے میں نظریں ٹھر جاتیں تھیں بال ماتھے اور حکمرانی جمائے ہوئے تھے آنکھیں براؤن جبکہ مغرور ناک اُسکی شخصیت کو چار چاند لگا رہی تھی لیکن پھر بھی مایا کو ایک نظر اچھا نہیں لگا تھا
"کوئی تیس مار خان نہیں ہے پتہ نہیں کونسی سرجری کروائیں ہوئی"

ایک نظر سامنے لگی سکرین اور دیکھا اور نفرت سے کہا امیر لوگوں سے "اگر نفرت کرنی ہو تو ایک مرتبہ مایا سے ضرور ملے" یا اُنکے ونگ کمانڈر کے بیان تھے

اُسے آج بس محد اچھا لگ رہا تھا جو اس طرح کے ہر دکھاوے اور نمائش سے پاک تھا سچا تھا بافادار تھا

آجکل مایا کی لسٹ میں اُسکی تعریفوں کے انبار تھے محد کو پتہ چلتا تو ایک مرتبہ بیہوش ضرور ہوتا

باہر کانفرنس شروع ہو چکی تھی

"دیکھیں ہماری شراکت داری کا واحد مقصد ہے غریب کا فائدہ۔۔۔۔ ہم اپنی پوری کوشش کریں گے کے ہماری چیزیں ایک متوسط طبقہ کے لوگوں کو آسانی سے فراہم ہوں"

تالیوں کی گونج سے سارا ہال ہل گیا

"جیتنا کوئی امیر ہو ہوگا اتنا ہی بڑا شیطان اُسکے اندر ہوگا۔۔ اگر یہ واقعی ہی غریبوں کا سوچیں تو آج کوئی غریب ہوتا ہے نہ"

اُسکی باتیں سن کر مایا نے نفرت سے کہا آنکھوں میں ایک کرب تھا

"مایا تمھیں نہیں آنا چاہے تھا"

اُسکا درد سمجھ کر نوین نے کہا تو مایا نے آنکھیں بند کر لیں

"اگر ہم اپنی غریب عوام کا نہیں سوچیں گے تو کون سوچے گا"

باہر سے پھر آواز آئی

"میں یہ نہیں کہوں گا کے غریب لوگوں کے لیے یہ شراکت داری کی گئی ہے یہ شراکت داری بس پاکستان کو گرتے ہوئے ریٹوں سے اوپر لانے کے لیے ہے"

ایک پراسرار سے آواز سارے ہال میں سور پھونک گئی اُسکے ساتھ بیٹھے انسان نے ایک مرتبہ ہاتھ مسلے جبکہ اپنی واحد بات کہہ کر بازل اپنی جگہ سے اُٹھ گیا سارے لوگ اُسکے پیچھے گاڑیوں تک گے جبکہ اُسکا منیجر پیچھے کانفرنس کو سمیٹنے کی کوشش میں تھا لیکن وہاں کوئی سننے والا ہی نہیں تھا

"سارا تالاب خراب کرنے والی مچھلی کتنی آسانی سے لوگوں کی محبت سمیٹ کر چلی گئی"

مغلز پارٹنرز میں سے ایک نے کہا اور وہ بھی اپنی سیٹوں سے اُٹھ کر چلے گئے کیوں کہ اُنکو سننے والا تو کوئی ہے ہی نہیں تھا

oooooooooooooooooooooooooooooo

"محد میری جان میرے جگر گوشے ایک مرتبہ اِدھر تو دیکھنا"

نوفل فل بغرتی کی فورم میں تھا جب سے محد واپس آیا تھا اُسے ذلیل کرنے کا کوئی طریقہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا تھا

"دفع ہو"

چارپائی پر لیٹ کر منہ نیچے لٹکایا ہوا تھا آج پچھلی والی فورم میں بینان پٹھی ہوئی اور بالوں کا گھونسلا بنا ہوا تھا جیسے کبھی کھنگھی کی نہ ہو

"یہ تو بتا میڈم سے تھپڑ کیسا پڑا تھا اور ایک مرتبہ بس ایک مرتبہ بتا دے لاتیں کھانے میں کتنا مزہ آتا ہے"

حفاظتی اقدام کے طور پر نوفل دروازہ کھول کر کھڑا تھا جبکہ زبان بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

"تیری تو"

آخر کو اندر ماجود غیرت نے زور مارا تو اُٹھ کر اُسکی طرف بھاگا جو اُسکے پہنچنے سے پہلے ہی بھاگ چُکا تھا

"مایا جی کے ہاتھ سے تو قتل ہو کر بھی بندہ کچھ نہ بولے"

دل پر ہاتھ رکھ کر انتہا کے چھچھورے انداز میں کہا اور خود ہی شرما کر ناک پر رومال رکھ لیا

oooooooooooooooooooooooooooooooo

طالش کی تصویر سامنے دیوار پر لگی ہوئی تھی جسے دیکھ کر عندلیب سوچوں میں گم تھی

"کتنے مختلف تھے دونوں بھائی سب سے ایک ایسی بیوی کو عزت بخش رہا تھا جو بغیر اُسکی مرضی سے اُس پر مسلط کر دی گئی تھی جبکہ دوسرا محبت میں شکلوں کو مات دینے کے در پر تھا"

چند گھنٹے پہلے کا منظر اُسکی آنکھوں میں گھوما جب اٹھارہ سال کی لڑکی اُنکے سامنے چائے لے کر آئی تھی۔۔۔۔۔ عندلیب کو اُمید تھی وہ کوئی حُسن کی شہزادی ہوگی جو دامل جیسے مرد کے دل کو گھائل کر گئی ہوگی لیکن یہاں تو گنگا ہی اُلٹی بہتی تھی

عام سے نقشوں نگار رہنے والی لڑکی رنگت سانولی قد میں دامل کی کندھوں تک با مشکل آتی ہوگی

دامل تو مُحبت سے چور نظروں سے اپنے دل کے قرار کو دیکھ رہا تھا جو اُسکی نظروں کی تپش پا کر آدھ موہی ہوئی پڑی تھی

دونوں بھائی محبتوں کے حقدار تھے۔۔۔۔۔ مہر کی ماں کی کڑوی کسیلی باتوں کا جس مہارت سے دامل نے جواب دیا تھا وہ متاثر کن تھا

اپنے اردگرد ایک مخصوص سی خوشبو کو پا کر خیالوں کی دُنیا سے باہر آئی تو طالش دروازہ میں کھڑا اُسے ہی دیکھ رہا تھا

پہلے تو اپنا وہم لگا لیکن اُسکے چہرے پر ماجود سخت تاثرات حقیقت کا غماز تھی
اپنی جگہ سے اُٹھ کر بھاگی پاؤں میں سولنیگ اور درد کی وجہ سے تھوڑا لڑکھڑا رہی تھی مقابل کی آنکھوں میں سختی چہرے کے تنے ہوئے نقوش اُسے دو قدم پیچھے رکنے پر مجبور کر گئے
"یہ کیا حرکت ہے عندلیب۔۔۔۔ میری کسی بات کی کوئی اہمیت ہے تمہاری نظروں"
اُسکے پاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے سخت آواز میں پوچھا پاؤں پر پٹی کا نام و نشان نہیں تھا ویسے ہی خون جما ہوا تھا اُسکے وہاں تو آنے کی وجہ سے رسنے لگ گیا تھا چہرہ بخار کی وجہ سے سُرخ ہو چکا تھا اور کوئی گرم کپڑا اُسکے گرد نہیں تھا
اُسکی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو آہستہ سے ایک قدم بڑھا کر اُسکے گرد اپنے باہیں حائل کر گئی لیکن دوسری طرف سے جسارت نہیں ہوئی تھی جسے دیکھتے ہوئے ایک مرتبہ پھر آنکھوں سے رم جم شروع ہوئی اور آہستہ آہستہ طالش کا کوٹ بھیگنے لگ گیا

"سر ہمارا ڈیٹا کسی کے پاس ہے۔۔۔۔ ہمارے اکسس سے پہلے ہی کوئی اُسے استعمال کر رہا ہے"

"منان عباس مغل "مغل پروڈکٹس کہ آدھے حصہ کا ملک اور اپنی شیطانیت میں واحد مثال
"کیا بکواس کر رہے ہو"
اپنی چیئر سے اُچھل کر کھڑا ہوا
"سر حنان کا سارا ڈیٹا ہیک ہو چکا ہے لیکن ابھی اُس ڈیٹا کو کسی استعمال میں نہیں لایا گیا
۔۔۔۔ لیکن آپکے کمپیوٹر کی تمام فائلز کسی اور کے استعمال میں ہیں"
ڈرتے ہوئے حقیقت سے آگاہ کیا جبکہ حنان نشے سے چور حالت میں آفس میں داخل ہوا
"جاؤ ابھی یہ بات لیک نہیں ہونی چاہیے ۔۔۔۔ پہلے اُس کمپیوٹر کو اکسیس کرو جو ہمارے
مضبوط سسٹم میں گھسنے کی کوشش کر رہا ہے"
آواز حد درجہ ہلکی تھی جب کے نظریں اپنے بگڑے ہوئے بھائی کی طرف تھیں جس کی
شرٹ پر لپسٹک کے نشان واضح تھے
"اوکے سر"
وہ سر خم کرتا چلا گیا
منان کے قدموں کا رُخ اب چیئر پر گرے ہوئے وجود کی طرف تھا جو آہستہ آہستہ بے
ہوشی میں جا رہا تھا
"انجوائے کیا میرے شیر نے"

پاس آکر اُسکی کمر تھپتھپائی
جبکہ دوسری طرف مکمل مدہوشی چھا گئی تھی
"بس اس طرح ہی مجھے کامیاب کردو"
چہرے پر مکروئی سے مسکراہٹ آئی جو جلد ہی معدوم ہوگئی
oooooooooooooooooooooooooooo

کراچی مال کے اندر انتہا کی خاموشی یہاں تک کے اگر چڑیا پر بھی مارتی تو آواز باہر تک آواز باہر تک سنائی دے
مال کی ساری سیلز ٹیم اس ایک روم میں ماجود تھی بس کاؤنٹر پر ایک آدمی بیٹھا تھا مال کے اندر اور باہر کے تمام کیمرے آف کردے گے تھے
مال کے باہر سخت سکیورٹی ماجود تھی جبکہ بازل نور کا ہاتھ پکڑے شاپنگ کر رہا تھا جیا ایک طرف بیٹھی دونوں باپ بیٹی کو دیکھ رہی اور دل ہی دل میں اُنکی نظر اُتار رہی تھی
نور بے بی پنک کلر کی بے بی شورٹ اور سر پر پی کیپ لے رکھی تھی پہلی بار کسی کھلی جگہ پر آئی تھی اور ہر چیز کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کبھی بازل کا ہاتھ چھوڑ کر کسی دوسری طرف تیز تیز قدم اُٹھاتی چلی جاتی تو کبھی وہیں نیچے بیٹھ جاتی جیسے وہاں سے ہلنے کا کوئی ارادہ نہ ہو

اُسکی ہر حرکت کو دیکھتے ہوئے بازل کے چہرے پر مسکراہٹ آتی اور خود با خود ہی معدوم ہوجاتی

"میڈم آپکو اندر جانے کی اجازت نہیں مال بند ہے"

مایا کو آتے دیکھ کے کاؤنٹر پر بیٹھا انسان جلدی سے بھاگ کر اُسکی طرف گیا

"کیوں کیا ہُوا ہے"

"بازل شاہ اس وقت یہاں ہیں اور سیکیوریٹی علاؤ نہیں کرتی"

مودبانہ انداز میں کہا

"اوہ میں اُنکی سیکیورٹی ٹیم کا حصہ ہوں"

اپنا کارڈ دیکھا کر اندر کی طرف چلی گئی جب سامنے نور بھاگتی ہوئی نظر آئی

"ماشاء اللہ۔۔۔۔۔۔کتنی پیاری ہے۔۔ بلکل کسی شہزادی کی طرح"

نور کو دیکھ کر دل سے لفظ ادہ ہوئے

"ماما"

ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک شرٹ جو شاید اُسکے لیے پسند کی گئی تھی مایا کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی

تو ایک جھٹکے نے مایا نے اُسے اپنے بازوں میں اُٹھا لیا اور چٹا چٹ اُسکی دونوں گال چوم ڈالے

نور پہلی بار کسی کو دیکھ رہی تھی جواباً اُسنے بھی اُسکے بال کھینچے جو ٹیل پونی میں مقیم تھے

"اچھا کھڑی ہونا میں ایک تصویر بناتی ہوں"

اسکو ہمکلام کرتے ہوئے بولی جیسے وہ جواب دے گی اور نور دونوں ہاتھوں سے تالیاں بجا رہی تھی

اِس سے پہلے کے مایا تصویر کلک کرتی کسی نے آکر اُسکے ہاتھ سے موبائل جھپٹا

"عبداللہ موبائل دیکھو"

بازل چہرے پر سخت تاثرات لیے بولا اور دور کھڑے منیجر کو بولا

"یہ کیا بدتمیزی ہے کوئی منائرز ہیں آپکو"

مایا غُصہ سے بولی

"تمھیں اندر کس نے آنے دیے اور کس کی اجازت سے تصویر بنانے اور اسے چھونے کی کوشش کی"

عبداللہ کے موبائل پکڑنے سے پہلے ہی زمین پر زور سے مار چکا تھا

"کیوں یہ مال تمہارے باپ کا ہے یہ اس معصوم بچی کے تم باپ ہو"

نقاہت سے کہا اُسکی پرسنالٹی پیسے کارتی برابر فرق نہیں پڑا تھا مایا کو

"مینیجر"

اونچی آواز میں چلایا باہر کھڑے گارڈز ایک مرتبہ متوجہ ہوئے

"یہ رہا میرا کارڈ۔۔۔جتنے پیسے تمہارے ملک کو چاہئیے اِس مال کے بدلے لے اور صبح میرے منیجر کے پاس اِس مال کے کاغذات ماجود ہوں ورنہ ایک حکم پر یہ صبح سیل کر دیا جائے گا ہمیشہ کے لیے۔۔۔اُمید ہے عقل مند انسان ہو گا"

اپنا کارڈ اُسکے پاؤں میں پھنکا جبکہ نور اپنا نچلا باہر نکالے رونے کی تیاریوں میں تھی کیوں کے پہلی بار غصّہ کی آواز سنی تھی وہ بھی بازل کی

"اب بتاؤ اور رہی بات نور کی تو اسکے بارے میں جاننے کا حق کسی کو نہیں دیتا"

نور کو جُھک کر اپنی باہوں میں اٹھایا جو مایا کی طرف دیکھ رہی تھی

"یہ خود جانا چاہیں تو ٹھیک ورنہ اُٹھا کر باہر پھینک دو"

اپنے گارڈز کو حکم دیتا چلا دوبارہ شاپنگ میں مصروف ہو گا جیسا کچھ ہوا ہی نہ ہو نور نے دو مرتبہ پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن اب وہ وہاں بھی تھی چلتی ہوئی باہر سڑک پر آ گئی اور بنا سوچے سمجھے چلتی گئی ذہن میں جیسا سب کچھ فریز ہو گیا ہو جن لوگوں کے سامنے اتنے مان سے گئی تھی اُنہیں کے سامنے وہ انسان زلیل کر کے رکھ گیا

چلتی ہوئی کسی سنسان راستے پر کسی منزل سے بٹکے ہوئے انسان کی طرح آ گئی تھی جتنی مرضی مضبوط تھی لیکن تھی تو ایک انسان ایک عورت جو اپنی تذلیل برداشت نہیں کر سکتی

دوپہر کو چلی تھی اور اب رات کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے پرندہ تھک ہار کر واپس اپنی پناہ گاہوں کی طرف روانہ تھے صبح سے نکلے مزدور اپنے کندھوں پر مجوسی لدے سڑکوں کے کناروں پر بیٹھے ابھی بھی کسی کی آس میں تھے

"میڈم جی"

کانوں میں وہی خالص پنجابی والا لفظ پڑا تو بے یقینی سے اپنی بائیں طرف آواز کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے نہایت ہی گندہ کپڑوں میں ملبوس محد کھڑا تھا

ایک مرتبہ آنکھوں جھکی لیکن منظر ہو بہو قائم تھا

"مایا جی آپ ہی ہیں۔۔۔۔یار پھر آپکو میری طرح مار کر نکال دیا کسی نے"

اب اُسکے بلکل سامنے آکر بولا آواز میں جوش تھا

"جنگلی جانور تم نے میرا جہاں بھی پیچھا نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔میں چاہیئے جہنم میں جاؤں تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے"

ایک تھپڑ پورے زور سے اُسکے منہ پر جڑا لیکن سامنے والے کی بتیسی ابھی بھی قائم و دائم تھی جیسے کوئی ریوارڈ ملا ہو

"اور کبھی کپڑے بھی کبھی دھو کر پہن لیا کرو اور اپنا منہ دیکھا ہے کبھی برش کر لیا کرو ایسی سمل آتی ہے جیسے مردار کھایا ہو"

اب سامنے والے کی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی اور ایک نظر اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا جبکہ مایا نے اردگرد دیکھا اس سنسان سی جگہ پر محد کی بے عزتی دیکھنے والا کوئی نہیں تھا لیکن پھر سکون ملا تھا

"آپ ہمارے علاقے میں کیا کر رہی ہیں"

لہجے میں جوش نہیں تھا ہاں ملال ضرور تھا

"کیوں تمہارے باپ کا علاقہ ہے یہ تمہارے باپ نے یہ سڑک خرید رکھی ہے"

اندر سے ڈر بھی تھا کہیں یہ بھی سڑک یہ علاقہ نہ خرید لے لیکن اُسکی شکل دیکھ کر یہ سوچنا گدھوں کی سوچ کے مترادف تھا

"نہیں جی اپن کے پاس تو اپنا گھر نہیں ہے"

چھوٹے سے بچے کی طرح کہا یہاں تک کے نچلے ہونٹ بھی تھوڑا سا باہر کو تھا

"غریب انسان"

کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی عزتِ نفس کو انتہا کا سکون ملا تھا انسان فطرت میں شامل ہے کے جب تک اپنے اندر کی بھڑاس اپنے سے چھوٹے پر نہ نکال لے اُسے سکون نصیب نہیں ہوتا

"فتر کے بچے آجا ذرا تیری تو صفائی کرتا ہوں پتہ نہیں کونسے کتوں والے صابن سے کپڑے دھوتے ہے میڈم اتنی باتیں سنا کر چلی گئی"

وہ بھی اپنی عزتافزائی کسی اور نکالنے کے چکر میں تھا

oooooooooooooooooooooooo

اُسکے گرد بازو حائل کیے اب پھر رونے میں مصروف تھی

"اگر شوہر ناراض ہو تو منایا جاتا ہے"

خود ہی بتانا پڑا کے وہ ناراض ہے لیکن دوسری طرف کوئی اثر نہیں ہوا اُسکی جدائی میں سہے گے دکھوں کا کرب کسی طرح تو نکالنا تھا

پھر خود ہی نرمی سے اُسکے گرد اپنے بازوں کا حصار بنایا اور ایک ہاتھ سے اُسکی کمر سہلائی

"طالش میں مرجاؤں گی"

اتنی دیر بعد ہچکیوں سے روتے ہوئے ایک جملہ ادا کیا تو طالش نے اُسے خود میں بھینچ لیا

"میں واپس چلا جاؤں گا اگر اب تمہاری آنکھ سے ایک بھی آنسو نکلا تو"

یہی دھمکی کارآمند لگی تو اُسکے کان کے پاس سرگوشی کی جس کے نتیجے میں عندلیب کی اپنی آنکھیں صاف کی اور اُسے دیکھنے کے لئے چہرے پر مسکراہٹ لائی

"آپ اب نہیں جائیں گے نہ"

اُسکا ہاتھ پکڑکر بچوں کی طرح سوال کیا

"نہیں میری جان نہیں جاؤں گا"

اُسکے ماتھے پرا پنے تشنہ لب رکھتے ہوئے کہا اُسے دوبارہ مجوس نہیں کرنا چاہتا تھا ورنہ وہاں کام میں تواتنا پھنسا تھا کے اگلے چار دن سے کھوجلنے کا ٹائم نہیں تھا اور صبح واپس جانا تھا اُسے اپنی باہوں میں اُٹھا کر بیڈ تک لے کر آیا کیوں کہ پاؤں سے کافی خون نکل رہا تھا

"کچھ کھالیا کرو ورنہ کسی دن کوے اُٹھا کر لے جائیں گے اپنے ساتھ اور میرا کیا بنے گا"

اُسکی صحت کا مذاق بناتے ہوئے کہا پردیب کو اچھا نہیں لگا جتنی وہ ڈائیٹ پسند تھی یہ بات بری ہی لگنی تھی

"مجھے لگتا ہے میں موٹی ہورہی ہوں"

معصومیت کے پہاڑ ٹورتے ہوئے کہا اور طالش جو اُسکے پاؤں پر پٹی کرنے میں مصروف تھا نظریں اُٹھا کر غُصہ سے دیکھا

"ہاں بہت۔۔۔۔۔ایک بات سن لو میری مجھے صحت منداور خوش مزاج سے بچے چاہیں یہ نہ ہو تمہارے جیسے روندا اور ہوا میں اُڈجانے والے ہوں"

اپنی بات مکمل کر کے اوپر کو دیکھا یہاں اُسکی پلکیں جھکی ہوئیں تھی اور ہاتھ لرز رہے تھے چہرے پر شرم وحیا کے رنگ اور ہاتھوں کی انگلیوں کو چٹخارنے میں مصروف تھی غلطی سے بھی نظریں نہیں اٹھائیں تھیں

ایک ہفتہ ابھی شادی کو ہوا تھا اور وہ کتنی دیٹھائی سے بچوں کی خصوصیات بیان کر رہا تھا کافی دیر اُسکے بدلتے رنگ دیکھنے کے بعد اُٹھ کر ہیٹر آن کیا اُسکے اُوپر بلکل بچوں کی طرح کمبل دیا جو جلدی سے اُس میں چھپنے کے لیے گھس گی دوسری طرف سے آکر اُسے اپنے حصار میں لیا

"کیسا بچوں ہونگے ہمارے؟؟؟"

شرارت سے اُسکے کان کے پاس سرگوشی کی جو دہکتی سانسوں کو محسوس کر کے اُسکے سینے میں منہ دے گئی

اُسکے گرد اپنا حصار تنگ کرتے ہوئے دونوں آنکھوں پر اپنے لمس چھوڑے جو اُسکے حصار میں آکر سارے درد تکلیفیں بھول گئی تھی کتنے شکوہ تھے سب کے سب خود با خود ختم ہو گے

رات کی سیاہی پھیلتی گئی اور فضا میں محبتوں کی سریلی سی رمک شامل ہوتی گئی

oooooooooooooooooooooooooooooo

"کتے بغیرت کدھر ہے تو باہر آ"

محد آتا ہے چلانے لگ گیا جبکہ پورا لڑکیوں کی طرح کمر پر دوپٹہ بندھے کھڑا نوفل سالن میں چمچ ہلا رہا تھا اُسکی آواز پر بھی نہ ہلا

"کیوں جان نکل رہی ہے تمہاری۔۔۔جو منہ میں آکر پانی ٹپکاوں"

ابھی روٹیاں بنانے والی پڑی تھیں اور محد صاحب کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے اسی بات کا غُصہ تھا

"لعنتی انسان کپڑوں کو کیسے دھوتا ہے تو"

کچن نما ڈبہ میں آکر ایک ہاتھ میں بلن لیتے ہوئے بولا

"ٹانگیں آسمان کی طرف جب کے منہ زمین کی طرف کر کے پھر زیادہ سواد آتا ہے"

کافی کھینچ کر جواب دیا اور بعد میں نوفل آگے تھا جبکہ محد پیچھے

"بھائی معاف کر دے میرا سالن جل جانا"

ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی تو محد کو ترس آگیا

"چل ٹھیک ہے پر اب میرے کپڑے تو تبت صابن سے دھویا کر اُسکی خوشبو مست ہے"

خوشبو کو خیالوں کی دُنیا میں محسوس کرتا ہوا بولا

"بھائی تبت تیس کا آتا ۔ ۔ اور پہلے کپڑے میں کالے برتنوں والے صابن سے دھوتا ہوں"

ایک اچھی بیوی کی طرح خرچے کا حساب سامنے رکھا

"یہ بات تو سوچنے والی ہے"

سوچنے کے انداز میں وہی بیٹھ گیا جیسے کوئی سستا بازار ابھی کھولنا ہو

oooooooooooooooooooooooooooooo

"سر ہمارا اندازہ صحیح ثابت ہوا ہے مغلز پروڈکٹس کہ سارے کارناموں کا ایک ایک ثبوت کیپٹن مایا شیخ کے پاس ماجود ہے"

گاڑی اپنی نارمل سپیڈ کے ساتھ کراچی کی مصروف شاہراہ پر اپنی منزل کی طرف گامزن تھی اگلی سیٹ پر ڈرائیور اور منیجر جبکہ پیچھے بازل شاہ اپنے موبائل کے ساتھ مصروف بیٹھا وقتاً فوقتاً باہر دوڑتی ہوئی عمارتوں کو ایک نظر دیکھ لیتا اُسکے حکم کے مطابق عبداللہ اُسے آج کی کاروائی اور اُنکے حاصل کیے ہوئے ہدف کا قصیدہ سنا رہا

"اُس لڑکی کا پتہ معلوم کرو آج ایک ڈیل کرتے ہیں"

مختصر سا جواب دے کر دوبارہ موبائل میں آئی فائلز کو دیکھنے لگ گیا چہرہ پر تاثرات ابھی بھی سپاٹ تھے

"سر وہ لڑکی تھوڑی دماغ کی خراب ہے۔۔۔۔۔۔ڈیل نہیں کرے گی"

اپنی طرف سے ایک مخلص مشورہ سے نواز کر ایک تخسیں وصول کرنے والی نظر اُسکی طرف ڈالی جس کے چہرے پر اب سخت تاثرات تھے لیکن زبان سے کچھ نہیں کہا

"اوکے سر بس ہم جا رہے ہیں"

جلدی سے جواب دے کر اگلی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا کبھی بھول جاتا تھا کہ بازل اپنی بات میں کسی کی ٹانگ برداشت نہیں کرتا

oooooooooo

"یہ کیا بات ہوئی طالش جب کام مکمل نہیں ہوا تھا تو کیوں آ گیا تم کوئی تمہاری عام شادی نہیں ہوئی جو بیوی کی یاد ستانے لگی تمھیں اور دو دن گزارا نہیں ہوا۔۔۔۔تم سے چار سال بڑی ہے اور مجھے نہیں لگتا کے عمروں کے فرق اتنی جلدی ختم ہو جاتے ہے"

ناشتے کے ٹیبل پر سب ماجود تھے اور رخسار کا بس نہیں چل رہا تھا وقت کا پہیہ واپس موڑ دیتیں اور عندلیب کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی طالش کو کہیں غائب کر دیتی

مرون رنگ کی لونگ فراک کے ساتھ ہلکے گلابی رنگ کا دوپٹہ جو سر پر لے رکھا تھا اور مرون رنگ کی مہمل کی گرم چادر جو کندھوں پر ڈال رکھی چہرے پے آتیں بالوں کی بھیگی ہوئیں لٹیں، آنکھوں میں چمک اور اُسکے بیٹھنے کا انداز جو بلکل طالش میں گھس کر بیٹھی تھی جیسے خود کو رخسار سے محفوظ کرنے کی ادنی سی کوشش

اُسے دیکھ کر جو آگ رخسار کے تن بطن میں لگی تھی وہ نظروں سی ہی اسکو بسہم کرنے کا ارادہ رکھتی تھی

"امی بس ایک کام تھا اسلئے آیا تھا آج چلا جاؤں گا"

عام سے انداز میں بات کہہ کر چھوٹا سا نوالہ بنا کر دیب کے منہ کی طرف کیا جو پہلے ہی اُسکی جانے کی بات پر بے یقینی سے دیکھ رہی تھی یہ عمل خاص کر رخسار کو دیکھانے کے لیے کیا تھا

منہ کھول کر نظریں جُھکا لی منہ میں نوالے رکھتے ہی اُسکے طلسمی اُنگلیاں عندلیب کے نازک سے ہونٹوں سے ٹکرائیں تو دونوں طرف دھڑکنیں منتشر ہوئی

دلل تو اپنا منہ پلیٹ میں دیے اپنی طرف سے فل اگنور کر رہا تھا جبکہ دھیان سارا کا اُسی طرف تھا

"کوئی شرم باقی ہے تم میں تالش جوان بھائی کے سامنے یہ حرکتیں کرتے ہوئے
۔۔۔اپنے کمرے میں جو مرضی کرو یہاں بے حیائی مت پھیلاؤ"
رخسار کا ضبط جواب دیا تو اپنی جگہ سے اُچھل کر کھڑی ہوئی دمل کی تو مسکراہٹ چھپنے کا نام
ہی نہیں لے رہی تھی
"ویسے امی آپی ملیحہ جب آتیں تو ہم دونوں اُسکے نہ محرم ہیں پھر بھی باقاعدہ گلے ملتی ہے
اسکی شرم وحیا پر تھوڑی سی روشنی ڈال دیں تاکہ ہم مفید ہوسکیں"
دامل نے اپنے دل کی بات کو لفظوں کی رنائت سے نوازہ تو رخسار نے ایک زبرست
گھوری سے نوازہ اور پیر پٹخ کر چلی گئیں تو تالش نے داد دینے والی نظر دمل پر ڈالی جو پہلے ہی
اپنے کالر جھڑک کر کھڑا ہوا اور ہولے سے نکل گیا
پیچھے ایک فلک شفاک قہقہہ فضا میں گھونجا
oooooooooooooooo
کراچی کی شاہراہوں پر معمول کے مطابق ٹریفک تھی ڈھلتا سورج اپنے ساتھ تمام روشنیاں
سمیٹے غروب ہونے کو تھا پرندوں کی چہچاہٹ سُورج کے ساتھ معدوم ہورہی تھی
جب کراچی کے ایک مشہور سوسائٹی کے فلیٹ میں کمپیوٹر کے آگے بیٹھی مایا اتنی سردی
میں بھی ماتھے اور آنے والے ننھے ننھے سے پسینے کے قطروں کو صاف کررہی تھی اور

وقت کے ساتھ اُسکی دھڑکنے تھمنے کو تھیں اُسکے بلکل پیچھے کھڑی نوین دل ہی دل میں اُسکی کامیابی کی دعا مانگ رہی تھی کمپیوٹر کی سکرین پر بنی لال پٹی پر 90 فیصد تھیں جو کافی دیر سے وہیں اٹکی ہوئی تھی

یکدم وہاں

"yourdatarecovesuccessfully"

اُبرا تو دونوں خوشی سے اُچھل پڑیں

"مجھے یقین تھا میرا اللہ میری محنت ضائع نہیں کرے گا"

پُرعزم سی بولی آواز روندی ہوئی تھی اور سانسیں پھول رہیں تھیں

ابھی اسی خوشی میں تھیں جب دیوار پر لگے وائس سیکیورٹی الارم میں خطرے کی گنٹھی بجی

یہ فلیٹ اکثر فورس اپنے استعمال میں لاتی تھی اور سیکیورٹی کے فول پروف انتظامات تھے اگر اُسکی میموری میں ڈالی گیں تصویروں کے علاوہ وہاں پر آنے کی کوشش کرتے تو تین فلیٹ دور ہی الارم بجنا شروع ہوجاتا تھا

"کون ہے نوین دیکھو تو"

نوین نے حکم مناتے ہی گلاس کے دروازہ سے پردہ ہٹاے تو نظریں پھرنے سے انکاری ہوگئی

سامنے شانِ بے نیازی سے چلتا شخص دیکھ کر آنکھیں ساخت ہوگئیں
ہلکے براؤن رنگ کا تری پیس سوٹ آنکھوں پر گولگزبال ماتھے پر بکھرے ہوئے چال منفرد سی تھی البتہ گردن ضرورا کڑار کھی تھی جیسے سریا گاڑرکھا ہوایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں جبکہ دوسرے میں موبائل پکڑرکھا تھا ساتھ کوئی منیجر یہ گارڈ نہیں تھا ہاں اُسکے چلنے کے انداز سے پتہ چل رہا تھا کے وہ خود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر رہا ہے
"نوین کون ہے"
پیچھے جنجلائی ہوئی آواز آئی تو نوین ہوش کی دُنیا میں واپس آئی
"وہی شہزادِ حُسن۔۔۔۔۔ہزاروں دلوں کی دھڑکن"
ٹرانس کی حالت میں بول رہی تھی جبکہ نظریں ابھی بھی جمی ہوئیں تھیں
"یہ بتا دو ہولی وڈ سے یہ والی وڈ سے"
"اُنہو۔۔۔۔۔۔بازل شاہ لولی وڈ سے"
اُسکی بات سن کر جھٹکے سے کھڑی ہوئی آنکھوں میں بے یقینی چہرے پر حیرت کا پہرہ تھا نوین نے اُسکی اجازت کے بغیر ہی دروازہ کھول دیا جبکہ بازل نے ایک نظر سامنے حیرت کا مجسمہ بنی مایا پر ڈالی اور خود ہی جا کر ٹھری سیٹر صوفے پر براجمان ہوگیا

"فرمائیں آج کیا میرا فلیٹ خرید کر آئیں ہیں جو ڈھیٹوں کی طرح منہ اُٹھا کر بغیر پوچھے صوفے پر بیٹھ گئے"

طنے تیشتر کے تیر بگو بگو کر مارے لیکن اگلے بندہ کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"ضرور خریدتا مگر یہ حکومت کی ملکیت ہے اور جو حکومت کی وہ آپکی اور میری مشترکہ" گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے گویا

نوین ابھی تک صدمے کی حالت میں کھڑی بنے پلک جھپکے اُسے دیکھ رہی تھی جبکہ مایا اُسے سے اجتناب برت رہی تھی

"آنے کی وجہ بتائیں ورنہ دروازہ وہ رہا"

وہاں سے چلتی دروازہ تک آئی اور اسکو کھول دیا جانے کا اشارہ جس پر وہ مبہم سا مسکرایا یوں لگ رہا تھا جیسے تتلیاں اُسکے مسکرانے پر رقص کر رہیں ہوں چاند اُسکی مسکراہٹ پر بادلوں میں چُپ گیا ہو

"ڈیل کرنے آیا ہوں ڈیٹا آپکا استعمال ہوگا کام میرے ادمی کریں گے"

بنا کسی لگی لپٹی کے سیدھا مدھے پر آیا تو مایا کو جھٹکا لگا جس بات کا ابھی اُسے خود کنفرم نہیں تھا وہ انسان اُس کا سودا کرنے آگیا تھا سب سے بڑی بات اتنے سکیور سسٹم سے اُس سے پہلے کون ہیک کر سکتا تھا

"مجھے کوئی ڈیل نہیں کرنی"

حیرت سے گنگ انداز میں بولی حالانکہ پوری کوشش کر رہی تھی اپنے تاثرات کو چھپا سکے لیکن ناممکن

"آج سے چھ پہلے کوئی تھا۔۔۔۔۔۔جس کی جان آج بھی تمھیں خود سے زیادہ پیاری ہے اور دوسرا محمد جس کو مجھے نہیں لگتا تم کھونا چاہو گی" انداز بہت ہی دوستانہ جیسے اُس سے زیادہ شیریں مزاج کوئی اور پیدا ہی نہیں ہوا تھا

جو بات آج تک خود سے بھی چھپا کر رکھی تھی وہ اُسے بھی جانتا تھا دل کر رہا تھا ہاتھ میں گن ہو اُس خبیث انسان کو وہیں مار دے

"تمہاری نوکری مجھے نہیں لگتا بغیر کسی گناہ سے کسی کو مارنے کی اجازت دیتی ہے اسلئے تمہارے پاس بس پانچ منٹ ہیں سوچ لو"

ٹانگ گھٹنے سے اٹھا کر نیچے کی اور دوبارہ اُسکی طرف دیکھا جو مضبوط تاثرات دینے کی ناکام کوشش کر رہی تھی

"تمہاری بھی تو ایک بیٹی ہے اُسکے بارے میں کیا خیال ہے"

پُرسکون حالت میں ذرا آگے ہو کر بولی

دوسری طرف آنکھوں میں تھوڑی سی سُرخی در آئی چہرے کے تاثرات تن گے اور مٹھیں بھینچ لیں

"بات وہ کرو جس کے بعد تمھیں پچھتاوا نہیں ہو"

اب اپنی جگہ سے کھڑا ہوا لفظوں کو چبا چبا کر ادا کیا آنکھوں میں ابھی بھی لال ڈورے واضح تھے

"یہی مشورہ تمہارے لیے ہے"

اب مسکرانے کی باری مایا کی تھی

بازل کو اپنے اندازہ پر افسوس ہوا اُس کی سوچ سے زیادہ ٹیری لڑکی تھی

"مجھے آپکی ڈیل منظور نہیں جس لگا کے تمہارے جیسے کمزور کندھے کی ضرورت پیش آئے گی اُسی دن یہ وردی سرکار کو واپس کر دوں گی"

سامنے ہنگ کی ہوئی وردی کی طرف اشارہ کیا تو رُخ موڑ کر کھڑا ہو گیا

"بازل شاہ کبھی ضرور یاد آئے گا تمھیں یہ نام یہ اُس وقت کے لیے"

اپنا کارڈ صوفے پر پھینک کر چلا گیا پیچھے خاموشی کی طوفان سے پہلے والی شاید

oooooooooooooooooo

"مہر میری طرف تو دیکھو"

دونوں جنوری کی شدید سردی میں دروازہ سے تھوڑا دور بیٹھے تھے دمل نے اپنی جیکٹ اُتار کر اُس پر ڈال رکھی تھی لیکن پھر بھی وہ کمزور جان سردی کی وجہ سے کانپ رہی تھی اور ایک قدم کے فاصلے سے دمل سے دور بیٹھی تھی چاندی رات میں دونوں کے عکس دیوار پر پڑھ رہے تھے دور سے گیدڑوں کی آوازیں پُر سور ماحول میں داشت پھیلا رہی تھی

"دامل اب میں جاؤں"

ہمت جمع کر کے کہا اور نظریں اُٹھا کر اُسکی طرف دیکھا چہرے چاند کی چاندنی میں دھک رہا تھا چادر میں سے بس اُسکی آنکھیں اور تھوڑے سے گال نظر آرہے تھے

"یہ تمہارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے"

چادر ٹھیک کرتی مہر کا ہاتھ دامل کی نظروں سے نہ بچ سکا

"دامل کچھ بھی تو نہیں"

جلدی سے ہاتھ چادر کے نیچے کرنے لگی تو دامل نے پھرتی سے اُسکا ہاتھ پکڑلیا جس پر کافی گہرا زخم تھا

"آنٹی نے مارا ہے۔۔۔۔۔۔وجہ نہیں پوچھوں گا بس بہت جلد جہاں سے لے جاؤں گا"

عجیب سی بے چینی اُسکے انداز میں تھی اُسے پتہ تھا اگر مہر سے پوچھے گا وہ کوئی اپنی ہی غلطی بتا کر بات پر پردہ ڈال دیتی

جس دن دمل کا رشتا آیا تھا وہ روز بہانے بہانے سے مہر کو اذیت دیتی تھیں کہاں برداشت ہو رہا تھا اُسے کے وہ ایک یقیم لڑکی اور ساتھ میں اتنی بد صورت کو اتنا اچھا لڑکا مل رہا تھا اتنا امیر اتنا تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا

بس اپنی بھڑاس کسی نہ کسی طرح اُس معصوم کو دُکھ دے کر سکون حاصل کر لیتی تھی

مہر جلدی سے کھڑی ہوئی تو دامل نے اُسکا ہاتھ اپنے لبوں کو لگایا تو مہر چھینپ کر اندر کی طرف بھاگ گی جبکہ دامل اُسکی معصوم سی حرکت پر مسکرا بھی نہ سکا پتہ تھا وہ لڑکی ہے تکلیف ہنس کر سہہ جانے والوں میں سے اور زبان پر کبھی کسی کے خلاف ایک لفظ نہیں لائے گئی

oooooooooooooooooooooooooo

بیڈ کے کنارے پر بیٹھی بلکل بچوں کی طرح آنکھوں میں ہاتھ دیے رو رہی تھی

عورت کی ناراضگیاں ۔ ۔ روٹھنے ماننے کا تعلق صرف اُسکے پسندیدہ مرد کے لیے ہی ہوتا جس سے جوڑا مان کا رشتا اور دلی محبت سب کچھ اپنے محرم شخص سے ہی منسوخ ہوتا ہے اور

عندلیب کے ساتھ بھی یہی تھا وہ چاہتی تھی اُسکے مان نخرے اُٹھائے جائیں اُسکا شوہر اُسے سر آنکھوں پر بیٹھیے

جبکہ طالش اپنی فائلز کو ایک بیگ میں ڈال رہا تھا ساتھ ساتھ ایک نظر روتی ہوئی اپنی معصوم سی بیوی کو دیکھ رہا تھا جو آج بھی اُسکا جانا مُشکل کر رہی تھی

"دیب جلدی آجاؤں گا اور اگر لیٹ ہوگیا تو کل پرسوں کو آجاؤں گا ملنے کے لیے اِس طرح تو مت کرو"

اب بیگ رکھ کر اُسکے برابر آکر بیٹھ چُکا تھا اور ایک ہاتھ سے اپنے ساتھ لگا کر تسلی دی

"طالش آپ اتنی دیر بعد تو ملیں ہیں آپ مجھے اب بھی دور چلے جاتے ہیں"

اُسکے سینے سے سر اٹھائے شکوہ کرنے میں مصروف تھی

"ایک بات بتاؤں"

اُسکے بالوں پر لب رکھتے ہوئے بولا

جبکہ اُسنے بس سے ملنے پر ہی اتکفادہ کیا

"تم بھی مجھے اچھی لگتی تھی مجھے لگتا تھا تم پر بس میرا حق ہے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ تم نے کبھی اظہار نہیں کو اور مجھے کبھی موقع نہیں ملا"

عندلیب نے بے یقینی سے سے اُٹھا کر دیکھا تو آنکھوں میں ایک خوشی کی لہر تھی اپنا آپ ساری دنیا سے معتبر لگ رہا تھا

"بھائی آجائیں باقی رومانس پھر کبھی"

باہر سے چہکتی ہوئی آواز تو طالش کو اُسکی بے وقت انٹری پر غُصہ آیا لیکن کلاک کی طرف دیکھتا ہوئے جھٹکے سے اُٹھا

"دیب میں بہت لیٹ ہوگیا ہوں اب تم اپنا بہت سارا خیال رکھنا کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے سوتے وقت مجھے یاد کرلینا اور کوئی بھی ٹینشن ہوامی کو نہیں دآمل کو بتا دینا"

نصیحتیں کرتے ہوئے اُسکی کشدہ پیشانی اور ہونٹ رکھے اور ساتھ ہی اپنے سینے میں بھینچ لیا

"آپ بھی مجھے یاد کرلینا"

معصومیت سے بولی تو طالش کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی چہرے کا ڈمپل واضح ہوا تو عندلیب نے جھجکتے ہوئے اُسکے ڈمپل پر انگوٹھا پھیرا اور چھینپ کر اُسکے سینے میں منہ دے دیا

"تم کبھی بھولی ہی نہیں"

اُسے خود سے الگ کیا آج اُسے مسکراتا ہُوا چھوڑ کر جا رہا تھا تو دل عجیب سی خوشی سے سرشار تھا

oooooooooooooooooo

لڑکی میری بات کان کھول کر سن لو اگر تم طالش کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہو چکی ہو تو یہ مت سمجھو کے مجھے معلوم نہیں پڑا۔۔۔ یہ تمھیں کوئی معافی مل سکتی ہے"

کچن میں کام کرتی عندلیب کے بال رُخسار کی مٹھی میں تھے

"وہ میرے شوہر ہیں کوئی گناہ نہیں کیا میں"

یہ سب طالش کی دی ہوئی محبت اور مان کا نتیجہ تھا جو اُسے بولنے پر مجبور کر گیا تھا

"ہاں تیری اتنی ضرت کے مجھے بتایا۔۔۔ اپنی زبان کو لگام دو لڑکی یہ نہ ہو کبھی بولنے کے قابل ہے نہ رہو"

بال چھوڑ کر اُسکا جبڑا دبوچا

"ایک بات اور جو کچھ ہو گیا اُس پر معاف کر رہی ہوں لیکن اگر تمہاری کھوک میں بچے کا وجود آیا نا تو اُسکے ساتھ تمھیں بھی موت کے منہ میں ڈال دونگی"

باتوں میں نفرت اور حقارت صاف واضح تھی

"یہ بات آپ اپنے بیٹے سے کریں میرے بس میں کچھ نہیں ہے"

عندلیب نے سہولت سے انکار کردیا کون عورت چاہتی ہے کے اُسکے بدن میں کوئی وجود
پروان نہ چڑھے اپنی اولاد کے لیے تو چڑیا بھی سانپ کا مقابلہ کرلیتی ہے
باہر سے آتی گاڑی کی آواز پر رخسار جلدی سے باہر چلی گی جب کے عندلیب نے شکر کا کلمہ
پڑا

"ابے باہر کوئی میڈم کار میں آئی ہے اپنے محلے میں"
دوسری منزل پر گھر ہونے کی وجہ سے باہر کو لگی ہوئی ونڈو میں نوفل نیچے کو جنکا تا ہُوا بولا
"دیکھ چل کیسے رہی ہے؟"
اپنے شک کو غلط ثابت کرنے کے لیے جھاڑو لگاتا ہوا بولا ایک آف وائٹ رنگ کی شلوار
جس کا رنگ بلکل پیلا ہوچکا تھا پانچھے سے سلایں کھولی ہوئیں تھیں جبکہ چوڑا سینا بغیر کسی
کپڑے سے تھا بال ابھی بھی ایوب کھوسہ کے بالوں کو شکست دے رہے تھے اور منہ
ایسے جیسے صدیوں سے دھونا نصیب ہی نہ ہوا ہو ہاتھ میں پکڑا ہُوا جھاڑو اپنی بد قسمتی پر بے
آواز تصبے بہہ رہا تھا کیوں کہ بچارا آدھا فرش اور آدھا اُسکے ہاتھ میں تھا
"اکڑ کر چل رہی ہے سیدھی لکیر کو دیکھ کر"
وہیں نظریں جمائے ہوئے بولا جبکہ محد جھاڑو پھینک کر چھومنتر ہُوا

"فتر تم کہنا میں گھر پر نہیں ہوں"

کمرے کا دروازہ بند کرتا ہُوا بولا تو نوفل نے ونڈو کا پلو چھوڑ اُسکی طرف کو آیا جب دروازہ بجا

"ج۔۔۔۔۔۔ جی کون ہیں آپ"

ایک دستک دینے کے بعد اندر آگئی جبکہ بچارا نوفل تو صدمے سے مرنے والا تھا

"پپو کو بلاؤ کس کمرے میں چھپا ہے"

ایک نظر نیچے گرے ہوئے جھاڑو کو دیکھا جبکہ دوسری نظر کمرہ کا دروازہ دیکھ جس کی کنڈی ابھی بھی ہل رہی تھی سارا گھر اعلیٰ صفائی کا منظر پیش کر رہا تھا ایک طرف گندے برتن جبکہ دوسری طرف کپڑے جو کسی طرف سے بھی دھوئے ہوئے معلوم نہیں ہو رہے تھے ہاں البتہ تھوڑی دور تبت صابن کا ریپر نیچے پڑا تھا

"میڈم وہ گھر پر نہیں ہے"

اسکو کمرے کی طرف جاتا دیکھ کر نوفل جلدی سے بولا جس کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا جا کر دروازہ کھول دیا سامنے محد شرٹ لیس کھڑا دیکھ کر جلدی سے آنکھوں پر ہاتھ رکھنے پر مجبور ہو گئی عجیب سی اُلجھن ہوئی تھی اُسکی باڈی کو دیکھ کر ہاں سیکس پیک اور چھوڑا سینا اُسے آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر گیا تھا

محد نے پاس پڑے بڑی سی چادر اپنے گرد لپیٹ لی بالوں کو جلدی سے ہاتھ سے ٹھیک کرنے کی کوشش کی اُسکے ہاتھ پاؤں لڑکیوں کی طرح کانپ رہے تھے

"تم کوئی کام کیوں نہیں کرتے"

جس دن سے بازل گیا تھا محد کا سوچ سوچ کر عجیب سی ٹینشن ہو رہی تھی اسلیے بغیر سوچے سمجھے وہاں اگی لیکن اب کوئی بہانہ ذہن میں نہیں آ رہا تھا

"نہیں جی ابھی جھاڑو لگا رہا تھا آج سالن بھی اسی نے مانگ کر لانا ہے اور کپڑے بھی بھائی نے ہے دھوئے ہیں"

پیچھے سے نوفل نے بہت ہی تیز رفتاری سے اُسکا کام نامہ سُنایا کہیں دیر ہونے پر اُسکے جگری دوست کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے

جبکہ مایا کے ذہن میں ایک مرتبہ باہر پھیلائے ہوئے کپڑے آئے جو کسی نکمی عورت سے بھی چار ہاتھ آگے معلوم ہو رہے تھے

جبکہ شرم کے مارے محد کی آنکھیں زمین پر گڑی ہوئیں تھیں

"میرے ساتھ کام کرو۔۔۔۔ تمہاری تنخواہ میں دونگی اور رہنا میرے ساتھ پڑے گا ہر ٹائم"

محد کی انکھوں میں ایک خوشی کی لہر آئی دو منٹ کے لیے اپنی قسمت اور یقین نہیں ہوا

"جی کروں گا"

ایک قدم آگے ہو کر بولا خوشی نہ قابلِ برداشت تھی

"لوگوں کو جان سے مارنا پڑتا ہے اپنی جان داؤ پر لگانی پڑتی ہے کر سکتے ہو؟؟؟"

اُس کی آنکھوں میں ناچتی خوشی دیکھ کر ڈرانے کی کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی

"آپ کے لیے تو سات بار مرنا قبول ہے مجھے"

جذبات میں آکر زبان پھسل گئی تو خود ہی شرمسار سا ہو کر ایک قدم پیچھے ہوا کیا پتہ سامنے سے تھپڑوں کی برسات ہو جائے

"ٹھیک ہے جلدی آؤ میں انتظار کر رہی ہوں"

ایک خوف تھا کہیں اس معصوم اور سچے دل کے انسان کو بازل جیسا وحشی انسان اُس سے چھین نے لے اُسے محد کے دلِ جذبات اور کوئی اور معاملہ نہیں تھا بس یہ تھا کہ معصوم اور غریب انسان اپنی زندگی سے نہ جاتا رہے اور وہ پھر بغیر کسی مخلص انسان کے دُنیا میں رہ جائے

oooooooooooooooooo

"عبداللہ آج شام کو مرینا کلب میں بہت بڑی پارٹی ہونے والی ہے اور مایا بھی وہیں ہو گئی کیوں کے آج وہ مغل خان کو ختم کرنے کا اردہ رہتی ہے لیکن تمھیں اُسے اُسی کلب سے اغواء کرنا ہے کسی بھی قیمت پر"

ایک وسیع لان میں بیٹھے بازل شاہ نے کافی کا کپ رکھتے ہوئے کہا

"سر ہمیں کیا فائدہ ہو گا"

عبداللہ ہاتھ بندھ کر کھڑا بہت ہی دوستانہ روئیے سے بولا

"وہ لڑکی اب مجھے برباد کرے گی اُس سے پہلے اُسکے پاؤں میں بیڑیاں ڈالنی ضروری ہے"

خلافِ توقع اُسنے جواب دیا جبکہ عبداللہ کی نظریں اسکی ویسٹ پر بنے ہوئے ٹیٹو پر تھیں جس پر وہ بھی بہت ریسرچ کر چُکا تھا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا

"بابا"

پیچھے سے آتی مخصوص آواز پر بازل پیچھے کو ہوا تو آنکھیں ایک بار چمک اٹھیں اُسکی قل کائنات چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اُسکی طرف آ رہی تھی سبز رنگ کی کامدار فراک جس کے اوپر لیدر کی جیکٹ سردی سے بچاو کے لئے پہنا رکھی تھی ایک ہاتھ میں فیڈر جبکہ دوسرے میں نیپکن پکڑا ہوا تھا واضح تھا کے وہ اُسکی گود میں دودھ پینے کے لیے آئی ہے

"بابا کا شیر بیٹا"

اپنی جگہ سے اٹھ کر اُسے اپنی باہوں میں اٹھایا دونوں گالوں کو پیار سے چوما جبکہ عبداللہ وہاں سے چلا گیا تھا

اُسے اپنی گود میں لیٹا کر فیڈر منہ میں ڈالا جو کے ایک ہاتھ سے اُسکے داڑھی کے چھوٹے چھوٹے بالوں کو کھینچنے کی کوشش کر رہی تھی جس پر بازل کے چہرے پر خوشی نمایا تھیں پہلی بار ہوا تھا کے وہ نور کے ساتھ اتنا وقت گزار رہا تھا ورنہ ایسا کبھی ممکن بھی ہوا تھا دوسرے ممالک میں رشوت بہت کم چلتی ہے اور اگر جائے تو بھی وہاں کے بہت شاطر ہوتے ہیں جو کسی اور ذریعے سے پھسا دیتے اور پاکستان میں چاہے چار سو بندہ مار کر پولیس کا منہ بند کر دو توسات پستوں تک خبر لیک نہیں ہوتی اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بازل نور کو اپنے ساتھ ہی رکھ رہا تھا

oooooooooooooooooooooooo

"آج جس گھر میں بازل شاہ رہتا ہے اُسکے تمام سیکورٹی لاکذ اور الارم ڈسکینا یکٹد کرنے ہیں تاکہ اُس کے پاس پڑی ساری فائلز اُسکے کمپیوٹر سے لی جا سکیں"

منان مغل اپنی چیئر پر جھولتا ہوا بولا

"سر کراچی کی آدھی رینجز اُسکے گھر کا محاصرہ کیے رکھتی ہے یہ مشکل کام ہے"

اُسکا منیجر سامنے کمپیوٹر سکرین پر چلتی ویڈیو دیکھ کر بولا

"آج وہ پارٹی پر انوائیٹ ہوگا مرینا کلب میں اور زیادہ سیکیورٹی اُسکے ساتھ وہاں ائے گئی اور ہمارا کام آسان ہوجائے گا"

ٹیبل پر پڑا پیپر ویٹ اُٹھا کر بولا

"گھر میں شاید اُسکی بیوی ہو اُسے اگر ختم کرنا پڑے تو کے دینا"

انکھوں میں ایک شرارت تھی یہ کوئی جیت کا نشا

"نہیں دو سال پہلے قتل ہوگیا تھا اُنکا سر"

مینیجر نے اپنی طرف سے بہت بڑی خبر سے آگاہ کیا

"اوہ ہو پھر تو افسوس بنتا ہے چلو ہر چیز کا اکٹھا افسوس ہوگا"

چہرے پر شیطانی مسکراہٹ ہو بہو قائم تھی

oooooooooooooooooo

"سر ایک لڑکی ضد کر رہی ہے آپ سے ملنے کی"

ابھی نور اُسکی گود میں ہی ماجود تھی اور اب غنودگی میں جا رہی تھی فیڈر اب بازل کے ہاتھ میں تھا

"کون ہے؟؟"

پہلی بار یہ ہو رہا تھا کے کوئی اسکو اکسیس کر رہا تھا اسلیے تھوڑا متاثر بھی تھا

"سر نوین ہے کیپٹن مایا کی اسسٹنٹ"

عبداللہ نے اُسکا کارڈ سامنے کرتے ہوئے کہا

"ڈرائنگ روم میں بیٹھیں آتا ہوں"

سوتی ہوئی نور کو اُٹھا کر اندر کی طرف بڑھتے ہوئے عبداللہ کو حیران کر گیا

تھوڑی دیر میں بازل کمرے میں آیا تو نوین بیٹھی چائے اور دوسرے لوازمات سے دو دو ہاتھ کرنے میں مصروف تھی جبکہ عبداللہ بچارا حیران کھڑا اُس لڑکی کی ہمت کو دیکھ رہا تھا

"سر میں آپکی بہت بڑی فین ہوں اُس دن آپ اپنا کارڈ چھوڑ کر آئے تھے تو میں آپکو ڈھونڈ لیا۔۔آپ بہت ہی سمارٹ ہینڈسم اور ہاٹ ہیں۔۔۔بس اپنے آٹوگراف کی جگہ میرے ہاتھ پر تھوڑی سی کس کر دیں"

بنا شرمایا کسی رکھ رکھاؤ کے سیدھی بات منہ پر ماری حیرت کی زیاتی سے دونوں کے منہ کھولے ہی رہ گئے

وہ تو مایا کی وجہ سے مل رہا تھا کہ شاید وہ ڈیل کے لیے راضی ہو جائے اور یہاں تو معاملہ ہی اُلٹ تھا اتنا ہٹ ہونے کے باوجود بھی کبھی کسی مغربی لڑکی نے بھی اُسے ایسے القابات نے نہیں نوازہ تھا اور یہ مشرقی لڑکی۔۔۔۔۔

"عبداللہ اسے ڈیل کرو میرے پاس اتنا فضول ٹائم نہیں ہے"

رعب سے کہتا چلا گیا جب عبداللہ نے اپنا ہاتھ آگے کیا

"کیا ہے"

اُسکے لہجے کنگ کھڑی تھی عبداللہ کی حرکت پر تین قدم پیچھے ہوئی

"سر کہہ کر گے ہیں کس کردوں"

وہ تین قدم آگے ہُوا تو نوین اپنا بیگ اٹھا کر نو دو گیارہ ہوئی

پیچھے عبداللہ کا قہقہہ پورے ڈرائنگ روم میں گونجا

oooooooooooooooo

کراچی روشنیوں کا شہر یہاں رات کا دوسرا پہر اپنی آب و تاب کے ساتھ سارے جہاں کی رعنایاں سمیٹے ہوئے تھا

مشہور زمانہ کلب جس میں لوگ اپنی پریشانیاں بھولنے کے لیے گناہ کا راستہ اختیار کرتے ہیں روشنیوں سے بھری ہوئی سڑک پر ایک لینڈ کروزر آکر رکی جس کے آتے ہی سویل وردی میں ملبوس گارڈز ایکٹو ہوئے

سفید رنگ کی شلوار قمیض میں بازل شاہ کسی شہزادہ سے کم نہیں لگ رہا تھا ابھی اُسکے استقبال کے لیے اُسکے مخالفین باہر ہی آئے تھے جب عبداللہ کا نمبر اُسکی موبائل سکرین پر چمکا

"سر نور میڈم کی طبیعت خراب ہوگئی ہے جلدی آئیں"

بجلی کی تیزی سے بھاگا انکھوں میں سُرخی ایک سیکنڈ میں در آئی زن سے گاڑی بھاگا کر لے گیا وہاں کھڑے تمام نقوش ایک مرتبہ حیران ہوئے اُنکا بنایا ہوا پلان ایک سیکنڈ میں ختم ہوگیا تھا

"قسمت کب تک ساتھ دے گی تمہارا بازل شاہ"

مجوسی سے کہا اور دوبارہ پھر اندر کی طرف چلا گیا

oooooooooooooooo

کلب کے ڈرنک کاؤنٹر پر کھڑے دونوں نقوش وہاں کی رعنائیوں کو دیکھ کر حیران تھے جب سے مایا اُسے لے کر آئی تھی پورے تین گھنٹے لگا کر ایک چور دروازہ سے اندر داخل ہوئے تھے اور وہاں ہاف ڈریس زیب تن کیے ہوئے لڑکیاں اپنی مدھوش کر دینے والی اداؤں سے دیکھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔ محد نے تو تب سے

آنکھیں نہیں اٹھائیں تھیں جبکہ مایا دو تین بار اُسکی حرکتیں نوٹ کر رہی تھی ساتھ ہی اپنے چہرے کے تاثرات بدل رہی تھی

"مسٹر فی جی ادھر کا کام بہت خراب ہے اپن واپس گھر جا رہا ہے"

کلب میں ایلیٹ کلاس کے نیک اور شریف لوگوں کی اصلیت دیکھ کر اُسنے آنکھیں بند کر کے اپنے دائیں طرف کھڑی لڑکی کو کہا

"پپو آرام سے کھڑے رہو ورنہ گولی پہلی تمہارے سینے میں اتارنی ہے"

جینز کے ساتھ کھولی سے شرٹ جو گھٹنوں تک تو آسانی سے آ رہی تھی البتہ اسکارف تھوڑا موڈرن طریقے سے لیا ہوا تھا ماحول کے لحاظ سے اپنے آپ کو تھوڑا بہت بدلہ تھا

"مایا جی آپ بس مجھے ہی دھمکیاں دیتی رہا کریں۔۔۔۔اپن سے نہیں دیکھیں جاتی اپنی ملک کی بیٹیاں اس حالت میں"

آنکھیں پر ہاتھ بدستور قائم تھے اور لہجے میں غیرت کا اثر نمایاں تھا

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتا وہ اُسکی طرف سیدھی ہوئی سر پر اپنی سلانسر پروف پسٹل رکھ کر ٹریگر دبا دیا

اِس سے پہلے کے کچھ سمجھ آتا مایا کے چہرے پر پیچھے سے رومال رکھ دیا

"اوئے یہ ک۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کے محد اپنی مردانگی دکھاتے ہوئے اُن پر حملے کرنے کو تھا جن کے چہروں پر نقاب بدستور قائم تھے تب اُن میں سے ایک نے وہی رومال اُسکے چہرے پر رکھا اور دونوں ہوش و حواس سے خمسہ ہو گئے

oooooooooooooooooooo

ایک اندھیرا کمرہ جس میں اُسے چیئر کے ساتھ باندھ کر رکھا ہُوا تھا شاید کوئی سٹور روم تھا لیکن ہر چیز اپنی ہی جگہ پر ماجود تھی کہیں پے ڈسٹ نام کی کوئی چیز یا کوئی گندھی سمل آرہی تھی ایک نائیٹ بلب کی رونشی جس میں تقریباً سارا کمرہ نظر آرہا تھا

اپنے آپ کو ہوش میں لانے کے لیے سر بلکل جھٹکا تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بیدار ہوئی ایک نظر ہاتھوں کو دیکھا جو بلکل نرمی سے بندھ رکھے تھے پاؤں میں کوئی رسی نہیں تھی یہ بھی پتہ تھا کہ جان بھوج کر ایسا کیا گیا ہے پھر خود ہی اگلے بندہ کے پلان کو کامیاب کرنے کے لیے ہاتھ کھولے تو سامنے سکرین خود با خود آن ہو گئی جس میں سے آواز تو نہیں آرہی تھی بس کچھ بلیک سا تھا

تھوڑی دیر میں سکرین پر محد کا چہرہ تھا اور اُسکے اوپر چھوٹی سی پٹی پر لائیو لکھا ہوا تھا جو بلکل خون سے تر تھا شاید نیم بیہوش پڑا تھا اور ساتھ میں دو آدمی گنز لیے کھڑے تھے

اب ایسا لگ رہا تھا جیسے ذہن ماوف ہو چکا ہے

جو بھی تھا غلط کر رہا تھا

"چھوڑو اُسے"

اتنی اونچی آواز میں چلائی تھی کہ دروازہ کے پاس کھڑا وجود بھی ایک مرتبہ پیچھے ہوا اور کانوں پر ہاتھ رکھ لیے

"چھوڑ دیں گے مس مایا بس آپ کنٹرکٹ سائن کر دیں"

پیچھے سے بھاری اور گھمبیر آواز اُسے مڑنے پر مجبور کر گئی

"دی اُوشن کنگ بازل شاہ"

جسے وہ سیکنڈ میں پہچان سکتی تھی وہی ہُوا تھا جس کا ڈر تھا

"اُسے اور مت مارو۔۔۔۔۔۔چھوڑ دو"

مایا شیخ اُس سے درخواست کر رہی تھی جو دو دن پہلے بدلے لینے کو تیار تھی۔ محد کی نڈال دیکھ کر دل کانپ رہا تھا

"کانٹیکٹ"

یاد دھانی کروائی اور ایک پیج اُسکے سامنے رکھا

جسے ایک سیکنڈ میں جھپٹ لیا مبادا اُس سے یہ آفر چھین نہ لے

"سائن کروں گی لیکن کچھ میری شرائط بھی ہونگی"

لہجہ بلکل پر سکون تھا

"کیا"

سخت لہجہ جیسے ماننے کا کوئی اردہ نہ ہو ویسے بھی اُسکی کمزوری تھی بازل کے پاس وہ کیوں مانتا

"میں کیسے مان لوں کے تم میرے ساتھ بھی دھوکہ نہیں کرو گے کیا پتہ تم میری محنت اپنے مفاد کے لیے استعمال کرواور کانٹیکٹ بھول جاؤ"

اپنا خدشہ ظاہر کیا لیکن لہجہ کاٹدار تھا

"نکاح کرلو۔۔۔۔۔۔اگر میری زبان پر یقین نہیں"

دوسری طرف سے سہولت سے آفر دی گئی جیسے نکاح کا نے ہوا مذاق ہُوا

"لیکن میری تمام شرائط کے مطابق"

اب حیرتوں کے پہاڑ بازل پر گرے تھے کتنی جلدی ایک معمولی سے انسان کے لیے اپنی زندگی برباد کرنے کے لئے تیار تھی شاید وہ اُن لوگوں میں سے تھی جن کے لیے اپنی ذات کوئی معانی نہیں رکھتی یہ پھر جو بس دوسروں کے لیے جینا جانتی ہو

"Done"

اب آواز میں تشنگی تھی رکا نہیں تھا ایک خالی کاغذ اُسکے آگے پھینک کر چلا گیا تھا لیکن اِس وقت وہ سکرین پر غور نہیں کر سکی تھی جو پتہ نہیں کب سے بند تھی

پروفیشنل انداز میں اب پوری توجہ اُس پرچے پر تھی جس پر نمبروں کے حساب سے شرائط تحریر ہو رہی تھیں

oooooooooooooooooooooo

"پھوپھو جانی"

رخسار ٹی وی پر ڈراما دیکھنے میں مصروف تھی جب مخصوص سے آواز اُسکے کانوں میں پڑتی تو خوشی کی لہر چہرے پر آئی

"نہیں تمھیں گھر میں کوئی روٹی نہیں دیتا جو منہ اُٹھا کر دوسرے دن ہمارے گھر آجاتی ہو"

اِس سے پہلے کے وہ رخسار تک پہنچتی سامنے دامل سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اُسکے آگے حائل ہُوا

"دامل تمیز میں رہو۔۔۔۔ تمہاری یہ بھی بھابھی ہے اُس کے تو بڑے کلمہ پڑتے ہو"

رخسار نے آنکھیں دیکھیں

"ویسے کدھر ہے پھوپھو وہ طلاق یافتہ عورت بتانے آئی ہوں کے بہت جلد طالش اور میں نکاح کر رہے ہیں"

گردن اکڑا کر دیب کی طرف دیکھا جو پیچھے کھڑی تمام کاروائی دیکھ رہی تھی

"کل ہی تاشی سے بات ہوئی ہے پتہ ہے پھوپھو وہ تو رات دو بجے بھی یہی کہہ رہے تھے کے ابھی اور بات کرو لیکن نیند آگئی مجھے"

اپنی خودساختہ محبت کا قصہ سناتے ہوئے ایک مرتبہ دیب کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں آنسو ڈگمگا رہے تھے رخسار تو اُسکے صدقے واری جا رہی تھی

دیب نے بے دھیانی سے اُس طرف کو قدم اُٹھائے شاید اُسکی آنکھوں میں جھوٹ تلاشنا چاہتی تھی

"رک جاؤ لڑکی تم طلاق یافتہ ہو تمہارے سخت قدم اور سایہ میری میری بہو پر نہ پڑے"

چلتی ہوئی دیب کے آگے آگئی جبکہ دمل پیچھے کھڑا اپنی ماں کی بے رحمی دیکھ رہا تھا آنکھوں میں بے یقینی تھی

جبکہ دیب نے اپنے قدم پیچھے کو لیے اور بھاگ کے اپنے کمرے میں بند ہو گئی

oooooooooooooooo

"تم لوگوں کے ہاتھ سے وہ لڑکی بھی نکل گئی بہت کام کی چیز تھی وہ"

اُسکی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی بس دروازہ کو ونڈو وائس پروف ہونے کی وجہ سے آواز باہر نہیں جا رہی تھی

"سر وہ ایک عام سے فلیٹ میں رہتی ہے اُسے قابو کرنا آسان ہے لیکن بازل کل کو امریکہ واپس جارہا اور ویسے ملک اُس جیسے اہم شخصیت پر ہاتھ ڈالنا آسان کام نہیں"

اُسکا منیجر تھوڑا سہمے ہوئے انداز میں بولا

"نئے پلان بناؤ کل ایئر پورٹ جانے سے پہلے اُسکو ٹارگیٹ کرنا ہے ورنہ وہ خود تو ڈوبے گا ہمیں بھی ساتھ لے کر ڈوبے گا"

آج چہرے پر ناگواری اور جلن تھی

"سر سیکیورٹی بہت زیادہ ہوتی ہے اگر اُسے کچھ ہوا تو سب سے پہلے امریکہ انویسٹیگیشن کرے گا"

ابھی وہ کچھ اور بولتا ایک زوردار پنچ اُسکے منہ پر پڑا

"اِس چیز کی تنخوائیں دیتا ہوں میں"

اور ساتھ ہی اپنی گن نکال کر اُسے شوٹ کر دیا

ایک مچھر جتنی بھی وقعت بھی تھی اُسکے سامنے انسان کی

"فخر کسی نئے منیجر کا انتظام کرو جس کے پاس ذہن ہو نہ کے بس زبان"

موبائل رکھ کر ایک کک بے جان وجود کو ماری اور خود باہر چلا گیا

oooooooooooooooooooo

"دامل پلیز آجائیں"

آج اُسکی منہ بولی ماں نے ظلم کی انتہا کردی تھی اُسکے پاؤں پر جان بوجھ کر اُبلتا ہُوا پانی ڈال کر بہت سکون سے کسی کے گھر چلی گئی تھی تاکہ مہر تکلیف سے مر جائے

ابھی بھی کچن میں بیٹھی تڑپ رہی تھی پاؤں پر اتنی جلن تھی کے ایک قدم اٹھانا واویلے جان بنا ہوا تھا کچن کی دیوار سے لگی ایک گھنٹے سے دامل کو آوازیں دے رہی تھی براؤن رنگ کی آنکھیں رو رو کر سُرخ ہو چکی تھیں درد تھا کے تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا اب تو پاؤں پر اُبلے پڑھ چکے تھے اور سردی کی وجہ سے بلکل نیلے ہو رہے تھے کمزور سی جان اب بلکل درد سے بے ہوش ہونے کو تھی

لیکن خود کو یوں مرنے کے لیے نہیں چھوڑ سکتی تھی ہمت کر کے آہستہ آہستہ ہاتھوں کے بل باہر کی طرف رینگنا شروع کیا شاید باہر جا کر کسی کو اُس پر ترس آجائے کوئی اتنی مصیبت میں اُسکا ساتھ دے دے اب تو پاؤں گھسیٹنے کی وجہ سے خون میں رنگ چُکے تھے

وہ تو تب ہوش میں ہی نہیں تھی جب کوئی اُسے ان بے رحموں کے گھر کے آگے چھوڑ کر چلا گیا تھا اٹھارہ سالہ زندگی میں کونسے دُکھ تھے جو اُسنے نہیں دیکھے تھے کبھی گھر میں دو وقت کی روٹی نہیں ملی تھی کبھی کسی نے اچھے کپڑے پہننے کو نہیں دیے تھے جو باپ تھا منہ بولا وہ

نشے کی لت میں اتنا ڈوب چکا تھا کے اپنی پرواہ نہیں تھی بس اتنا ہی بہت شکر کرتی تھی کے اُسے اپنے نشے کے عوض بیچ نہیں ڈلا تھا

زندگی میں سکول کا منہ نہیں دیکھا تھا گھر کے کام یہ پھر بڑی بہنوں کی خدمت کے علاوہ اُس کی زندگی میں تھا کیا بس دھکے ہی تھے جو ایک سال کی عمر سے کھاتی آرہی تھی کبھی کسی کو اُسکی ذات پر رحم ہی نہیں آیا تھا نوکروں کی طرح کام کرتی تھی پھر سارا دن اُسے اپنے بدصورت ہونے پر باتیں سنی پڑتی تھیں

ایک دن بخار کی حالت میں بازار سے سودا لینے گئی اور وہاں چکرا کر گر گئی اور اللہ نے اُسکی مدد کے لیے دامل کو بھیج دیا جو اب اُسکی سانس لینے کی وجہ تھی جس نے کبھی اُسکے چہرے اور رنگ کو فوقیت نہیں دی تھی اُسے اب یقین ہوا تھا کے دُنیا میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں لیکن اچھے اور نیک لوگوں کے لئے اللہ ہمیشہ اپنے پسندیدہ بندہ ہے چُنتا تھا

"مہر"

جس آواز کو بھی پچھلے ایک گھنٹے سے سننا چاہ رہی تھی اب کانوں میں پڑی تھی

دل کا تو جیسے سانس بند ہو گیا تھا پاؤں خون سے لت پت آنکھیں سُرخ ہوئی تھیں بھاگتا ہوا اُسکے پاس آیا ذہن ابھی بھی ماوف ہُوا تھا

"ک.....کیا ہوا ہے مہر؟"

جلدی سے اُسکا چہرہ اوپر کیا جو ابھی نیم بے ہوشی میں جا رہی تھی

"دامل"

ہاتھ پڑا کر یقین کرنا چاہ رہی تھی کے وہی ہے

"ہوا کیا ہے کس نے کیا ہے"

اب چہرہ پر غُصہ کا پہرہ تھا

لیکن وہ بیہوش ہو چکی تھی جلدی سے اُسے باہوں میں اُٹھا کر باہر کی طرف بھاگا جلدی سے گاڑی میں نرمی سے لا کر لیٹا اور خود دروازہ بند کر کے دوسری طرف جا رہا تھا جب پیچھے اُسکی ماں آ گئی

"کدھر لے جا رہے ہو میری بچی کو اٹھا کر"

آ کر دامل کا گریبان پکڑ لیا

"ہاتھ نہیں لگاؤ مجھے ورنہ وہ حالت کروں گا کے خود سے نفرت کرو گی تم"

ہاتھ جھڑک کر گاڑی کا دروازہ کھولا

"میں شور کر دوں پورے محلے کی اکھٹا کروں گی ایسے تو نہیں جانے دونگی"

آ کر دروازہ بند سے پہلے اُسے پکڑ لیا

"کرو جیتنا کرنا ہے ابھی پولیس کو بولا کر معصوم بچی پر تشدد کے جرم میں ایف ای آر کٹوا دونگا اور ساری زندگی بھر باہر آنے کے لیے ترسو گی پھر"

وہ سُرخ آنکھوں سے کہتا اُسکے ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر دروازہ لگا گیا اور باہر کھڑی سونیا کا ہاتھ گاڑی میں انے کی وجہ سے لہولہان ہوچکا تھا بس کھڑی اُس چھوٹے سے لڑکے کی ہمت دیکھ رہی تھی

"بہت اچھی قسمت لاکر پیدا ہوئی ہے یہ مہر"

خدو ہی جل کر کہا اور اپنا ہاتھ دیکھتی اندر کی طرف چلی گئی

oooooooooooooooooooooo

"دیکھیں یہ پولیس کیس ہے دامل صاحب ہمیں پہلے پولیس کو انفرم کرنا ہے"

ایک ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ لہجے میں دامل کو بتا رہا تو پریشاں سے لہجے میں مہر کے پاس بیٹھا اُسکے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا

"ڈاکٹر صاحب اِس کی ضرورت نہیں ہے اگر کرنا بھی ہُوا تو خود کروں گا"

اب بھی نظریں مہر کے چہرے پر ہی تھیں جس کے چہرے پر دُکھ اور تکلیف کے اثرات ابھی تک نہیں گے تھے

"دیکھیں بچی کی زندگی کا سوال ہے اور اتنا تشدد کون کر سکتا ہے آج"

"ڈاکٹر اِس میں میری ہی غلطی ہے اگر کاٹنی ہے تو میں تیار ہوں"
اب آختا کر کھڑا ہو گیا تھا اور آواز اتنی اونچی تھی کے ڈر کر مہر نے آنکھیں کھول دیں
"دامل"
درد کا انجکشن لگنے کی وجہ سے پاؤں میں درد نہیں تھا اور ہوش میں آتے ہی دامل کو سامنے دیکھ کر خود ساختا ہاتھ اُسکی طرف بڑھایا
دمل جلد سے اُسکے پاس آکر اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر بیڈ کے کارنر پر بیٹھ گیا
"درد تو نہیں ہو رہی"
فکر مندی سے پوچھا
"نہیں ہوتی جب آپ پاس ہوتے ہیں"
اُسکے کندھے پر سر رکھ کر بولی
"مہر اب تم واپس اُس جہنم میں نہیں جاؤ گی، ہم نکاح کریں گے اور میرے ساتھ ہی رہو گی تم"
اُسنے حکم چلانے والے انداز میں کہا
"دامل امی مجھے پھر ماریں گئ"
آنکھوں میں کچھ دیر پہلے والی تکلیف آئی تو آنکھوں میں نمی در آئی

"اب جو تمہیں ہاتھ بھی لگائے گا اُسکے ہاتھ میں خود کاٹ دونگا"
لہجہ جنونی تھا اور آنکھوں ابھی بھی سختی تھی
"اگر تمہاری مرضی شامل نہیں ہوگی نکاح میں تو زبردستی نہیں کروں لیکن اب تمہیں واپس وہاں نہیں جانے دونگا"
کُچھ ذہن میں کلک ہونے کے بعد مہر سے نظریں ملائے بغیر ہی اپنی بات کہی جس پر مہر ٹرپ کر آگے ہوئی
"دمل آپ میرا واحد سہارا ہو آپ کا حکم میرے سر آنکھوں پر میری خوش قسمتی ہوگئی اگر آپ جیسے سچے انسان کے نکاح میں جاؤں گیں تو"
جلدی سے غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی جیسے پہلے ہر چیز سے محروم تھی دوبارہ نہیں ہونا چاہتی تھی دامل کے ہاتھ پر گرفت مضبوط ہوئی
"دیکھ لو میرے ساتھ بھی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا میں یہ نہیں کہوں گا کے میری زندگی میں آنے کے بعد زندگی ایک پھولوں کی سیج کی طرح رہے گئی۔۔میں بھی انسان ہوا اور ایک نارمل زندگی جینے والے ہوں بس تمہارا ساتھ مضبوط کرے گا۔۔۔۔اور کوشش کروں گا کہ تمہارے پر بیتے ہوئے ہر مُشکِل وقت کا بدلہ میں اپنے پیار سے اُن زخموں کو مندمل کروں"

یہ وہ والا دامل جو ہر وقت سب کو ہنستا رہتا ہے یہ کوئی زندگی کو سمجھنے اور اپنے ساتھی کو پہلے سے ہی حالات سے آگاہ کرنے والا تھا

"میں پھر بھی آپ کو ہی منتخب کروں گی"

وہ انسان اُس معمولی سی لڑکی کی مرضی کو اتنی اہمیت دے رہا تھا اور یہی باتیں اُسے اپنی ہی نظروں میں معتبر کر رہیں تھیں

oooooooooooooooo

دو ماہ ہونے کو ائے تھے لیکن طالش بس تین چار مرتبہ ہی آیا تھا کیوں کہ اُن کے زمینوں کے مسئلے تھے کے تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے اُسکے فائنل ایگزیم بھی سر اور تھے لیکن رخسار خود ساختہ اقدام کے ذریعہ اُسکے مسئلے ختم ہی نہیں ہونے دے رہی تھی یہاں تک کے اُسکی وجہ سے اُنکے مخالفین بھی اب مسئلے بڑھانے میں پورا پورا کردار ادا کے رہے تھے

عندلیب اکثر اپنے کمرے میں وقت گزارتی ملیحہ تو ہر دوسرے دن اُسکے زخموں پر نمک چھڑک کر تین چار دن اُسکے زخموں کو ایک بار پھر ہرا کے دیتی کے وہ نہ ہی اس خاندان کو وارث دے سکتی ہے نہ ہی طالش ایسی کوئی خواہش چاہتا ہے تبھی تو دو ماہ ہونے کو ائے

لیکن اللہ نے اُسے خوش خبری نہیں سنائی اور دوسری طرف یہ کے وہ ایک متعلقہ ہے طالش کیوں چاہے گا کے کسی اور کے نام ہونے والی لڑکی اُسکے وارث کو جنم دے
یہ سب باتیں اُسے اپنی قسمت پر رونے پر مجبور ہوگئی تھی لیکن طالش کو اُسکے ان وسوسوں کی خبر نہ تھی جب اتا تھا تو ایسا ہی ظاہر کرتی کے وہ خوش ہے اب خوشی سے سارا دل لگا کر کام کرتی تھی اور فارغ وقت میں اکثر مہر سے بات چیت ابھی بھی لیٹی اپنی زندگی کی کٹن مصفتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی جب اپنا سر بھاری ہوتا ہوا محسوس ہوا تین چار دن سے یہی ہو رہا تھا ماحول سے اُلجھن سے ہوتی تھی دل خراب ہی رہتا تھا

"دیب"

خوشبوں کا ریلا اندر آیا تو سر اُٹھا کر طالش ہی تھا لیکن طبیعت اتنی بوجل تھی کے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکی

طالش تیز تیز قدم اٹھاتا اُس تک آیا کیوں کے پہلی بار ہُوا تھا کے اُسنے پُرجوش استقبال نہیں کیا تھا

جیسے ہی تیز کلون کی مہک اُسکے پاس آئی تو عجیب قسم کی حالت ہوگئی اچانک سے اتنی سردی میں پسینے آنے لگ گئے اور آنکھوں سے پانی بہہ نکلا

"طالش ونڈو کھولیں"

ہاتھ ناک پر رکھے عجیب سی بیزاری سے کہا
طالش ونڈو کھول کر پھر اُسکی طرف آیا
"کیا ہوا دیب تم ٹھیک ہو"
"تالش مجھے لگتا ہے میرا آخری وقت چل رہا ہے"
سچی تھی کیوں کے ان دنوں جتنی تبدیلیاں اُسے خود میں محسوس ہوئیں تھیں عین ممکن تھا کے
وہ ایسی مفروضے قائم کرے
اور بات کہتے ہی آنکھوں میں نمکین پانی بھر گیا جیسے نہ اُمید ہو گئی ہو
طالش جو اُسکی زرد رنگت اور آنکھوں کے نیچے ہلکے دیکھ کر پہلے ہی پریشاں تھا اُسکی بات
دل کو اور بے چین کر گئی
"کیسی پاگلوں جیسی باتیں کر رہی ہو؟؟؟ چُپ کرو"
دُکھ سے اُسکے ہونٹوں پر اُنگلی رکھی
"اچھا رکو میں ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں"
کلاک کی طرف دیکھتا ہوا بولا جو پہلے ہی رات کے گیارہ بجا رہا تھا
"طالش اُسے بتایا گا کے مجھے لگتا ہے میرے جسم سے جان نکل رہی ہے۔۔۔"

اتنی لمبی لمبی بیماریوں کی لسٹ کھول کر طالش کے سامنے وہ کیا کیا نوٹ کر رہی ہے آج کل کہاں کہاں درد ہوتا ہے کس کس چیز سے بیزاری ہوتی ہے جس کے بعد طالش کو لگا تھا کے واقعی اُسکی بیوی اسکو چھوڑ کر جانے والی ہے آنکھیں آہستہ آہستہ سُرخ ہو رہیں تھیں اور ایسے لگ رہا تھا کے وہ اب چل نہیں سکے گا

فون کو وہیں پھینک کر دیب کے غریب آیا عقیدت سے اُسکے ہاتھوں پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی پاگلوں کی طرح دیوانہ وار اسکو خود میں بھینچ لیا لیکن اچانک سے اُسکے ذہن میں کُچھ کلک ہُوا تو اُن بیران آنکھوں میں چمک در آئی

"دیب میری زندگی میں کوئی اور انسان آنے والا ہے جس سے میں تم سے بھی زیادہ پیار کروں گا"

اُسکی گالوں پر ہلکی سی شرارت کرتے ہوئے شریر لہجے میں بولا

"کون"

ساری بیماریاں ایک سیکنڈ میں کہیں دور جا کر سو گیں

"بس کوئی ہے جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہو گا"

آنکھیں ونگ کر کے کہا تو دیب کو دوہرا صدمہ لگا ایک تو وہ بستر مرگ پر پڑی ہے اور دوسرا اُسکا شوہر کسی کو زندگی میں لانے کی بات کر رہا ہے

"پیچھے ہٹیں"

جو پہلے ملنے کو بھی محال سمجھ رہی تھی اپنے ساتھ لگ کر بیٹھے طالش کو دھکا دیا اور خود دور جا کر کھڑی ہو گئی

"کیا ہوا تب تک میں تمہارے ساتھ گزرا کر لونگا"

دونوں ہاتھ کھڑے کر بولا

"طالش میں اُسے بھی مار دونگی"

دوبارہ پھر خوشبوں نے اپنے حصار میں لیا تو لفظ زبان میں ہی رہ گئی البتہ خود اُسکی باہوں میں جھول گئی تھی

"شکریہ دیب مجھے اتنی خوشی دینے کے لیے"

کہتا ہوئے اُسکے چہرے پر جُھکا جو پہلے ہی ہوش و خرد سے بیگانہ تھی

oooooooooooooo

جب سے اپنے تمام حقوق بازل کے نام لکھ دیے تھے عجیب سی ٹنشن ہو رہی تھی

جو بھی تھا چھ سال سے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ اپنی نہ اُمید سی زندگی میں کسی کو شامل کرے گی یہ اُسکی بھی کوئی فیملی ہو گی لیکن چند گھنٹے میں زندگی کی بازی کیسے بدلی تھی وہی جانتی تھی

وائٹ اور گولڈن کلر کا مبینیشن سے متعین حال نما کمرہ اُسے کسی قید خانے سے کم نہیں لگ رہا تھا پتہ نہیں کیوں بازل نے اسکو اِدھر انتظار کرنے کا کہا لیکن یہ بات تو واضح تھی کے یہ کمرے کسی کے زیرِ استعمال نہیں تھا لیکن ہر چیز نفاست سے اپنی جگہ پر ماجود تھی

دروازے کے کھولنے پر پیچھے کی طرف موڑی اُسکے اندازہ کے عین مطابق بازل شاہ اپنی تمام تر وجاہت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا

دروازہ کھولا ہی چھوڑ کر دو قدم آگے آیا لیکن دونوں کے درمیان دس قدم کا فصلہ ہو نہور قائم تھا

سفید رنگ کی شلوار قمیض جس کے بازو کہنیوں تک موڑ رکھے تھے بال کشادہ پیشانی پر بِکھر کر اُسکی شخصیت کو چار چاند لگا رہے تھے گہری براؤن شیشے جیسی آنکھوں میں کوئی چمک نہیں تھی چہرے کے تاثرات بلکل سرد تھے

"اب تم اِس گھر میں ہی رہو گی دوسری بات نور سے جیتنا ہو سکے دور رہنا اگر اپنی بلائی چاہتی ہو تو"

کہہ کر ایک نظر اُس کو دیکھا جو ابھی بھی اُسی کپڑوں میں ماجود تھی جو کلب پہن کر گئی تھی سکارف ابھی بھی سر پر لپیٹ رکھا تھا مگر اُسکو مکمل طور پر نظر انداز کرتی ایک طرف کو منہ کیے کھڑی تھی

"لیکن میں ایک دن کے لئے جانا چاہوں گی کل کو آجاؤں گی"
اطمینان سے جواب دے کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر کو چلی گی
"لیکن اب گارڈز تمہارے ساتھ جائیں گے اور فلیٹ کے باہر صبح تک تمہارا انتظار کریں گے"
اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے ایک نظر اُسے دیکھا جو اُسکی بات پر اپنے قدم روک چُکے تھی
"مت بھولو بازل شاہ میں اپنی ہی نہیں لوگوں کی بھی محافظ ہوں میں اپنے ساتھ گارڈز کی فوج ہرگز نہیں لے کر جاؤں۔"
کہتے ہوئے پھر باہر کی جانب قدم بڑھائے
"پہلے تم ایک معمولی سی کپٹن تھی جس کو چند لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اور اب تم "Thekingofoceanbazilshah" کی بیوی ہو جسے پوری دنیا جانتی ہے"
چند قدم آگے بڑھا کر کہا لہجے میں غرور یہ اکھڑ بلکل نہیں تھی عام سا انداز تھا
"یہ شرط تھی بازل شاہ کے اِس رشتے کو دُنیا کے سامنے نہیں لایا جائے گا اور تم ففٹی پرسنٹ میری بات ماننے کے قائل ہو گے"
باتوں کے ہیر پھیر میں اپنی بات واضح کرتی جا چکی تھی

"ہاں میڈم کوشک نہ ہو مگر تم لوگ اُسکا پیچھا کرو گے اور صبح اُسکے بعد نوین کا ٹھکانہ بدل دینا"

اپنے موبائل کو کان لگا کر بولو اور گلاس ونڈو سے باہر کا منظر دیکھا جہاں وہ پیدل ہی اُسکے عالیشان گھر سے اپنا بیگ تھامے جا رہی تھی اُسکے ٹھیک تین منٹ بعد دو گارڈز سے مسلح گاڑیاں اُسی راستے پر بہت آہستہ سپیڈ سے اُسے فالو کر رہیں تھیں یہ تو طہ تھا کے دونوں اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹیں گے رات کا اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا لیکن شاید وہ لڑکی کسی چیز سے نہیں ڈرتی تھی جو اکیلے ہی نکل گئی تھی

oooooooooooooooooo

"اُف اللہ مایا کدھر تھی تم پتہ بھی ہی رات کے دو کا ٹائم ہو رہا ہے اور تم اس وقت گھر آ رہی ہو۔۔۔ تمہیں تو گیارہ بجے واپس آنا تھا نہ اور محد کدھر ہے؟؟؟؟"

اُسے فلیٹ میں داخل ہوتا دیکھ کر ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے وہ اُسے بنا دیکھا یہ جواب دیے آگے بڑھ کر صوفے پر گرنے والی انداز میں بیٹھ گئی

"آج مایا شیخ ایک بار پھر ہار گئی ایک بار پھر قسمت اُسے دور کھائی میں دکائل گئی"

لہجہ بہت ہی افسردہ اور آنکھوں میں اتنی دیر بعد نمی تیر رہی تھی

"کیا ہوا مایا بتاؤ"

جلدی سے اُسکے پاس آکر بیٹھ گئی اور اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مسلنے لگی

"پہلے محبت نے ڈسا تھا اِس بار اِنسانیت نے ڈھنگ مارا ہے جو جیتے جی مجھے مار گیا ہے"

اب باقاعدہ اُسکی انکھوں سے گرم سیال گالوں پر بہہ رہا تھا لہجہ بلکل ٹوٹا ہوا تھا

"مایا کیا کہی جا رہی ہو مجھے بتاؤ تو سہی کیا مبحت۔۔۔انسانیت؟"!

پہلی بار اُسکے منہ سے محبت کا نام سنا پہلی بار مایا کی آنکھیں اُسکے آگے نم ہوئیں تھیں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا

"دُعا کیا کرو نوین کبھی تمھیں یہ دونوں کی وجہ سے کوئی قربانی نہ دینی پڑے کیوں کے دونوں میں ہی انسان اپنا آپ ختم کرلیتا ہے"

اب آنکھیں موند گئی تھی سر پر لیا ہُوا سکارف پیچھے گر چکا تھا

"بتاؤ تو مجھے آخر ہُوا کیا ہے تم لوگ تو خان مغل کو عبرت کا نشان بنانے گے تھے آج اُسکا کام تمام ہونا تھا پھر کیا ہوا جو محد بھی ساتھ نہیں آیا"

نوین کا بلکل موف ہو رہا تھا کسی بات کو سمجھنے یہ سوچنے سے قصر تھی

"مجھے اکیلا چھوڑ دو نوین میں ابھی کوئی جواب نہیں دینا چاہتی۔۔۔صبح میرا رگینیشن لیٹر جمع کروا دینا"

اُس کا منہ کھولا ہی رہ گیا جب مایا نے اندر جا کر دروازہ لاک کر دیا

oooooooooooooooooo

رات دیب بیہوشی کے بعد نیند میں چلی گئی تو طالش نے اُسے بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا اتنا خوش تھا کے خوشی کے باعث ساری رات نیند نہیں آئی اور اُسکی معصوم سی بیوی شاید خود کو موت کے زیادہ ہی قریب سمجھ کر خود کو اندھیرے میں رکھنا چاہتی تھی نہا کر باہر آیا تو ابھی بھی کمبل میں دبکی خرگوش کے مزے لے رہی تھی بالوں میں ٹوال رگڑتے ہوئے ایک نظر کمرے کو دیکھا جس کو کافی محنت کے بعد یہ روپ ملا تھا بیڈ کی ہیڈ پر بچوں کی بہت ساری تصویریں ہر جگہ پر سُرخ گلاب ابھی تک کارٹن گرے ہوئے تھے

بیڈ کے بلکل سامنے ایک چاکلیٹ کیک سجاوٹ کے ساتھ پڑا تھا ابھی کمرے میں ہی نظریں گھوما رہا تھا جب دیب کسمسا کر کروٹ بدل گئی آج تو دور دور تک اُسکے اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا

"دیب اُٹھو"

آخر خود ہی آکر اُسکے کندھے کو ہلایا مگر آگے سے کوئی جواب مصول نہ ہوا

"اچھا میں جا رہا ہوں دو بئ تم سوتی ہی رہو"

اب لہجہ بے حد سنجیدہ تھا

دیب کی نیند ایک کالج سیکنڈ میں نو دو گیارہ ہوئی اُسکے جانے کے نام پر ایک پل میں اُٹھ کر بیٹھ گئی

"طالش"

اسکو پینٹ کوٹ میں دیکھا کرو ہم یقین میں بدلہ تو آنکھیں تپٹپائیں بے یقینی سے اُسے پکارا جو رات کو ہی واپس آیا تھا

لیکن یہ حیرت اور بڑی جب پورے کمرے کو پھولوں سے متعین دیکھا

"SomeOneisjustcomingtoourlife,formakeitjanahh"

پُراسرار سے لہجے میں کہہ کر اُسکے قریب آیا تو اُسکی بات کا مطلب سمجھنے کی تگا دو میں تھی پر دوسری بیوی پر آکر تمام سوال جواب ختم ہوئے اور دیب زخمی شیرنی کی طرح اُسکی طرف لپکی

"اگر تم شادی کرو گے تو میں خود بھی اور اسکو بھی مار دونگی"

بیڈ پر کھڑی نے ہے طالش کو گریبان سے دبوچا اور تقریباً چلا رہی تھی انکھوں میں آنسو تھے لیکن لہجہ بہت سخت

پہلے تو اُسکے گریبان پکڑنے اور پھر "تم" کہنے پر حیران کن نظروں سے اُسے ہی دیکھ رہا تھا

"یہ میری دیب نہیں ہے"

اُسکی آنکھیں میں جانکتے ہوئے سرگوشی کی جس پر گریبان پر گرفت تھوڑی ڈیلی ہوئی

"کیسے سوچا میرے ہوتے ہوئے کسی اور عورت کے بارے میں مرنے والی ہوں مری تو نہیں نہ"

آخری بات پر دُکھی ہوگئی کیا سمجھتی تھی کے اگر اُسے کبھی کچھ ہُوا تو سب سے زیادہ جس کی زندگی پر اثر پڑے گا وہ طالش ابراہیم ہوگا لیکن یہاں تو معاملہ ہی اُلٹ ہُوا پڑا تھا اُسکے مرنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور کسی اور کے لیے یہ کمرہ سجا دیا

طالش نے اُسے ایک۔ مرتبہ پھر بدگمان ہوتا دیکھ کر اُسکا رُخ پیچھا کی طرف موڑا یہاں چھوٹے چھوٹے بچوں کی تصویریں اور ساتھ میں ویلکم لکھا ہُوا تھا

دو منٹ ساخت ہوئی اُنکی طرف دیکھتی رہی پھر بے یقینی سے طالش کو سوالیہ نظروں سے دیکھا

"ہماری آنے والی پریسز کو اِس طرح ویلکم کرو گئی میں نہیں سوچا تھا"

چہرے پر رنج لاتے ہوئے بولا

"طالش یہ خواب ہے"

ابھی بھی بت بنی اُسے دیکھ رہی تھی کل ہی تو شکووں کا ڈھیر اللہ کے سامنے رکھا تھا اور آج اتنی بڑی نعمت اللہ نے اُسکی گود میں ڈال دی یہ بات نہ قابلِ قبول تھی

"نہیں دیب حقیقت ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈاکٹر سے بھی کنفرم کیا ہے ہماری زندگی میں ایک بلکل تمہارے جیسے شہزادی آنے والی ہے"

اُسے باہوں میں بھر کر نیچے اُتارا

"نہیں طالش بیٹا چاہیئے بیٹیوں کے نصیب سے ڈر لگتا ہے"

سہم کر بولی وہ سب کچھ برداشت کی رہی تھی اُسے پتہ تھا بیٹیوں کے لیے یہ معاشرہ اپنے اندر کس طرح کے شیطان رکھتا ہے ماں باپ اپنے سر سے بھوج اُتار کر کسی کے سر تھونپ دیتے اور اگلے چاہیئے زندہ درگور کر دیں کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا

"نہیں جی مجھے تو بیٹیاں پسند ہیں اور انشاء اللہ ہماری چار بیٹیاں ہونگی"

شوق انداز میں اُسکے منہ کے آگے کیک کا ٹکرا کر کے بولا

"یہ کیا ہو رہا ہے"

ڈار کی آواز سے دروازہ کھولا تو سامنے رخسار بیگم اپنے چہرے پر سخت تاثرات لیے اُن دونوں کو گور رہی تھی دیب تو جلدی سے چھوٹے بچے کی طرح تالش کے پیچھے چھپ گئ ایک ہاتھ طالش کے بازو پر جبکہ دوسرا اپنے پیٹ پر رکھا ہوا تھا دو دن پہلے کی دھمکی یاد کر کے ہولے ہولے سے کانپ رہی تھی

"امی یہ کیا طریقہ ہے آپ کیوں بار بار بھول جاتیں ہیں کے اب میں شادی شدہ ہوں اور مجھے پرائویسی چاہیئے اِس طرح آپکو اندر نہیں آنا چاہیئے تھا"

اتنے اچھے لمحات میں اپنی زندگی کی پہلی خوشی کو بھی انجوائے نہیں کرنے دیا گیا تھا اور یہی بات غُصہ ڈالا گی تھی

اُنکی تیز نظریں پیچھے بیڈ پر گئیں یہاں کوئی بھی دیکھا تو اندازہ کر سکتا تھا اُن تصویروں کے لگانے کا مقصد اور سامنے پڑا کیک سارے کمرے میں بکھرے ہوئے گلاب رخسار بیگم کو اندر تک ہلا کر رکھ گے تھے

وہی ہوا تھا جس کا ڈر تھا سب سے بڑھ کر وہ لڑکی اُسکی کوئی بات ماننے کی روادار نہیں تھی

"آخری دن ہے تمہارا لڑکی کر لو جو کرنا ہے پھر اگر تماری خوشبو بھی طالش تک پہنچ گئی تو مجھے رخسار بیگم مت کہنا"

دل میں اپنے مکرو عزائم سوچتے ہوئے دروازہ بند کر کے چلی گی

"طالش اب آپ کہیں نہیں جائیں گے نہ"

جلدی سے سامنے آکر طالش کا ہاتھ پکڑا آگے جو ہونا تھا اُسکی سنگینی دیکھتے ہوئے ڈر تھا دل میں جو جا ہی نہیں رہا تھا

"کوئی کام تم سے زیادہ ضروری نہیں ہے دیب جب تک ہمارا بچہ اِس دنیا میں نہیں آجاتا میں کوشش کروں گا کے تمہارے پاس ہی رہوں"

اتنا تو بیوقوف وہ بھی نہیں تھا جو اپنی ماں کے عزائم سے بے خبر رہتا الگ بات تھی کے ظاہر کبھی نہیں ہونے دیا تھا

دیب دھڑکتے دل کے اُسکی بناہوں میں آگئی یہاں کوئی ڈر کوئی خطرہ نہیں تھا یہاں بس محبت تھی

oooooooooooooooooooooo

فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو لائٹ جل رہی تھیں اکثر کبھی کبھی آنے میں دیر ہوجاتی تو مہرا انتظار کرتے ہوئے ہی سوجاتی اپنے ساتھ لایا ہُوا سامان کچن میں رکھا اور پھر فریج چیک کی ہر بار کی طرح آج بھی کھانا کھائے بغیر ہی سوگی تھی سلن بنا کر رکھا ہوا تھا اُسے نکال کر گرم کیا پھر ایک ٹرے میں پانی وغیرہ رکھ کر کمرے کی طرف گیا اندازہ کے عین مطابق ون سیٹر صوفے پر بیٹھی ہوئی سورہی تھی دوپٹے سے بے نیاز بال آدھے آگے کی جانب اور آدھے اُسکی کمر کو ڈنپے ہوئے تھے گندمی رنگ بلب کی روشنی میں دھک رہا تھا

دامل کی نظریں خود با خود مہر کے پاؤں کی گئیں یہاں ابھی بھی پٹی ماجود تھی البتہ زخم اب بھر چکا تھا لیکن احتیاطی تدابیر کے تحت دآمل نے کبھی پٹی اُترنے کی اجازت نہیں دی تھی روزاُسکے کسی نئے زخم سے متعارف ہوتا تھا وہ زخم جواُس نازک جان نے اپنے آپ پر سہے تھے لیکن اُنکے نشان اُسکے گداز جسم پر ماجود تھے

ٹرے کو ٹیبل پر رکھ کر صوفے کی تھائی پر آکر بیٹھ گیا اُسکے خوبصورت نقش نین کو اپنے ذہن میں حفظ کر رہا تھا

ہاتھ بڑھا کر اُسکے سیاہ ملائم بال پیچھے کیا کمرے میں ہیٹر چلنے کی وجہ سے اتنی سردی میں بھی آرام دہ حالت میں سو رہی تھی

ہفتے میں دو یا تین بار ہی آتا تھا لیکن اکثر اُسے سوتا ہوا ہی پایا تھا شاید ساری زندگی سکون کی نیند نہیں آئی تھی تبھی سکون میں رہتی تھی

بال پیچھے کرتے ہوئے اُسکے ہاتھ اُسکے دہکتے گالوں پر لگے تو باہر سے آنے کی وجہ سے سرد لمس محسوس کرتے ہی مہر نے پٹ سے آنکھیں کھولیں

"دامل آپ آ گے"

زندگی سے بھرپور مسکراہٹ اُسکے چہرے پر آئی ساتھ ہی اُسے اتنا قریب ہو کر بیٹھنے پر چھینپ کر پیچھے ہوئی

"سوتی رہو ابھی میری آنکھیں ابھی اور دیدار کرنا چاہتی ہیں اتنے خوبصورت چہرے کا"
اُسکے گرد اپنی باہوں کی بھاڑ کھینچ کر جذبات سے بھرپور لہجے میں بولا
وہ انسان ہر پل ہر لمحے اُسے اپنی ہی نظروں میں معتبر کرتا تھا اب تو اُسے سچ میں اپنا آپ خوبصورت ترین لگنے لگ گیا تھا
"م۔۔۔۔۔۔میں کھانا لاتی ہوں"
اُسکی نظروں سے پزل ہو کر بھگانے کا ارادہ کیا
"میری بھوک تو ختم ہو گئی"
نظریں مسلسل مہر کے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں جس کی وجہ سے اُسکی پلکوں کے جھلر نیچے گرے ہوئے تھے اور ساتھ میں اُسکا انچ دیتا لہجہ مہر اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلسل مسل رہی تھی اب تو اُسکے حصار کی وجہ سے رائے فرار بھی ختم ہو چکی تھی
"د.....دامل۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔وہ۔میں۔۔۔۔۔۔۔ہاں
۔۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔مجھے واش روم جانا ہے"
بڑی ہی مشکل سے کوئی بہانہ بنا پائی تھی لیکن زبان کی لڑکھڑاہٹ جھوٹ ہونے کا واضح ثبوت تھی

"نہیں مجھے تو تمہارے ساتھ نہیں جانا لڑکی کی پرائویسی ہوتی ہے اب میں اتنا بھی بے شرم نہیں ہوں"

چہرے کے تاثرات بے حد سنجیدہ جب کے آنکھوں میں مستی ناچ رہی تھی جبکہ اُسکے گرد حصار اور مضبوط ہو چکا تھا

"دامل"

شرم وحیاء سے چہرے پر رنگوں کی بھرمار تھی کانوں کے لو تک سُرخ ہو چکے تھے پلکوں کے جھالر ابھی بھی گرے ہوئے تھے

"جی جانِ دامل"

اُسکا ہاتھ اپنے لبوں کو لگا کر بولا جس کی وجہ سے کمزور جان اور خود میں سمٹ گئی

"میں رو دونگی"

آخر میں انتہائی بچوں والی دھمکی دی جبکہ اُسکی قربت میں آنکھیں سچ میں تھوڑی نم ہو رہیں تھی جو بھی تھا دھمکی کارگر ثابت ہوئی اور اُسے رہائی کا پیمانہ مل گیا ایک سیکنڈ میں اُٹھ کر واش روم میں چلی گئی دھڑکنوں میں انتشار کی وجہ سے دروازہ اتنی زور سے لگایا کے باہر بیٹھے دامل کو لگا ابھی دروازہ زمین کی زینت بن جائے گا جبکہ چہرے پر مسکراہٹ پہلے سے بھی زیادہ گہری ہوئی

اندر دروازہ کے ساتھ لگی کھڑی مہر اپنی سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی ایک ہاتھ دل کے مقام پر رکھا ہوا تھا جبکہ دوسرے سے دروازہ کا ہینڈل پکڑ رکھا تھا

oooooooooooooooooo

آنکھ کھلتے ہی خود کو واپس بازل شاہ کے کمرے میں پایا لیکن یہ کمرہ وہ والا نہیں تھا اِس کمرے میں جا بجا بازل شاہ کی اور نور کی تصویریں لگی ہوئیں تھی یہ کمرہ بلیک اور وائٹ کی کلر سکیم سے متعین تھا ہر چیز اُس کے حساب سے رکھی گئی تھی کمرے میں پڑی چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی قیمت میں اپنا منہ بولتا ثبوت تھی وائٹ رنگ کے کارٹن جو سردی کی وجہ سے گرے ہوئے تھے اور کمرے میں نیم اندھیرا تھا ابھی سر اٹھا کر دیکھتی لیکن اپنے سینے پر کافی زیادہ بھوج محسوس ہوا تو آنکھوں میں خون اُترا بازل شاہ کی اتنی ہمت کے اُسے جسم کو ہاتھ لگے ابھی یہی سوچتی اٹھنے لگی تھی لیکن آنکھوں میں حیرت کے دریا اُتر آئے کیوں کہ نور دونوں ہاتھوں سے اسکو تھامے اُسکے سینے پر سر رکھ کر سو رہی تھی

کتنا مکمل سا لگا تھا اُسے یہ سب کوئی اُسکی ذات سے تحفظ چاہ رہا تھا

"مما"

پیاری سی آواز اُسکے کانوں میں پڑی شاید اُسکے جسم میں ہلچل محسوس کر کے نور اُٹھ گئی تھی اور تھوڑا اوپر ہو کر اندھیرے میں اُسکے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اُسے محسوس کرنا چاہ رہی تھی

ممتا کے احساس سے آری معصوم بچی شاید ہر اُسکی عمر کی لڑکی کو ماما ہی بولتی تھی
مایا کے جسم میں تو جیسے کسی نے نئی روح پھونک دی ہو اُسکے جذبات کو نیا رُخ مل گیا ہو
جیسے ایک سیکنڈ میں اُٹھی اور نور کو اپنے سینے میں بھینچ لیا
"مما کی جان"
اُسکے چہرے کو چومتی ہوئی بولی وہ خود ماں کے احساس کے بغیر بڑی ہوئی تھی وہ جانتی تھی
کتنی بڑی محرومی ہے اور شاید کسی کو اِس محرومی میں جاتا نہیں دیکھ سکتی تھی
جبکہ نور پہلی بار کسی کے اتنا قریب گئی تھی اور وہ بھی اتنے پیار کرنے والے کے جواباً اُسنے
بھی چھوٹی چھوٹی سی پپیاں اُسکے چہرے پر دے ڈالیں سے
"Callmemom"
دل میں آئی بات کو جلدی سے لفظوں میں رنگا شاید بھول رہی تھی کے دو سال کی بچی ابھی
شاید یہ دوہرے
"Mom"
اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مایا کے بال کھینچتی ہوئی کیوٹ سا منہ بنا کر بولی گویا احسان
کیا ہو

جس کے بدلے میں مایا نے اسے پھر اپنے سینے میں بھینچ لیا کہاں یاد تھا اُسے کے اُسکا باپ دشمن ہے یہ ایک زبردستی کے رشتے میں بندھی ہوئی ہے

بس اُسے تو جیسے سارے جہاں کی خوشیاں مل گیں تھی اُسکے ذریعے جس کا ابھی نام بھی معلوم نہیں تھا

ایک ہاتھ سے لائٹ آن کی جبکہ دوسرا ہاتھ نور کے منہ میں تھا جسے کو کھانے کی کوشش کر رہی تھی بال بلکل بکھرے ہوئے تھے دوپٹے کی تو ہوش ہی نہیں تھی

جبکہ نور روشنی میں اُسکا منہ دیکھ کر ایک مرتبہ جوش سے بیڈ پر کھڑی ہوگی اور چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تالیاں بجانے لگی معصوم ذہن میں ابھی بھی اُسکا چہرہ نقش تھا یہ اُسکے پیار بھرے لمس نہیں بولی تھی

اور جوش میں آکر ایک مرتبہ پھر مایا کے بال اُسکی آہنی گرفت میں آچکے تھے

اتنے میں کمرے کا دروازہ کھولا اور بیا اندر آئی

اُسکی تو آنکھیں کھلی ہی رہ گئیں نور نے تو واپس پلٹ کر بیا کی طرف دیکھا بھی نہیں جبکہ بیا کو اپنے کیے پر پچتاوا ہُوا وہ تو اسلئے نور کو یہاں چھوڑ کر گئی تھی کے باہر سے کچھ سامان لانا تھا اور یقین تھا کے اُن دونوں کے اٹھنے سے پہلے نور کو واپس لے جائے گی لیکن اب بازل شاہ کے خوف سے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے جس کا حکم تھا کے نور مایا کے سامنے

کبھی کسی حال میں نہ جائے اور یہاں دونوں ایک دوسرے میں ایسے مصروف تھیں جیسے کوئی اور دُنیا میں ماجود ہی نہ ہو

"نور"

وہ نور کو پکڑنے کے لئے آگے ہوئیں لیکن نور میڈم بھاگ کر مایا سے چپک گئی

"نو لفٹ کا سین ماجود تھا"

دوسری طرف سے آکر نور کو مضبوط ہاتھوں سے پکڑا تو اپنے چھوٹے چھوٹے ہونٹ نکال کر رونے لگ گی

"میرے پاس رہنے دیں"

مایا نے بوڑھی سی عورت سے اِلتجا کی

"میڈم سر کا حکم نہیں ہے"

نور کو گود میں اٹھائے ہوئے بولی جو اپنے ہاتھ مایا کی طرف کو کر کے رو رہی تھی شاید وہ بھی التجاء ہی کر رہی تھی اُسے پکڑنے کی

"سر کو کون بتائے گا جب اس نے آنا ہوا تو لے جانا"

مخلص مشورہ سے نوازہ دوسری طرف بیا جس سے نور کا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا دوبارہ مُسکراتی نظروں کے ساتھ نور کو بیڈ پر بیٹھا چکی تھی اور نور کرول کرتے ہوئے اگلے گی سیکنڈ مایا سے جا کر چپک گئی تھی

"خیال رکھنا بیٹا"

پیار سے کہتی باہر کو چلی گیں وہ دونوں ایک دوسرے میں پھر مصروف ہو گئیں

باہر آتے ہی موبائل چنگاڑا تو بیا نے جلدی سے بازل کا نمبر دیکھ کر فون کان کو لگا

"بیا جی مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی اگر ایک اور سیکنڈ نور اُس کے پاس رہی تو میں آپکی عمر کا لحاظہ بھول جاؤں گا"

دوسری طرف سے اتنی گرج ڈار آواز آئی کے بیا کو لگا اُسے کان بند ہو جائیں گے حکم دے کر موبائل بند کر چکا تھا

"میں کیسے بھول گی یہ بازل شاہ ہے"

اپنے سر پر ہاتھ مارتی دوبارہ اُلٹے قدم روم کی طرف گئی اور دو نوکی سنے بغیر نور کو لیے باہر آئی ساتھ ہی باہر سے مایا کا روم لاک کر دیا البتہ نور کا رونا پورے ولاج میں گونج رہا تھا

oooooooooooooooooooooooo

"لڑکی غائب کیسے ہو سکتی ہے ابھی کل ہی تو اُسے دوبارہ فلیٹ میں دیکھا گیا تھا"

منان مغل اپنے سر پر ہاتھ مارتا ہُوا بولا اُسکا بس نہیں چل رہا تھا کے ساری دُنیا درہم برہم کر دے

"سر اُسکی اسیسٹنٹ بھی نہیں ہے وہاں"

ایک اور بری خبر اُسکے کانوں میں اندائلی گی

"میں تم سب کو مار دونگا جب وہ فرار ہوئیں تم لوگ کونسا مجرہ دیکھ رہے تھے"

اپنی گن کا نشانہ سامنے کھڑے چار کی طرف بار بار کرتا بولا

"لیکن سر وہ لڑکا زخمی حالت میں اپنے گھر آیا ہے جو پرسو پارٹی پر لڑکی کے ساتھ ماجود تھا"

اُن میں سے ایک بولا نظریں ابھی بھی نیچے ہی تھیں

"تو کس چیز کا انتظار کر رہے ہو جاؤ اُسے شام سے پہلے سامنے لے کراؤ ورنہ ادھر ہی قبریں بنوا دونگا"

اپنا بسٹل نیچے کرتا ہوا دھاڑا

"سر وہ ایک غریب سا بغیر نوکری کے گلیاں صاف کرنے۔"

ابھی وہ کچھ بولتا ایک زوردار پنچ اُسکے منہ پر مارا

"پہلے ہی بہت نقصان ہوگیا ہے دفع ہوجاؤ اُسے لے کراؤ"

ایک مرتبہ پھر دھاڑا اور چاروں بوتل کے جن کی طرح وہاں سے غائب ہو گئے

oooooooooooooooooooo

"پلیز دیکھیں بچی رو رہی ہے دروازہ کھول دیں میں ہاتھ نہیں لگاؤں کم از کم مجھے اُسے دیکھنے تو دیں"

دروازہ کے ساتھ لگی مسلسل پکار رہی تھی

"میڈم سر کا حکم ہے"

نور کو چُپ کرواتے ہوئے جھنجلا کر بولی کُچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا ایک طرف ضدی باپ تھا تو بیٹی اُسکا بھی اگلا سر اتھی جو دو گھنٹے سے چُپ کرنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور تیسری وہ جس نے دروازہ بجا بجا کر دروازہ کو بھی اپنی قسمت پر رونے پے مجبور کیا ہوا تھا

"بھاڑ میں گیا تمہارا سر اگر اب دروازہ نہ کھولا تو میں اسے توڑ دونگی تمہارا بیغرت سر بھول رہا ہے کے میں ایک کیپٹین ہوں جس کے آگے یہ لکڑی کا دروازہ کُچھ نہیں ہے"

اندر گلا پھاڑ آواز آئی

"توڑ دے بہن مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہے"

بیا نے دل میں سوچا اور کچھ کہے بغیر نور کے منہ میں فیڈر ٹوسنے لگی جو اگلے ہی لمحے نور صاحبہ نے دور پھینک دیا

اب جوش میں آکر ڈائیلاگ تو مار دیا تھا لیکن بعد میں پتہ چلا تھا کے لاک کمپیوٹرائز ہے جسے فنگر پرنٹ کے علاوہ بس مخصوص کوڈ سے ہی کھولا جا سکتا تھا

تین بار کوڈ لگا کر دوبارہ کوڈ لگنے کا آپشن ختم ہو گیا تھا اور سارے کمرے سے عجیب سی ٹون کی آواز آنے لگ گئی تھی

آفس میں بیٹھے بازل کا بس نہیں چل رہا تھا کے کوئی ادھر سے چیز اُٹھا کر اُس بد دماغ لڑکی کو دے مارے جس نے چند گھنٹوں میں ہی اُسے اپنے فیصلے کا غلط ہونے کی یقین دہانی کروا دی تھی

ایک طرف نور تھی جسے کبھی چند منٹ کے لیے بھی رونے نہیں دیا گیا تھا اور اب مسلسل ایک گھنٹے سے ایک انجان لڑکی کے لیے رو رہی تھی

"بیا جی کھول دیں اُس پاگل لڑکی کو"

موبائل کو کان سے لگا کر بولا

"مایا شیخ تمہارا انتظام تو کرنا ہی پڑے گا"

زور سے ہاتھ ٹیبل پر مارا

oooooooooooooooooooooo

سارے جہاں کی خوشیاں ایک طرف اور بازل شاہ کا ہار ماننا ایک طرف اسی خوشی میں بیا کا دیا ہوا سوٹ زیب تن کیا اور اب نور کو سولا کر اُسی کمرے میں واپس آئی تھی تھی جس میں اُسے صبح سے ایک قسم کا قید ہی کیا گیا تھا

ابھی کوئی بہانہ بنا کر نوین اور محد سے ملنے کا سوچ رہی تھی جو پتہ نہیں کس حال میں ہو گیا اُس ظلم بازل نے اُسکے ساتھ کیا کیا ہو گا ابھی شیشے کے سامنے کھڑی اپنی تیاری کو ایک مکمل نظر دیکھا تو دروازہ کھلنے کی آواز پر واپس پلٹی تو وہ مکمل وجاہت رکھنے والا انسان دروازہ بند کر کے اُسکے قریب آیا مایا کی چھٹی حس نے کچھ غلط ہونے کی نشان دہی کی تو اُسکے آگے بڑھتے ہوئے قدم دیکھ کر دو قدم پیچھے ہوئی رات کا وقت اور یوں بازل کا اُسکے کمرے میں آنا بلکل غلط ہونے کا اندشہ تھا اپنے خُشک حلق کو تر کرتی ہوئی اب خود ایک قدم آگے ہوئی

"میری تمام شرائط یاد ہیں بازل شاہ۔۔۔ یہ پھر بھول گئے ہو جو اِس وقت میرے کمرے میں منہ اٹھا کر چلے آئے"

شانِ بے نیازی سے اپنے کندھے پر پڑے مہمل کی چادر کو ٹھیک کرتی ہوئی بولی

"آجاؤ"

ہاتھ سے آنے کا اشارہ کیا تو تین لڑکیاں جنہوں جو پینٹ شرٹ پہن رکھی تھی کمرے میں داخل ہوئیں اِس سے پہلے کے اُسے کُچھ سمجھ آتا دونوں ہاتھ رسی سے باندھ دیے گئے تھے

"لڑکی تم کیوں بھول گئی تھی کے تمہارا نکاح بازل شاہ سے ہوا ہے جو دُنیا کو اپنے اشاروں پر نچنا جانتا ہے نہ کہ ایک چھونٹی جتنی لڑکی کے آگے ہتھیار پھنکنا۔۔۔۔۔۔۔۔کہا تھا سوچ لو"

وہاں پڑے شرائط نامے کو لیٹر کی آنچ سے جلا دیا جبکہ اب اُسکے منہ پر ٹیپ لگ چُکی تھی

"اور ایک اور بات تمہاری غلط فہمی کمال کی تھی کہ تم جیسی معمولی سی لڑکی سے بازل شاہ کسی قسم کے تعلقات قائم کروں گا یہ پھر بچوں کی خواہش کروں گا ایک مرتبہ خود کو دیکھنا تھا ۔۔۔۔بازل ایسی لڑکی کی چھوئی ہوئی چیز کو ہاتھ نہ لگائے"

اب اُسکا آگے آتے بال ہلکی سی انچ سے جلا دیا دوسری طرف توحیر توں کے پہاڑ ٹوٹ گئے اُسکے منہ سے نکلے لفظوں کی سنگینی سوچتے ہوئے اپنا آپ زمین میں دنستا ہوا محسوس ہوا

"ذرا مہمان خانے کا دورہ کرواؤ میڈم شرائط نامے کو"

خوشبوں کا ریلا اپنے ساتھ لیے باہر کی طرف چلا گیا جب کے پیچھے آنکھوں نے آخر تک تعاقب کیا

زندگی ایک موڑ کاٹ چکی تھی تمہیں ہلنا باقی تھیں
مجھے چھوڑ دے میرے حال پر تیرا کیا بھروسہ اے ہمسفر
تیری مختصر سی نوازشیں میرا درد اور بڑھا نہ دیں
oooooooooooooooooooooo

"چلو نکلو میرے گھر سے باہر"
عندلیب کو بالوں سے پکڑے تقریباً کھینچتے ہوئے باہر کی طرف گھسیٹے ہوئے جا رہی تھی
"چاچی جان کُچھ تو رحم کریں"
دوپٹہ پیچھے گر چُکا تھا وہ روتے ہوئے اُس بے رحم عورت کو رحم کا کہہ رہی تھی
"یہی غنیمت جانو کہ تمہارے اِس بچے کو بخش رہی ہوں ورنہ اسے اس دُنیا میں آنے سے پہلے ختم کر دیتی جاؤں اپنے بچے کے سہارے جی لینا اپنی زندگی اور اگر تم واپس آئی یہ پھر میرے بیٹے سے ملنے کی کوشش کی تو تمہارے بچہ کو اپنے ہاتھوں سے مار دونگی اور مت بھولنا کے یہ میرا پہلا قتل ہوگا اس گھر کے لیے جان لے بھی چکی ہوں اور آگے لینا بھی جانتی ہوں"
اپنی کرتوت پوٹلی اُسکے سامنے کھولی کیوں کے عندلیب ایسے جان چھوڑتی معلوم نہیں ہو رہی تھی

عندلیب کی آنکھوں کے سامنے خون کا منظر ڈورا تھا بدک کر پیچھے ہوئی
اُسے بازو سے پکڑ کر پیچھے دھکا دیا تو لڑکھڑاتی ہوئی دروازہ سے باہر چلی گئی تو رخسار نے چند ہاتھ میں پکڑے ہوئے نوٹوں کی پرچیاں اُسے آگے پھینکی اور اُسکا دوپٹہ بھی
"پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس چلی جاؤ ورنہ کبھی ماں بنانے کی صلاحیت سے محروم ہو جاؤ گی"
نظریں عندلیب کے پیٹ کی طرف تھیں
کتنا مشکل فیصلہ تھا ایک طرف شوہر تھا جو اُسے دُنیا کی گرم ہوا سے بھی محفوظ رہنا چاہتا تھا
ایک طرف وہ اولاد تھی جس کے تحفظ وعدہ اپنے شوہر سے کر چکی تھی نظروں کے سامنے کُچھ گھنٹے پہلے کا منظر ڈورا
"طالش آپ اب جائیں نہ"
اُسکی نظروں اور سرگوشیوں سے نڈال ہوتی ہوئی دیب نے جھنجلا کر کہا وہ بھی صبح سے اُسکے گھٹنے سے لگا بیٹھا تھا اور دور دور تک باہر جانے کہا ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی دیب کو ہلنے دے رہا تھا
"کہاں جاؤں میری بیوی اتنی پیاری ہے جانے کو دل ہی نہیں کرتا"

آنچ دینے والے لہجے سے کہا جبکہ ایک ہاتھ سے دیب کا سر دبا رہا تھا جو اُسنے اُسے باہر جانے کے لیے بہنا بنایا تھا کے اُسکے سر میں درد ہے اور ابھی سونا چاہتی ہے جبکہ دوسرا ہاتھ دیب کی بالی پر رکھا ہوا تھا

"طالش کیا ہے مجھے سونے دیں نہ دیکھ لیں آپکا بے بی بھی ناراض ہوگا اُسکی ماما کو تنگ کر رہے ہیں آپ"

اپنی ناراضگی اثر نہیں کر رہی تھی تو اب نیا شوشہ چھوڑا

ابھی طالش کچھ کہتا موبائل چھنگاڑا

"اچھا میں آتا ہوں یار"

دوسری طرف سے بات سننے کے بعد بولا اور ایک نظر دیب کو دیکھا جس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی

"دیب میں بس کچھ دیر تک آتا ہوں ایک تو باہر نہیں جانا دوسرا مجھے دیکھیے بغیر کوئی چیز نہیں کھانی تیسرا نہ ہیٹر آن کرنا ہے اور نہ اوپر سے کمبل اُترنا ہے"

اُسے کے ماتھے کو لبوں سے چھوتا ہُوا بولا

"ٹھیک ہے"

ایک سیکنڈ میں ساری باتیں مان لیں

"اور اپنا اور میرے چھوٹے نمونے کا بہت سارا خیال رکھنا پرومس"

اینڈ پر وعدہ لینے کے لیے ہاتھ آگے کیا

دیب کو سمجھ نہیں آرہی تھی کے تھوڑے سے ٹائم کے لئے باہر جاتے ہوئے بھی ایسے وعدہ لے رہا تھا لیکن دل بہت خوش تھا آخر کو اپنا صحیح مقام ملا تھا اپنے شوہر کی نظروں میں

"وعدہ۔۔۔ آپ جلدی آجانا"

آخر میں اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا چہرے اور مسکراہٹ ہنوز قائم تھی

تمہی کو خاص رکھا ہے، تمہی مخصوص ٹھہرے ہو!...

جگہ اب بھی وہی پہلی، عنایت پہلے جیسی ہے!!!...

سنو! کیا خوف ہے تم کو اگرچہ لوٹنا چاہو!!!...

تمہارے واسطے اب بھی، رعایت پہلے جیسی ہے!!...

ابھی بھی منتظر ہوں میں، ابھی بھی تیری خواہش ہے

یہاں کچھ بھی نہیں بدلا، روایت پہلے جیسی ہے!!!...

اب دروازہ کے سامنے کھڑی چند لمحوں میں قسمت کی کایا دیکھ رہی تھی آنکھوں سے گرم سیال گالوں پر بہہ رہا تھا لیکن اُسکی پرواہ کسے تھی

چند سیکنڈ میں زندگی بدل دینے والا فیصلہ کر کے نیچے گرے ہوئے چند نوٹ اٹھانے لگی

ممتا کی جیت ہوئی تھی اور ایک بیوی ہار گئی تھی

oooooooooooooooooooooooooooo

"لڑکے کیا کرتے ہو تم "

سامنے پٹیوں سے جکڑے ہوئے وجود سے سوال کیا جو منہ میں ماچس کی تیلی ڈالے بڑے آرام سے بیٹھا تھا وہاں بیٹھے لوگوں کو ایک مرتبہ تو اُسکی کافی حد تک بڑی ہوئی داڑھی اور چھ انچ بال جو شاید کبھی دھوئے نہیں تھے

"کُچھ بھی کر لیتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔بس دو وقت کی روٹی ہی پوری کرنی ہوتی"

اطمینان سے جواب دیا شکر ہے اس وقت نوفل وہاں نہیں تھا ورنہ روٹی والی بات پر بیہوش ضرور ہوتا ۔۔۔۔۔۔ایک ماہ میں اتنا کچھ ہو گیا تھا کے اُسے اب بڑے لوگوں سے ڈر نہیں لگتا تھا دو دن پہلے ہی تو اچھی خاصی مار پڑی تھی اور اُس سے ایک ہفتہ پہلے دوسرے ملک سے غیر قانونی طور پر پاکستان واپس آیا تھا اب اور کیا تھا کوئی جان لے تو لے اور تو کسی بات کی ٹنشن نہیں تھی

"اپنے بال کٹواؤ پہلے "

اُن تین لوگوں میں سے ایک بولا

"کیوں ترے باپ کی جاگیر ہے ۔۔کمینے ۔۔۔۔۔"

ایک دم اُٹھ کر کھڑا ہوا

"سوری مسٹر محد پلیز اپنی جگہ پر تشریف رکھیں"

اب بولنے والا خان مغل ۔ تھا جو مطلب کے لیے گدھے کو بھی باپ بول سکتا تھا

تو محد سکون سے اتنی عزت ملنے پر دوبارہ سیٹ پر بیٹھ چُکا تھا

"مسٹر محد کیا آپ ہماری کمپنی کے لیے اپنی خدمات سر انجام دیں گے"

انتہاء مہذب طریقے سے پیش کش کی گئی

"میں پورے بیس ہزار لونگا"

ایک دم خوشی سے آگے ہُوا اور اپنی شرط بتائی

"ہماری کمپنی آپکو گھر گاڑی اور منتھلی الاؤنس بھی دے گی"

اِس بار بولنے والا منان تھا جو کب سے موبائل پر مصروف تھا

"آپ مکر تو نہیں جائیں گے"

بے یقینی سے منان کی آنکھوں میں جھانکا جو ایک نظر سے ہی اُسکی کالی انکھوں سے گھبرا کر نظریں پھیر گیا

"یہ رہا کانٹیکٹ"

دونوں طرف سے ہی تیزی دیکھائی جا رہی تھی

تھوڑی دیر میں تین ماہ کا کنٹکٹ سائن کر دیا گیا تھا
oooooo/oooooooooooooooooooooo

دس دن ہو گئے تھے لیکن بازل نے مایا کو پتہ نہیں کہاں رکھا ہوا تھا ایک دو دن نور نے کافی ضد کی لیکن وہ ابھی نہ سمجھ ہونے کی وجہ سے جلد ہی اُسکے لمس بھول چکی تھی بس ایک فرق آیا تھا کے اب مما کی جگہ بازل کو موم بلاتی تھی باقی پہلے کی طرح اپنے باپ کے ساتھ لاڈ کرتی

آج بازل شاہ کو فرانس جانا تھا اور پچھلے تین دنوں سے پاکستان میں سے تین ہزار لوگ سمگل کیے جہ چُکے تھے لیکن نہ تو انٹیلیجنس والے اور نہ ہے کوئی دوسرا ادارہ اس بات کے باخبر تھا

ابھی بھی اپنے لیپ ٹاپ کو سامنے کیے اُس میں مصروف تھا جبکہ نور اُسکے موبائل کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی ہے ایک منٹ بعد ایک نظر ہستی مُسکراتی نور کو دیکھ لیتا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو جاتا

.بیا اُن دونوں کی پیکنگ کرنے میں مصروف تھی

بازل شاہ اپنی کانچ جیسی براؤن آنکھیں وقفے وقفے سے گھر کے میں دوڑ کی طرف لے جاتا

دوبارہ پھر کام میں مصروف

اچانک نور اُسکا موبائل پھنک کر دروازہ کی بھاگی تو بازل کا دل کیا اس لڑکی کو دُنیا سے غائب کروادے جو سامنے کھڑی اپنی باہیں پھلائی نور کو اپنی طرف بولا رہی تھی

"موم۔۔۔۔ موم"

وہاں تک جاتی نور نے خوشی سے پتہ نہیں کتنی بار اُسکے پکارا تھا

ایک ہفتہ میں اُسکے بالوں کا رنگ تک تبدیل کروادیا تھا

اب وہ سادہ سی شلوار قمیض میں ملبوس انکھوں پر بڑے بڑے چشمے لگائے اور بال جو کافی حد تک لمبے تھے اب بس کندھوں تک آرہے تھے ہاتھوں میں چار چار چوڑیاں پہن رکھی تھیں مطلب پہلے سے جکسر تبدیل تھی

دو بار نور نے اُسے دیکھا تھا دونوں میں وہ تقریباً پینٹ اور ساتھ تھوڑی گھٹنوں تک آتی شرٹ میں تھی اور نہ ہے چشمے لگے ہوئے تھے

مایا کے مطابق یہ تبدیلی اسلیے کروائی گئی تھی کے نور اب اُسے نہیں پہچانے گی اور بازل اُسے کسی طور پر پاکستان نہیں چھوڑ کر جائے گا

بازل نے ایک نظر اُن دونوں کو دیکھا جو انتہا حد تک ایک دوسرے میں مصروف تھیں براون آنکھیں ایک مرتبہ مسکرائیں لیکن جلد ہی نظروں کے زاویہ تبدیل کر لیے گے

"مجھے نہیں لگتا تھا کے تم ایک بے حد ڈھیٹ لڑکی ہو۔۔۔ ورنہ اُس کمرے سے آنے کے بعد میں نے لوگوں کو مکمل تبدیل ہوتے دیکھا ہے"

اپنے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے ہوئے بولا

"ابھی دیکھا ہی کہاں ہے تم نے مجھے بازل شاہ جو اندازہ لگانے لگ گے"

نور کو گود میں اٹھائے اُسکی طرف آئی جو اپنا پسندیدہ کام یقینی مایا کے بالوں کو کھینچنے میں مصروف تھی اُسے تو مایا کے بال پہلے سے بھی زیادہ پیارے لگ رہے تھے

"کبھی دیکھیں گے فرصت سے۔۔۔۔ لیکن ابھی کسی فضول چیز کو دیکھنے کا من نہیں"

ابھی بھی نظریں سکرین پر چلتی ویڈیو پر تھیں

"جیسے تمہاری بیٹی کا تمھیں دیکھنے کا من نہیں"

آگلی طرف سے بھی سیدھا تیر نشانے پر لیا گیا

"فضول بکواس بند کرو اپنی"

ایک دم اُٹھ کر کھڑا ہوا وہ کون ہوتی ہے اُسکی بیٹی کو بیچ میں لانے والی

اتنی سخت آواز سے اندر پیکنگ کرتی بیا کے ہاتھ کا نپے ایک مرتبہ دل تو مایا کا بھی دہل گیا لیکن چہرے پر تاثرات بلکل سرد تھے

"بازل شاہ اپنی حد میں رہ کر بات کرو یوں عورتوں پر چلانے والے مرد زہر لگتے ہیں مجھے"

اگلی طرف سے وہ بھی پوری آواز سے چلائی تو نور جو بازل کا یہ روپ دیکھ کر سہمی ہوئی تھی مایا کو بھی اُسی روپ میں دیکھ کر با آواز رونے لگ گئی

اور زبردستی مایا کے بازوں سے اُتر کر بازل کے پاس چلی گئی اور بازل کا چہرے پر تین چار گیلی پپیاں دے ڈالیں اپنے باپ پر کسی کا چلانا برداشت نہیں ہوا تھا

بازل جو اُسکا خود کو عورت ماننے پر ہلکا سا مسکرایا تھا اب مسکراہٹ اور گہری ہوئی وہ کیوں بتا رہی تھی کے کیسے مرد پسند ہیں

مایا کو اپنی جگہ اب معلوم ہوئی تھی کیسے وہ کسی اور کے بچے پر اترا رہی تھی وہ ایک سیکنڈ میں اپنے باپ کی ہو گئی

مایا کی آنکھیں ہلکی سی نم ہوئیں جو بازل کی نظروں سے نہیں چھپی تھیں

"بابا کا شیر اپنی موم کے پاس جائے"

بازل نے جان بوجھ کر اپنا موبائل کان کو لگا کر مصروف انداز میں نور کو مایا کی طرف بڑھایا جو ایک سیکنڈ میں نور کو اپنی ہاتھوں میں لا کر دور چلی گئی تھی

"موم"

اب چہکتی ہوئی آواز بازل کے کانوں میں پڑھ رہی تھی مطلب وہ دونوں کو لڑتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی

جاتے ہی موبائل کان سے اتارا اور اب نظریں پھر لیپ ٹاپ کی سکرین پر تھیں

oooooooooooooooooo

پوری رات سڑکوں کی خاک چھین کر بھی عندلیب نہیں ملی تھی آنکھیں اب نم ہو چکی تھیں گھر پر رخسار اُسکی بات تک سننے کی روادار نہیں تھی دآمل کا موبائل نمبر بند تھا اور دیب کا موبائل ویسے ہی چارجنگ پر لگا ہوا تھا

صاف واضح تھا کے گھر سے گئی نہیں بلکہ نکالی گئی ہے

"دیب تم اتنی پاگل کیسے ہو سکتی ہو یار"

اب ہاتھ زور سے دروازہ پر مارا

ایک رات کس طرح گزُری تھی یہ اُس سے بہتر کوں جانتا تھا پتہ نہیں کیوں خوشیاں راس ہی نہیں آتیں تھی

بچپن سے ستلی ماں کے سائے میں پروان چڑھا تھا باپ وہ جس نے کبھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا کے وہ اُسکا بیٹا ہے یہ نہیں اپنی ساری محرومیاں کیسے اپنے اندر چھپے ہوئے تھا یہ وہی جانتا تھا

بچپن سے ہی ایک انسان جس نے اُسکی بات کو فوقیت دی تھی اُسکی ذات جس کے لیے اہم تھی وہ عندلیب ہی تھی اہمیت لینے کے چکر میں کب دیب اُسکے سینے میں دل بن کر

دھڑکنے لگی خود معلوم نہیں تھا آج تک دیب کو بھی نہیں بتا پایا تھا کے اُسکے ایک دیدار کی خاطر کتنی دیر اُنکی دہلیز پر بیٹھا رہتا تھا اُسکی نظروں میں اپنے لیے پیار اور احترام دیکھ کر جو سکون تالش کو ملتا تھا اُسکا کوئی مول نہیں تھا

لیکن کبھی اپنی محبت کو پیار کی زبان نہیں دے پایا تھا ایک ڈر تھا چلیے جانے کا ڈر اپنی عمر چھوٹی ہونے کہ ڈر جو کبھی بھی اپنی محبت کا اظہار نہ کر پایا

دیب کے نکاح سے کچھ دیر پہلے جو حالت ہوئی تھی اُسے نہیں لگا تھا کے اگلے کچھ پل بھی وہاں کھڑا رہ سکے گا ساری دعائیں رد ہوتی دیکھ کر ایک مرتبہ دعا سے یقین اُٹھ گیا تھا

لیکن قسمت مہربان ہوئی تھی وہ ہمشہ کے لیے اُسکے نام کے ساتھ جوڑ دی گئی تھی

لیکن اب بھی اُسکی ماں سے اُسکی زندگی کی پہلی خوشی بھی چھین لی تھی

اب آنکھوں نم نہیں تھی بلکہ آہستہ آہستہ سے اُن سے گرم سیال گالوں کو بھیگا رہا تھا

جب موبائل کی گنٹھی بجی کوئی انجان نمبر تھا جسے جلدی سے تالش نے اٹینڈ کیا

"طالش مجھے درد ہو رہا ہے پلیز جلدی آجائیں"

دوسری طرف سے آواز آئی تو جو زمین اُسکے قدموں تلے باقی تھی وہ بھی کھسک گئی

"میری جان کدھر ہو تم"

طالش تیزی سے بولا

"پتہ نہیں تالش کوئی بھائی صاحب ہیں اُنکو بھی نہیں پتہ کہ یہ کونسی جگہ ہے"

دوسری طرف سے پھر روتی ہوئی آواز اُبھری

"میری جان دیب ٹنشن نہیں لینی کُچھ نہیں ہوگا میں بس آرہا ہوں تم وہیں بیٹھی رہنا چلنا مت"

اپنی آنکھیں صاف کرتا باہر کی طرف بھاگا اور ساتھ اُسکو ہدایت بھی دے رہا تھا

"طالش پیٹ میں درد ہو رہا ہے"

دوسری طرف سے پھر بھیگی سے آواز آئی تو گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے طالش کے دل کو کچھ ہوا

"اچھا کُچھ نہیں ہوگا بس رونا نہیں"

خود ہمت ہارتا ہوا بھی اُسے حوصلہ دے رہا تھا

اب رابطہ منطقہ ہو چکا تھا

oooooooooooooooooo

"نوفل یار چیزیں آرام سے رکھنا گھر تو شیشے کا ہے کہیں ٹوٹ ہی نہ جائے"

بڑی ہی فکر سے فرنچ ونڈو کو ہاتھوں سے چھوتے ہوئے بولا

"یار میں تو کہتا ہوں رہنے دیتے ہیں انویں امیر لوگ ہیں کہیں اتنا گندہ سامان رکھنے پر ناراض نہ ہو جائیں"

نوفل کچن میں رکھے آٹومیٹک چولہے کا آپریشن کرتے ہوئے بولا

"فتر تم نے سامنے گھر دیکھا ہے لڑکیاں کیسے کپڑے پہن کر پھر رہیں ہیں"

سامنے گلاس دوڑ سے باہر دیکھتے ہوئے بالاجبکہ وہاں کھڑی لڑکیاں اُنہیں ہاتھ ہلا رہیں تھیں

"یار کب سے دیکھ رہا ہوں اب تو آنکھیں جواب دے گئی تو کھانا پکانے کا سوچا"

انتہائی سچائی کے ساتھ اپنا بیان نوٹ کروایا

"اللہ معاف کرے کبھی ہمارے گاؤں کی لڑکیاں دیکھنا کبھی لڑکوں کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی"

محد صدمے کے ساتھ بولا

جب ہاتھ میں پکڑا ٹچ سکرین موبائل وائبریٹ ہُوا

"ہائے یہ کیا ہو گیا"

اُسے دور صوفے پر پھینکا تو نوفل جو لچکائی نظروں سے باہر لڑکیوں کو ٹار رہا تھا اُسکی طرف متوجہ ہوا اور آکر موبائل پر آتا فون اٹھایا

"مسٹر محد آپ آج شام ہونے والی پارٹی میں مدوہ ہیں پلیز ہماری چھوٹی سی پارٹی میں شرکت کرکے ہمیں شرف بخشیں"

کوئی لڑکی بہت ہی مودبانہ طریقے سے بولی

اور موبائل بند ہوگیا

"نوفل میڈم کی یاد آرہی ہے"

وہیں صوفے پر ڈھیر ہوگیا یہ دورہ روزدن میں تین مرتبہ پڑتا تھا اور بچارا نوفل اتنی اتنی دیر اُسکی گھسی پٹی محبت کی کہانیاں سنتا اُسے حوصلہ دیتا

"یار کہیں میڈم مرمارا تو نہیں گئی۔۔۔۔ورنہ ایسے تو تمہاری جان چھوڑنے والی نہیں تھی"

نوفل کی نظریں ابھی بھی باہر اپنے جسم کا دکھاوا کرتے کھڑی تھیں اُن پر تھیں

جب اپنی گردن پر کسی کی آہنی گرفت محسوس ہوئی پیچھے کی طرف دیکھا محد خطرناک حد تک سخت تاثرات لیے اُسکی طرف دیکھ رہا تھا

"آئندہ میڈم کے بارے میں یہ باکواس کی تو اپنے ہاتھوں سے جان لوں گا میں"

آہستہ آواز میں غرایا تو ایک سیکنڈ کے لیے نوفل کو اُسکی سیاہ آنکھوں سے خوف آیا

"یار میں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ابھی وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتا محد نے چُپ رہنے کا اشارہ کیا

"میڈم چاہے مجھے جان سے ماردیں تم اپنی اُسکے بارے میں بولنے کے حقدار نہیں ہو"
عجیب سا جنون تھا اُسکی باتوں میں یہ وہ والا محد نہیں تھا یہ کوئی اور جنونی سا انسان تھا جس کی آنکھوں میں اُسکا عشق ناچ رہا تھا
oooooooooooooooooooooooo

"قاسم یار جلدی کرو پتہ کرو یہ نمبر کس اریا کا ہے"
مسلسل اپنے دوستوں سے فون پر رابطہ میں تھا لیکن ابھی تو نمبر ٹیراس نہیں ہوسکا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دل کی دھڑکنیں متواتر بڑھ رہیں تھیں
پھر سے فون آیا تھا نمبر کی لوکشن معلوم ہوچکی تھی اور طالش کا دل تھا کے ایک سیکنڈ میں پر لگا کر دیب تک چلا جائے ریش ڈراونگ کرتے ہوئے متوقع جگہ پر پہنچا جہاں دیب کا دور دور تک نشان نہیں تھا
وہ ڈابہ نما کمرہ تھا لیکن خالی جیسے پرسوں سے یہاں کوئی آیا ہی نہ ہی اور باہر سے تالا لگا ہوا تھا
اب گھٹنوں کے بل بیٹھ کر سر اپنے ہاتھوں میں گرالیا
"اللہ میری مدد کر"
دل سے اہ نکلی کیوں کے جیتنا وہ خود کر سکتا تھا کیا تھا لیکن دیب نہیں ملی تھی

اچانک سے کسی کے سسکنے کی آواز کانوں میں پڑی تو سارا وجود پل میں کان بن گیا لیکن سمجھ نہیں آئی تھی آواز کہاں سے آرہی ہے

"دیب۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیب"

انتہائی اونچی آواز میں چلایا اور چاروں طرف کو دیکھا لیکن اگلی طرف سے جواب ندید تھا ذہن میں کچھ کلک ہوا تو اُسی کمرہ کی پچھلی سائڈ کی طرف تیز قدم اٹھاتا ہوا گیا اور سامنے دیوار کے ساتھ لگی دیب جس کے سر سے خون بہہ رہا تھا ہوش وخرد سے بیگانہ پڑی تھی

"دیب میری جان ادھر دیکھو"

پاس جا کر اُسکے چہرے کو تپتھپا لیکن اُسکو چھونا برف پر ہاتھ رکھنے کے برابر تھا اتنی سردی میں صرف ایک باریک سے شال جو سردی روکنے سے قصر جسم جیسے برف میں لگا ہو جلدی سے اُسے اپنے بازوں میں بھرا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اُسے تقریباً لیٹا دیا اپنی جیکٹ اُتار کر اُسکے شانوں پر ڈالی پھرتی سے آگے آکر ہیڑ فل سپیڈ پر کیا ایک نظر اُسے دیکھا جس کا ہاتھ پیٹ پر تھا شاید بیہوش ہونے سی پہلے اُسے شدید درد تھا لیکن یہ سمجھ نہیں آرہی تھی کے سر پر چوٹ کیسے لگی ہے

نزدیک ہی ایک چھوٹا سا ہاسپٹل تھا وہاں جانے کا اردہ تھا کیوں کہ وہ نہ ہی اپنی بیوی اور نہ بچہ کو کھونے کا حوصلہ رکھتا تھا

"سوری دیب مجھے نہیں پتہ کیوں لیکن میں تمہاری ہر بار حفاظت کرنے میں ناکام ہوجاتا ہوں"

صدمے سے دل میں سوچا

وہ کوئی فلم یہ ڈراما کا ہیرو تھوڑی نہ تھا جو عین موقعہ واردات پر پہنچ کر کُچھ غلط ہونے سے پہلے ہی بچا لیتا

جو بھی تھا اتنا یقین ہوگیا تھا کہ غلط عورت کی چال مضبوط سے مضبوط انسان کو بھی اُسکے عشق کے فرائض سے ڈگمگا سکتی ہے

اور یہی ثابت ہورہا تھا

oooooooooooooooooooooo

نور کو اپنے سینے پر لیٹے بازل پتہ نہیں کونسی راز و نیاز کی باتیں سنا رہا تھا جس وہ بہت ہی خاموشی سے سن رہی تھی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی وہ لوگ فرانس آئے تھے اور مایا کو لگا تھا اِس انسان کو سمجھا کسی کے بس کی بات نہیں

ابھی بھی صوفے اور بیٹھی لیپ ٹاپ پر نوین کا میل اکاؤنٹ ڈھونڈ رہی تھی جو مل ہی نہیں رہا تھا اور ایک نظر بازل کو نور کو دیکھ لیتی جو تھوڑی دور بیڈ پر ماجود تھے بازل کا ایک ہاتھ جو اُسے نظر آیا تھا اُس پر ایک بینڈ سا بندھا ہوا تھا اور جس دن سے اُسے دیکھ رہی تھی وہ بینڈ اپنی جگہ

سے نہیں ہٹا تھا شاید کوئی جدید تحقیق کا آلہ تھا لیکن مایا کی نظریں بار بار اُس پر ہی جا کر ٹھہرتی تھیں اُسکی سپید کلائیوں پر جیتنا وہ بلیک بینڈ جچتا تھا مایا کو اتنا ہی زہر لگتا تھا

"مام۔۔۔۔ائی"

ابھی ان ہی سوچوں میں مصروف تھی جب نور نے اُسے مخاطب کیا تو نظریں اُٹھا کر دیکھا بازل شاہ سوچکا تھا تبی نور کو اُسکی یاد آئی جواب ہاتھ ہلا کر اپنے پاس بولا رہی تھی

"پتہ نہیں کیا سمجھ رکھا ہے دونوں باپ بیٹی نے مجھے مجال ہے جو اپنی مرضی سے کہیں بیٹھنے بھی دیں"

یہ سب فتور تب سے تھا جب نور زبردستی اُسے اپنے باپ کے کمرے میں لے کر آئی تھی

"پتہ نہیں میری محنت سے اس فراڈ انسان نے کیا کیے ہونا میرے تو ہاتھ پاؤں ہی بندھ رکھے ہیں لیکن بہت جلد میں تمہارے چُنگل سے نکل جاؤں گی"

اپنی فائل یاد آنے پر دل ہی دل میں اُسے کوسنے لگی کیا تھا اب اُسکے پاس نہ نکاح نما نہ شرائط نامہ نہ ہو اپنی فائلز جو مغل کو برباد کرنے کے لیے کافی تھیں

اچانک نظر نور پر پڑی جو مایا کا اپنی طرف دھیان نہیں ہونے کی وجہ سے اپنا نچلا ہونٹ باہر نکالے رونے کی تیاریوں میں تھی

سارا غُصہ ایک سیکنڈ میں غائب ہوا تھی ہی اتنی پیاری اُس پر کون غُصہ کر سکتا تھا

"نورِ ایماں"

اُس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر غریب آگئی بس بیڈ سے دو قدم دور تھی

اب نور باقاعدہ اُسے بیڈ پر ہاتھ مار کر بیٹھنے کا کہہ رہی تھی جبکہ خود ابھی بھی بازل کے چوڑے سینے پر ماجود تھی ایک ہاتھ نازل کے بالوں پر تھا لیکن چھوٹے ہونے کی وجہ سے ہر منٹ بعد چھوٹ جاتے تھے

"نور آجاؤ ہم باہر کھیلیں گے"

ہاتھ بڑھا کر اُسے اٹھنا چاہا لیکن آگے شاید بھول رہی تھی کے بازل شاہ کی بیٹی تھی جو بس اپنی منوانا جانتا تھا

نور نے سر نہ میں ہلایا تو مشکل سے مایا کنارے پر بیٹھ گئی پست بازل کی جانب تھی جانے اُسے کیوں لگ رہا تھا کے وہ سو نہیں رہا لیکن اُسکی سانس لینے کی رفتار سے یہی ظاہر تھا کے وہ گہری نیند میں ہے بیٹھی سامنے دیوار کو دیکھا رہی تھی اب اتنا تو نہیں کر سکتی تھی کے بازل کے سینے پر ماجود اُسکی بیٹی کو کھیلا سکے یہ توانا کا مسئلہ تھا

یکدم سے نور نے اپنے پورے زور سے اُسے بال کھینچے تو سنبھلنے کا موقع ملے بغیر ہی پیچھے کی طرف گری تو سر پوری زور سے بازل کے شانے سے ٹکرایا

اب منظر یہ تھا کہ نیچے بازل اُسکے اوپر نور جبکہ اُسکے کندھے اور بازو پر مایا تھی

یکدم سے دھڑکنوں کا شور پورے کمرے میں گونجا لیکن یہ دھڑکنیں بس مایا کی ہی نہیں تھی ان میں کوئی بھی دھڑک رہا تھا جس سے مایا بے خبر تھی اِس سے پہلے کے وہ اُٹھتی نُور میڈم بہت سکون سے بازل کے سینے سے مایا تک کر سفر کر چکی تھی مایا کے پیٹ پر بیٹھی آگے کی طرف جُھک کر اُسکے گال پر گیلا سا پیار کا اظہار کر رہی تھی اور ساتھ ہی اُسکی کلکاریاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں

مایا کنگ تھی کے اتنا وزن یکدم اپنے اوپر آنے پر بھی وہ چالاک انسان گہری نیند کیوں سو رہا ہے یہ تو مردوں سے شرط لگا کر لیٹا ہے یہ پھر خود مُردوں میں شمار ہو چکا ہے

"دونوں میرا قیمہ بنا دو"

با آواز بولی تو نور کی قلقاری ایسے گونجی جیسے وہ اُسکا مطلب سمجھ گی ہو

بازل نے کروٹ لی تو مایا اُسکے شانے سے بازو پر آگئی نور اُس کے گلے میں بازو ڈالے اُسکے اوپر لیٹی ہوئی تھی جبکہ بازل شاید مایا کو نور سمجھ کر دوسرا بازو اُسے کے گرد حائل کر چُکے تھا

اُسکی اس حرکت پر مایا کا دل کیا پسٹل سے گولی مار دے یا پھر زہر دے دے اس چھچھورے انسان کو دن میں تو اسکو ہاتھ نہ لگانے کی قسمیں کھاتا ہے اور اب ایسے پھیل رہا ہے جیسے اُسکی جاگیر ہو

" بیغرت انسان ہٹو پیچھے "

اب ہمت جواب دے گئی تو غریائی

"مام"

نوراب اپنے ہاتھوں سے اُسکے گال کھینچ رہی تھی ساتھ ساتھ سمائیل بھی دے رہی تھی

سیدھی بات پورا مسکا لگا رہی تھی کے وہ یہاں سے نہ ہلے

اب غُصہ سے نور کو پیچھے کیا اور خود تھوڑی سی سیدھی ہوئی تو ایک ہاتھ آناً فناں ہی بازل کے

دل کے مقام پر لگا تو اُسکی دھڑکنیں تو آسمان کو چھو رہی تھی کسی خیال کے تحت پہلے مرتبہ

غور سے اُسکا چہرہ دیکھا کُچھ شانشہ سا تھا جیسے وہ پہلے بھی یہ نقوش دیکھ چُکی ہو لیکن نہیں اتنا

مغرور انسان اُسکی زندگی میں کہیں نہیں تھا

کافی دیر اُسی سمت بیٹھی دیکھتی رہی اتنا خوبصورت مرد پہلے تو کبھی نہیں دیکھا تھا کتنا مکمل

سا انسان تھا مایا کی دھڑکنیں خود با خود تیز ہو رہیں تھیں غیر ارادہیں طور پر اُسکے ہاتھ بازل کے

بالوں تک گے جو ابھی بھی ماتھے پر اپنی حکمرانی جمائے ہوئے تھے

"بابا"

پیچھے سے نور کی چیخ سنائی دی تو ہوش کی دُنیا میں واپس آئی اور فوراً پیچھے مڑی نور بیڈ سے نیچے

گر گئی تھی

"میری جان"

اِس سے پہلے مایا اُسے اٹھاتی بازل اُسے ایک جھٹکے سے اُٹھ کرا پنے بازوں میں بھر چُکا تھا

آنکھیں ایک سیکنڈ میں لال انگارے جیسی ہو چکیں تھی

حیرت کی بات یہ تھی وہ کچھ کہے بغیر بھاگ کر نور کو باہر لے گیا

مایا کو ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا اُسکی وجہ سے نور کو چوٹ لگ کیا ہوتا اگر دو منٹ اور اُسکا بازوا پنے گرد برداشت کی لیتی

ابھی اسی ٹنشن میں گھوم رہی سمجھ نہیں آرہا تھا کے باہر کیسے جائے ایک چیز اُسنے نوٹ کی تھی کے نور کو ڈاکٹر پاس لئے جانے کے لیے دو گاڑیاں گیں تھی ایک میں بس بازل دوسری میں بیا

"خیر امیر لوگوں کی چونچلے"

یہ بات کہہ کرا پنے وہموں سے جان چھڑائی لیکن اب کافی دیر ہو گئی تھی اُن لوگوں کو واپس ائے نور کے کھیلنے کے آوازیں تو آرہیں تھی لیکن وہ اُسے پکار کیوں نہیں رہی تھی یہ بازل کدھر تھا ابھی انہیں سوچیں میں گھوم رہی تھی جب دروازہ کھولا

توسامنے اب وہ براؤن انکھوں میں غضب لیے کھڑا تھا سیاہ رنگ کی قمیض شلوار جس کے بازو کہنیوں تو فلوڈ کر رکھے تھے اتنا تو پتہ تھا کہ یہ انسان یہ لباس بہت کم ہی پہنتا ہے لیکن جب پہنتا ہے تو غضب ہی ڈھتا ہے

"مس مایا شیخ اگر تم بچی کو سنبھال نہیں سکتی تو کیوں اُسے اپنی طرف متوجہ کرتی ہو پتہ ہے تمہاری وجہ سے آج میری بیٹی کے پہلی بار چوٹ لگی ہے"

اب اُسے بازو سے پکڑ کر غرا رہا تھا مایا نے اُسکی اتنی اونچی آواز پر کانوں پے ہاتھ رکھے

"مسٹر بچے گرتے ہی ہوتے ہیں نور کو جان بوجھ کر نہیں گرایا"

آگے سے اُس جتنی ہی آواز میں چلائی

"لوگوں کے بچے گرتے ہونگے وہ میری بیٹی ہے بازل شاہ کی جو کبھی نہ گر سکتی ہے نہ گرائی جا سکتی ہے۔۔۔"

اب اُسے بیڈ پر دھکا دے چُکا تھا

"ایک اور بات اب تم دور ہی رہنا میں نہیں چاہتا کسی فالتو انسان کی وجہ سے میری بیٹی کی آنکھوں میں ایک بھی آنسو ائے"

مایا کو سخت چھوڑ کر چلا گیا تھا جبکہ مایا اُس انسان کے غرور کی انتہا دیکھ رہی تھی

"کاش میرا باپ بھی ہوتا تو تم سے اپنی بیٹی کے آنسوؤں کا بدلہ لیتا بازل شاہ"

بے دردی سے اپنے گال رگھڑے آواز اتنی اونچی تھی کے باہر سے سنا جا سکتا تھا بس وہیں لیٹی چھت کو گھورتی رہی جہاں تک کے نیند نے اُسے دُکھوں سے دور لے گئی

oooooooooooooooooooo

محد پارٹی میں آیا تو یہ بات محسوس کی تھی ہر کسی کا دھیان اُسی میں تھا لیکن وجہ کیا تھی یہ نہیں جانتا تھا

"سر ڈرنک"

کسی لڑکی کی بات پر پیچھے ہُوا تو اُسے ہاتھ پر نظر گئی جس میں کچھ سفید رنگ سا تھا لیکن پانی نہیں تھا

"میں نہیں پیتا"

سمجھ چکا تھا کے وہ کوئی جوئس نہیں بلکہ شراب ہے اسلئے بغیر لگی لپٹی کے جواب دیا

"کبھی کبھی پی لینی چاہیے ویسے بھی تمہارے جیسے جوان کی تو یہ عمر ہے"

پیچھے سے منان نے اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"سر آپ کہتے ہیں تو ضرور"

جس انسان نے ایک دن میں زمین سے آسمان تک پہنچا دیا وہ تو زہر کا کہتا تو بھی آسانی سے پی لیتا

اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سوفٹ ڈرنک کو رکھتے ہوئے ہاتھوں کی ہھیر پھیر سے دوبارہ پھر رکھنے والا گلاس ہی اُٹھا چکا تھا جو کسی کی آنکھوں میں نہیں آیا تھا

تھوڑی دیر وہاں ماجود ہر انسان نشے کی مدھوشی میں جھوم رہا تھا لڑکیاں اپنے جسم کی نمائش میں مصروف جب کے وہاں ماجود مرد ہوش کی دُنیا میں نہیں تھا

"محد کبھی کسی پارٹی میں ائے ہو؟"

دکھلاوے کے طور پر نشے میں ہونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا

"تمہارا قصور نہیں ہے یہ امیر بندر ہوتے ہی پاگل ہیں۔۔ میں ان کو پاگل بنایا ہے اب یہ مجھے بنا رہا ہے۔۔۔ اللہ کی قدرت"

دل میں سوچ کر ایک نظر پھر منان کو دیکھا

"آیا تھا سر تھوڑے دن پہلے ہی ایک لڑکی مجھے اغواء کر کے لے ائی تھی پھر میں بہت مشکل سے جان چھڑا کر بھاگا تھا"

اب اتنا بھی پاگل نہیں تھا کہ اپنی میڈم کو پھنسا دیتا

"لڑکی کون تھی؟؟؟ بڑی حیرت کی بات ہے تم جیسے کڑیل جوان کو اغواء کر کے لے آئی"

وہ ابھی بھی اُس سے سچ اگلوانے کے چکر میں تھا

"پتہ نہیں کون تھی سر لیکن اُس نے بعد میں مجھے مارا۔ بہت کوئی خدا کا بندہ مجھے گھر چھوڑ گیا ورنہ مجھے مار ہی دیتی"

ایک گھونٹ سوفٹ ڈرنک کا اپنے اندر انڈیلا اور اب جان بوجھ کر نشے سے جھومتا دوسری طرف کو چل دیا

"لے کر کہاں گئی تھی وہ لڑکی تمھیں"

اسکو پیچھے کندھے سے پکڑا اور اپنی طرف متوجہ کیا

"آبے کون سی لڑکی"

اُسکا گریبان پکڑ کر جھول رہا تھا

"وہی جو بنتی تو بہت ہے پر ہے مست مال"

آنکھ دبا کر پھر اُسکی یاداشت واپس لانا چاہتا تھا

محد نے ایک زور کا گھنسا اُسکی گردن پر مارا

"ابے دوسروں کی ماں بہن کے لیے یہ بولتے ہوئے شرم نہیں آئی تجھے کمینے انسان"

اب گریبان کی گرفت میں سختی آئی تھی تو پیچھے سے گارڈز نے اُسے دبوچا

اب نشے کی مصنوئی بے ہوشی کا ناٹک کیا تو منان کے تاثرات نرم ہوئے

" نشے پہلی بار والوں پر زیادہ اثر کرتا ہی اِسے کواٹر میں چھوڑ آؤ"
کہتا ہوا پیچھے آتی حسینہ کی طرف متوجہ ہوا جبکہ گارڈز محد کو گھسیٹے اپنے ساتھ لے جا رہے تھے
oooooooooooooooooooooo

"آپکی مسز کا بلڈ بہت زیادہ بہہ چکا ہے اور سر پر چوٹ بھی گہری ہے اسلیے جلدی ہوش میں نہیں آئیں گیں"
ڈاکٹر اپنے پروفیشنل انداز میں سر جھکائے بیٹھے طالش سے مخاطب تھی
"اور۔۔۔۔۔ ہمارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ب۔۔۔بچہ؟"
کتنا مُشکل سوال تھا نہ اُس انسان کے لیے جو پہلے ہی خون کے رشتوں کا پیاسا تھا جسے اپنوں نے ڈسا تھا
"بے بی ماشاء اللہ ٹھیک ہے حیرت کی بات ہے پورے چوبیس گھنٹے آپکی بیوی بھوکی رہیں ہیں لیکن پھر بھی بے بی بلکل ٹھیک ہے۔۔۔۔ اور اُنکو درد اور بیہوشی کی وجہ بھوک ہی تھی "
ڈاکٹر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی
وہ حیران تھی کے ابھی بیس یہ بائیس سال کا لڑکا اپنی بیوی اور بچے کے لیے اتنا پروگریسو تھا

"ویسے ابھی آپکی بیوی کی عمر ابھی بہت کم ہے آپ کو اتنی جلدی اپنی فیملی پلان نہیں کرنی چاہیے تھی"

ڈاکٹر کے ذہن میں کمزور سے دیب کا نقشہ آیا تو طالش قد اور عمر میں لڑکی سے بڑا ہی لگا تھا

"ہمیں بچوں خواھش جلدی ہی تھی"

اپنی مسکراہٹ بہت مشکل سے روکی تھی

کاش یہ بات وہ دیب کے ہوش میں آنے کے بعد کرتی تو دیب خوشی سے اگلے جہاں میں چلی جاتی کے وہ اُس سے چھوٹی لگتی ہے

"میں اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہوں؟؟"

سوالیہ نظروں سے چُپ کھڑی ڈاکٹر سے پوچھا تو اُسنے ہاں میں سر ہلایا

تھوڑی دیر اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے بعد اب وہ دیب کے پاس بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر پٹی کی ہوئی تھی اور چہرہ زرد پڑا تھا

"ویسے چھوٹے نمونے تم نے میری بیوی کو بہت تنگ کر دیا ہے کیسے کمزور ہو گئی ہے میری دیب تمہاری وجہ سے"

ایک ہاتھ سے چھوٹے سے وجود کو محسوس کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی ڈانٹ بھی رہا تھا

ساری رات جگانے کی وجہ سے اب سر بھاری ہو رہا تھا اور وہیں بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موند گیا

oooooooooooooooooooooo

آج بازل کسی کونفرنس میں گیا ہوا تھا اور مایا اُس فلیٹ میں اکیلی تھی کیوں کے نور اور بیا بھی الگ گاڑی میں کہیں گیں تھیں لیکن کہاں یہ نہ پوچھنے کی اجازت تھی اور نہ جاننے کی

اور آج مایا کے ذہن میں مغرور انسان کے بارے میں جاننے کی خواہش پیدا ہوئی تھی

اپنا آپ خود با خود اُسکی طرف کھیچتا ہوا محسوس ہوتا اب تو اکثر اُسکے چہرے پر سے نظریں ہٹانا دُنیا کا مُشکِل ترین کام لگتا تھا

"آج تو اپنی فائل نکال کر ہی رہوں گی۔۔ اور پھر چلی جاؤں گی یہاں سے پتہ نہیں نوین اور محد کا کیا ہوگا؟؟؟"

محد کا نقشہ ذہن میں آتے ہی سیڈ ہو گئی

بازل کا کمرہ بھی کھلا ہوا تھا تو دندناتی ہوئی اُسکے کمرے میں گھس گئی چند گھنٹوں میں ہی کمرے کا نقشا بدل چکا تھا ایک صاف ستھرا کمرہ اب کوئی کوڑے کا ڈھیر ہی لگ رہا تھا غُصہ میں بھول گئی تھی کے وہ کونسا اُسکی مستقل رہائش گاہ تھی جو اپنی فائلز یہ دوسری چیزیں وہاں رکھتا اب تو غُصہ چڑھ گیا اور چیزیں اُٹھا اُٹھا کر دیوار میں مار رہی تھی

"مجھے پہلے یقین تھا تم پاگل ہو پر ثبوت دینے کی کیا ضرورت تھی"
پیچھے سے ایک گمبھیر ائی تو پیچھے کی طرف ہوئی
بازل جو اپنا بکھیرا ہُوا کمرہ دیکھ کر غُصہ سے لال ہو رہا تھا مایا سے بولا
"تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔۔۔۔۔ دیکھو جو مرضی کرو فائلز کے ساتھ لیکن مجھے طلاق۔۔۔"
"چٹاخ"
ابھی بات منہ میں ہی تھی جب مراد نہ بھاری ہاتھ اُسکی گال پر پڑا تو پیچھے بیڈ پر گری
"دیکھو میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اُٹھاؤ یہ رشتا نہ تمہاری مرضی سے بنا ہے اور نہ ہی ختم ہو گا یہ ذہن میں رکھنا"
اُسکے سپاٹ اور غُصیلے لہجے ایک مرتبہ تو مایا کا دل بیٹھا لیکن ساتھ ہی اپنے تاثرات سخت کیے
"کیا سمجھتے ہو تم تمھیں پتہ ہے عورت پر ہاتھ اٹھانا مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہوتی ہے اور مرد سے مار کھانا عورت کی سب سے بڑی بیوقوفی۔۔۔"
"چٹاخ"
اب ہاتھ بازل کے گال پر پڑا تھا بازل کی آنکھوں کا رنگ ایک سیکنڈ میں تبدیل ہوا ماتھے پر بل پڑے اور مٹھیاں زور سے بھینچ لیں

ایک سیکنڈ مایا کو اُسکی انکھوں سے خوف آیا اور بیڈ پر کھڑی ہی تھوڑی پیچھے ہوئی
بازل نے اُسکا بازو کھینچا اور کٹی دوڑ کی طرح اُسکی طرف کھینچی لیکن دونوں میں ایک فٹ کا فاصلے ابھی برقرار تھا
"کیا سمجھتی ہو اپنا وہ پرانا عشق یہ پھر محد عرف پپو جو تمہاری ہر بات پر سر جھکائے گا یہ پھر تم ہاتھ اُٹھاؤ گی اور ہنستے ہوئے کھالے گا۔۔۔۔۔ یہ مت بھولو میں ہوں "بازل شاہ "اور یہ نام تم چاہ کر بھی مت بھولنا۔۔۔۔ اگر بھولی تو ایسا یاد کرواؤں گا کے تمہارے اگلے بھی یاد رکھیں گے "
اُسکے بولتے ہوئے پتہ ہی نہیں چلا جب اپنے ہاتھ میں پکڑا بلیڈ اُسکی کلائی پر چلا چُکا تھا ابھی تو نیچے خون کی پھوار گر رہی تھی لیکن مایا کو درد نہیں ہوا
نیچے خون پر نظر پڑی تو تڑپ کر اپنی کلائی دیکھی جو ساری خون سے بھر چکی تھی
"یہ پرومو تھا انشاء اللہ فلم دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"
چہرے پر ظالم سی مسکراہٹ سجا کر پیچھے گیا تو مایا نے درد کی شدت سے اُسکی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی
خود ہی کٹ لا کر بیڈ پر رکھی اور اُس سے ضرورت کی چیزیں نکال کر اُسکی کلائی پکڑی
بازل کے نرم سے لمس پر ہوش کی دُنیا میں واپس آئی

"ہاؤ دائیڑیو ٹوچ می"

اپنی کلائی اُسکی مضبوط گرفت سے نکال کر دھاڑی

"میری بیوی ہو تم حق ہے تم پر اتنا ہی نہیں اور بھی بہت سے حق ہیں جو ابھی نہیں وصولے میں نے۔۔۔۔بس بہت جلد وصولنے کا ارادہ رکھتا ہوں"

اُسکی انکھوں میں دیکھتے ہوئے معنی خیز الفاظ میں بولا

"کونسے حق بازل شاہ۔۔۔کونسی بیوی۔۔۔۔یہ شادی صرف اور صرف تم نے مجھے دھوکے سے کی ہے۔۔۔۔"

آنکھوں میں نمی تھی لیکن بازل نے اُسے دیکھئے بغیر ہی دوبارہ اُسکی کلائی پکڑی اور زبردستی اُسکی کلائی پر پٹی بندھی اور وہاں سے چلا گیا

"کیا ہو تم۔۔۔۔بازل شاہ کوئی بہروپیا یہ کوئی نظر کا دھوکا"

سوچ کر سر جھٹکا اب بازو میں درد بڑھ رہا تھا اور انکھوں سے آنسو باہر آنے کو بے تاب

oooooooooooooooooooo

"کیسی ہو دیب اِدھر دیکھو"

نرمی سے ہاتھ سہلاتا ہوئے دیب سے پوچھا جو بے یقینی سے چھت کو گھور رہی تھی

"میرا بچہ کھا گی وہ"

اچانک اپنا ہاتھ چھوڑا کر بے دردی سے بنولہ اُتارا دیا

"دیب ہمارا بچہ ٹھیک ہے"

آگے بڑھ کر اُسکا سر اپنے سینے پر رکھا

"نہیں تم بھی ساتھ تھے۔۔۔۔ تم بھی کھا گے میں کیا کہوں گی اپنے شوہر سے"

روتی ہوئی اُسے پیچھے دھکیل کر بولی تو تالش بے یقینی سے اُسکی طرف دیکھ رہا تھا

"دیب میں ہوں طالش"

اُسکا چہرہ تھام کر بولا

"نہیں تم مجھے مار دو گے۔۔۔۔۔۔ میرا طالش ایسا نہیں ہے وہ مجھے ڈھونڈ رہا ہو گا

۔۔۔۔۔ وہ چڑیل کھا گی میرا بچہ"

اپنے بال کھینچ رہی تھی تالش دو قدم پیچھے ہوئے

اُسکا شور سنتے ہی اسٹاف میں سے ڈاکٹر اور نرس اندر آئیں

"شاید شدید صدمہ لگا ہے انکی ایسی حالت میں ہو جاتا ہے موت کو قریب سے دیکھ کر آئی

ہے اسلیے تھوڑا ٹائم لگے گا"

ڈاکٹر نے باہر بیٹھے تالش کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"میں سمجھ سکتا ہوں"

چند آنسو ٹوٹ کر اُسکی گال پر گرے

کون تھا اُسکے پاس نہ ماں نہ باپ نہ بھائی اور بیوی پہچا نئے سی انکاری تھی صبر کا پلو اُسکے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا

"اُنہیں آپ کی اِس وقت بہت ضرورت ہے۔۔۔۔اُن کے ذہن سے نکالنا ہوگا کے اُسکا بچہ اب نہیں ہے یہی بات سب سے زیادہ صدمے کا باعث ہے"

اپنے پروفشنل انداز میں بول کر آگے چلی گی

تو اپنی آنکھوں کو خود ہی صاف کر کے اُٹھا

اپنا سہارا خود کو ہی بننا تھا اپنے بچے کے لیے اپنی جان سے عزیز بیوی کے لیے

اتنی سی عمر میں کونسا غم تھا جو اُس سے چھپا ہوا تھا ٹوٹنا تو بنتا تھا

oooooooooooooooooooooo

"وہ لڑکی بد کردار ہے طالش کیوں نہیں سمجھ رہے پتہ نہیں اُس رات کس کے ساتھ بھاگ گئی اور اب تمہیں میرے خلاف کرنے کے لیے بستر پر لگ گئی ہے"

وہ بولتی جا رہی تھی جبکہ تالش کی مٹھیاں سختی سے بھینچی ہوئی تھیں آنکھیں لال انگارا ہوئی پڑی تھیں چہرے سے تاثرات تن چکے تھے

"امی میں آپ کو ماں سمجھتا ہوں یہ نہ ہو ایک بیٹا مجبور ہو کر اپنے ہاتھ پر گرفت کھو دے"

نظریں ابھی بھی نیچے جبکہ لفظ بہت چبا کر کہے تھے اور اُنکا مفہوم بھی واضح تھا

"کیا کہا اب تم ایک طلاق یافتہ۔۔۔ بدکردار۔۔۔۔ پتہ نہیں کیا ایسی بات ہوگی جو نکاح کے دس منٹ بعد اگلے طلاق منہ پر مار کر چلے گئے۔۔۔۔۔۔ اُس لڑکی کے لئے اپنی ماں جس نے چھوٹے سے ہوتے کو پالا اُس پر ہاتھ اٹھاؤ گے تم"

غُصہ سے لال پیلی ہوتی اُسکے سامنے آئی

تو تالش نے سامنے پڑی چیئر کو اتنی زور سے کک لگائی کے دور جا گری

ایک لمحے کے رُخسار سہم کر پیچھے ہوئی

"وہ میری عزت ہے میری اولاد کی ماں میں اُسکے کردار پر ایک لفظ برداشت نہیں کروں گا آئندہ یہ بات ذہن میں رہے"

غُصہ سے چنگڑا

"کس عزت کی بات کر رہی ہو وہ اُس رات تمہارے چہرے پر کلک تھونپ کر۔۔۔۔۔"

تالش نے اُسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا

"مجھے یہ بھی پتہ ہے آپ نے نکلا تھا اُسے اور کیوں نکالا تھا یہ بھی جانتا ہوں"

اُسے شدد چھوڑ کر آگے بڑا

"میں اب دوبارہ اپنی بیوی کو اس جہنم میں نہیں لاؤں گا رکھیں اپنا گھر اپنے پاس"
گھر کے کاغذات اُسکے منہ پر مار کر دروازہ کی طرف بڑا
"تمہارے باپ کی وصیت کے مطابق اگر یہاں سے جاؤ گے تو ایک انا بھی نہیں ملے گا"
آنکھوں میں ایک شیطانی جھلک آئی
"یہاں میری بیوی اور بچہ غیر محفوظ ہوں میں ایسی دولت پر تھوکتا بھی نہیں ہوں"
حقارت بھرے لہجے میں بول کر وہاں سے چلا گیا
"دیکھتی ہوں شروع سے دولت میں کھیلتے آئے ہو اب کیسے رہو گے تمہارے پاس تو
ڈگری تک نہیں ہے تالش ابراہیم"
پیچھے سے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتی با آواز بولی تو تالش نے پیچھے دیکھا ہی نہیں بلکہ سیدھا
باہر چلا گیا
••••••••••••••••••••••••
کلائی پر لگا زخم اب بھر چکا تھا اُسکے بعد بازل کا سامنا کم ہی ہوا تھا کھانا وہ اکثر باہر سے ہی
کھاتا تھا ادھر آکر بس نور میں ہی کھویا رہتا تھا
"سنو"
ابھی باہر لاؤنج میں بیٹھی کافی کو بھاپ اُڑا تھی جب پیچھے سے بازل کی آواز آئی

لیکن پوری ڈھیٹ ہونے کی ثبوت دیتے ہوئے اسے اگنور کرتی کھڑی رہی

"آج پارٹی ہے بس تھوڑے ہی لوگ ہونگے تو تھوڑا تیار ہوجانا اور نور کو بھی تیار کردینا"

دو منٹ انتظار کے بعد خود ہی بولنا پڑا

"تو تمہیں کیا لگا میں تم جیسے فضول انسان کے کہنے پر کہیں جاؤں گی یہ تیار ہونگی تو غلط فہمی ہے تمہاری"

بغیر پیچھے کی طرف موڑے ڈھنکے کی چُوٹ پر جواب دیا

"مت بھولو اُس فضول انسان کی بیوی ہو تم"

اُسکا بازو اپنی اہنی گرفت میں لیتے ہوئے غرایا

"تو مسٹر بازل آج سورج کس رخ سے نکلا جو تم مجھے بیوی کہہ رہے ہو وہی ہو نہ جو کہتے تھے کی میری طرف دیکھنا بھی تمہاری اوقات سے باہر ہے"

اُسے لاجواب کرگئی اور ساتھ چہرے پر ایک تمسر تھا

"اور میں اکثر اپنی باتوں سے مُکر جایا کرتا ہوں"

اُسکے اور اپنے درمیان حائل فاصلے کو کم کرتا بلکل اُسکے قریب جا کھڑا ہوا اب دونوں کے درمیان بس چند انچ۔ کا فیصلہ تھا مایا نے دو قدم پیچھے کو لیے چہرے کے تاثرات ابھی بھی سپاٹ تھے

"لیکن میں وعدوں اور ارداوں کی پکی ہوں"

"کس کے ساتھ کیے ہیں وعدہ تم نے یہاں تک مجھے لگتا ہے تم چھوڑ کر چلے جانے والوں میں سے ہو"

ہر بار وہ اُسکی ایسی رگ پر ہاتھ رکھتا تھا جس کے احساس جُرم رات بھر سونے نہیں دیتا تھا

"لیکن تمہارے طرح لوگوں کی مجبوریاں کو فائدہ نہیں اٹھاتی"

پتہ نہیں کیوں پر دونوں ایک دوسرے کو آخری حد تک تکلیف دینے کی بات پر آمادہ تھے

"اٹھایا تھا میڈم آپ نے ایک غریب کی مجبوری اور محبت کا فائدہ"

اشارہ محد کی طرف تھا

"اور اگر میں کہوں کے کسی کو ساتھ رکھنے کے لیے اگر مجبوری کا فائدہ اُٹھانا پڑے تو اُٹھا لینا چاہیئے۔۔۔ محبت مجبوریاں کو فائدہ اٹھانے کا نام ہی ہے"

بات ادہ کرنے کے زبان دانتوں تلے دبائی دل میں کہیں اُس کے پاؤں میں مُحبت کی زنجیر نہ باندھ دے

"محبت۔۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔۔ مت کہنا تم نے بھی محبت کی ہے۔۔۔۔ وہ بھی اُس بیکاری سے"

وہ تمسخر اڑاتا ہنسی سی لوٹ پوٹ ہو رہا تھا

"ہاں ہے وہ میری محبت۔۔کرتی ہوں میں محبت وہ بھی محد سے۔۔۔۔کیوں کے وہ انسان ہے تمہارے جیسے جانور نہیں ہے"

چیختی ہوئی بولی

"مایا شیخ۔۔۔۔تمہارے دل میں زبان پے اور ذہن میں بس ایک نام ہونا چاہیے اور وہ ہے بازل شاہ"

بازل نے جنونیت سے اُسکا جبڑا دبوچا

"جس چیز پر بازل شاہ کی مہر لگ جاتی ہے اُسے حاصل کرنا ایک خواب ہے اور جو چیز بازل شاہ کی دسترس میں آجائیں وہ دنیا کے لیے ناپید ہو جاتی ہے"

وہ دونوں میں حائل فاصلے کو ختم کر چُکا تھا اب اُسکی گرم سانسیں مایا کا ماتھا جلسا رہیں تھی سانسیں کے لمس بھی اُسکی طرح خطرناک تھے

"میں چیز نہیں ہوں۔۔۔۔بازل شاہ۔۔۔۔۔اور نہ تم مجھے کبھی حاصل کر سکتے ہو۔۔۔۔۔میرے دل میں دماغ میں اور زبان پر ایک ہی نام رہے گا محد"

اُسے لگا تھا جیتنا وہ محد کے نام پر چیرتا ہے جنونی تو ضرور ہوگا اور دُکھ بھی انتہا کا ہوگا اور مایا کیسے جانے دے سکتی تھی کوئی بھی موقع اُسے تکلیف دینے کا

"پھر اُسے اس دُنیا سے جانا ہوگا۔۔۔۔۔ مُحبت نہیں ضد ہو تم میری یہ ضد پر آنے کو بھی مجبور تم نے ہی کیا ہے اب بتاؤں گا تمھیں اپنی ضد کیسے حاصل کرتا ہوں"

کہتے ہی اُسکے کانوں کے لوا پنے دانتوں سے کچل دیے جس سے مایا کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی

"جانور"

اپنے کان پر ہاتھ رکھ کر چلائی۔۔۔۔ دل کی دھڑکنوں میں انتشال برپا ہوا یہاں تک کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں نم ہوگئیں اُسکے لمس ہر بار کوئی نئی روح پھونکتے تھے

بازل جو غُصہ اور جنونیت میں اپنا اصل بھول گیا تھا اُسکے پیچھے ہونے پر اپنے کیے پر جی بھر کر شرمندہ ہوا

اپنے کہے گے الفاظ کی سنگینی اب سمجھ میں آئی تو پیچھے کی طرف تیز قدم چلتا ہوا منظر سے غائب ہوگیا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"سر محدا پنے کواٹر سے رات کا غائب ہے اور اُسکی ضرورت کی چیزیں بھی وہاں ماجود نہیں ہیں"

پورا ایک ہفتہ وہاں کام کرنے کے بعد محدیکدم منظر سے غائب ہوگیا تھا وہ کہاں تھا کدھر تھا نوفل تک کو معلوم نہیں تھا

"اسکو چھوڑو بازل کی شپ اِس بار سمگلنگ میں ملوث پائی جانی چاہیے۔۔۔اس سے نہ صرف اُسکا نام بلیک لسٹ میں آئے گا بلکہ سرکار اُسکی تمام پراپرٹی بھی ضبط کرلے گی"

منان کے سر پر تو ایک ہی بوت سوار تھا بازل کو ناکوں چنے چبانے کا

"اور ہاں حنان آج کل کدھر ہے۔۔۔۔دیکھو اُسے پیسے کی کمی نہیں آنی چاہئیے"

سامنے لگی تصویر کو دیکھ دو دن سے غائب بھائی کی یاد آئی

"سر وہ تو لاہور گے ہیں"

لاہور کے نام پر منان نے سر ہلایا مطلب صاف تھا کے آجکل اعشیوں میں مصروف تھا

"بازل کی کمزوری ڈھونڈوں ساری معلومات اکھٹی کرو۔۔۔یہ نہیں ہوسکتا اُسکی زندگی میں کوئی لڑکی نہ ہو"

اپنی کنپٹی سہلاتے ہوئے بولا

"سر اُسکی فیملی میں کوئی بھی نہیں ہے اور نہ ہی اُسکا کسی لڑکی سے افیئر"

کمپیوٹر پر اُنگلیاں چلاتے ہوئے گویا

"ہوگی کوئی نہ کوئی ضرور ہوگی کمزوری جیسے میری کمزوری میرا بھائی ہے"

سامنے تصویر پر نظریں جمائے ہوا بولا تو سامنے بیٹھے انسان کو حیرت کا جھٹکا لگا

"جن کی زندگی خود برباد کی جائے کب کمزوری ہوتے ہیں"

کمپوٹر پر چلتے ہاتھ رُکے یہ بات بس سوچ ہی سکا تھا

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°

"طالش کیا اب ہم کبھی ماما پاپا نہیں بن سکیں گے "

ایک ہفتے میں یہ ہُوا تھا کے تالش کو پہچا ننے لگ گئی تھی اکثر بات کرتے کرتے بھول جاتی تھی اور دن دو بار تالش کو بھی بھول جاتی تھی لیکن نے تسلی دی تھی کے ایک ماہ میں ٹھیک ہو جائے گی

ایک گھر کریے پر لیے تھا دیکھنے میں تو بہت چھوٹا تھا لیکن اُنکا آسانی سے گزرا ہو رہا تھا یونی آف ہو گئیں تھی تو ایک پارٹ ٹیم جاب کرتا تھا جبکہ گھر کا سارا کام بھی خود ہی کرتا تھا

"نہیں دیب ایسے نہیں بولتے"

کسی بچے کی طرح اُسکے منہ میں نوالا رکھتے ہوئے بولا

"تالش مجھے کسی نے مارا تھا"

منہ میں جاتے ہاتھ اچانک رکے یہ بات خود کئی بار پوچھ چُکا تھا لیکن تب اُسکے ذہن میں نہیں آتی تھی اور اب خود بتا رہی تھی

"کس نے مارا تھا میرے بچے کو"

پیار سے بچکارا

"تالش وہ آپ کو مار دے گا"

ایک دم سے ٹون بدل گئی اور انکھوں سے گرم سیال بہنا شروع ہوگیا

"مجھے کیوں مارے گا"

ٹرے سائڈ پر کر کے اُسے کندھے سے لگایا

"تالش نے بے بی کو بھی مار دیا تھا"

ایک بار پھر سے بچہ ذہن میں آگیا تو تالش کے سینے میں چھپتی ہوئی زار و قطار رونے لگ گئی

oooooooooooooooooo

مایا نے اپنی ضد کے عین مطابق نہ کپڑے چینج کیے نہ کوئی اور تیاری لیکن بازل بھی آخیر کا ضدی انسان ثابت ہوا تھا جان بھوج کر اُسے کمرے سے بولا کر پانی دینے کا بولنے لگا

مہمان واقعی کُچھ زیادہ نہیں بس وہ تھے جو بازل کی پرسنل لائف کے بارے میں جانتے تھے جن میں دو مرد اور اُنکے بیوی اور بچے جبکہ ایک جوان دوشیزہ جس نے جسم چھپائے کم اور دیکھایا زیادہ تھا

اور بازل کے بلکل ساتھ چپک کر بیٹھی ہوئی تھی

" بیغرت انسان۔۔۔۔ پتہ نہیں گھر میں بیوی ہونے کے باوجود ان مردوں کو یہ آدھی ننگی لڑکیاں کیوں پسند ہوتیں ہیں"

گلاسوں میں مشروب ڈالنے کے ساتھ ساتھ ایک نظر باہر ہال میں بیٹھے لوگوں کو بھی دیکھ رہی تھی اور ساتھ ہی بازل کو گالیاں سے بھی نواز رہی تھی

ایک نظر نور کو دیکھا جو بچوں سے بلکل بھی کھیل نہیں رہی تھی بس اپنے باپ کا موبائل لے کر نیچے کلین پر بیٹھی تھی

"یہ کون ہے بازل"

پتہ نہیں کونسی زبان میں بازل کے ساتھ بیٹھی لڑکی نے مشروب دیتی مایا کو دیکھ کر کہا تو مایا کو سمجھ تو نہیں ائی لیکن لہجے سے لگ رہا تھا کے اُسکے بارے میں ہی پوچھ رہی

"یہ نئی نوکرانی ہے سویٹ ہارٹ"

یہ جملہ پہلے اردو اور پھر اُسکی زبان میں کہا تھا

تو مایا کا دل کیا مشروب کا گلاس اُس کمینے انسان پر انڈھیل دے جلد ہی دل کی خواہش کو لبیک کہا اور آگے لمحے کُچھ اِس انداز سے بازل پر جوس گرا کے اُسکے بالوں سے ہوتا ہوا سینے سے نیچے تک پہنچ گیا

"ایم سوری سر"

چہرے پر مظلومیت سجائے کھسک کر پیچھے ہوئی

جب بازل نے سر کہنے اور اُسکی طرف دیکھا تو مایا کی نظریں مسکرا رہیں تھی چند سیکنڈ ہی لگے تھے اُسکی مظلومیت میں چھپے چہرے کو پڑھنے میں

"آؤ میرے ساتھ واشروم میں۔۔۔۔۔۔۔صاف بھی تو نوکر ہی کرتے ہیں"

ایک جملہ کہہ کر اُسکے چہرے کے تاثرات دیکھے جو کچا چبانے والے تھے اور ساتھ ہی اُسکو اُسکی ذمے داری سے روشناس کروایا

لیکن وہ ڈھیٹوں کی سردار ٹس سے مس نہ ہوئی تو بازل کی اہنی گرفت کے ساتھ اُسے گھسیٹے ہوئے اپنے ساتھ واش روم طرف لے گیا

پچھلے نقوش حیران بیٹھے دونوں کا تماشا دیکھ رہے تھے

oooooooooooooooooooooo

"مسٹر بازل چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اُسکے پیچھے گھسیٹتے ہوئے دھیمی سی آواز میں غرائی لیکن اگلے انسان پر اثر نہیں ہُوا

واش روم کے اندر آکر اُسکا ہاتھ چھوڑا اور موقعہ دیے بغیر دروازہ بند کر دیا

"کرو صاف"

حُکم دینے والے انداز میں بولا اور خود دروازہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا

"یہ کیا بتمیزی ہے۔۔"

اُسکے اور اپنے درمیان فاصلے قائم کرتی ہوئی پیچھے ہوئی

"اُسی کا جواب ہے جو تین منٹ پہلے تم نے کی ہے"

آرام دہ حالت میں جواب دے کر دوبارہ اُسکے چہرے پر نظریں گھاڑ دیں

"میں نہیں کروں گی۔۔۔ اگر اپنی انا کو تحسین کرنا ہے تو کوئی اور عورت دیکھ لیں"

صاف لفظوں میں انکار کر کے دوسری طرف منہ کر گئی

"ابھی تو ایک ہی عورت ہے میرے سامنے۔۔۔ ابھی اُسے ہی دیکھوں گا۔۔۔۔ اگر جواب نہ ہی ہے تو تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے"

آبرو آچکا کر لچکائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے زو معنی الفاظ میں کہا

مایا کو اُسکی نظریں اپنے جسم سے آر پار ہوتی محسوس ہوئیں تو ایک مرتبہ دل کی دھڑکنیں اُسکے مخلف جا کر اُس انا پرست انسان کے لیے دھڑک رہیں تھیں

"کیوں باہر کی عورتوں سے پیٹ نہیں بھرا مسٹر بازل "ٹھرکی"

آخری القاب بہت ہی دھیمی آواز میں دیا

"اگر پیٹ گھر والی بھر دے تو باہر جائے ہی کیوں انسان"

وہ تھوڑا سا آگے کی طرف جُھکا دل ایک مرتبہ بے ایمان ہو رہا تھا ایک مرتبہ پھر انا تھوڑی پیچھے رہ گئی

"کمینے انسان میں تھوکتی نہیں تم پر"

اُسکا جھکاؤ اپنی طرف دیکھ کر ساری ہمت جمع کر کے چلائی اور اسکو پیچھے کی طرف دھکا دیا

"میں کہا میرے اوپر گرا جوس صاف کرو"

مقابل بھی اُتنی زور سے چلائے

"ورنہ "ایک دن اکیلے تھے ہم تم۔۔۔۔۔ تم مجھ میں اور میں تم میں گُم "....آگے بھی بتاؤں یہ سمجھ آگئی ہے"

اب تو سیدھا دھمکیوں پر اُتر آیا تھا مایا جو اُسکی آواز میں کھوئی تھی آخری بات پر اُسکا دل خُشک پتے کی طرح لرز گیا دل تو مانوں پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا اور سانسیں دھیمی سے اچانک تیز ہو رہیں تھیں

لرزتے ہاتھوں سے ٹاول پکڑ کر ٹوٹے ہاتھوں سے اُسکے کندھوں سے صاف کرنے لگی

"یہ دیکھو منہ پر بھی ہے اور شرٹ سے نیچے سینے پر بھی"

اُسکی دہکتی سانسیں بازل کے سینے پر گر رہیں تھی تو اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے اُسکی اُنگلی سینے پر رکھی تو بازل کی دھڑکنوں کو محسوس کرتے ہوئے نظریں اوپر کی طرف اٹھائیں چند سیکنڈ کے لیے دونوں کی نظریں ایک ہوئیں اور دھڑکنوں کا تسلسل ٹوٹ گیا

مایا پہلی بار اُسکی انکھوں میں کوئی اور ہی جہاں دیکھ رہی تھی

دونوں طرف سے جذبات بے قابو ہوئے تو بازل نے اُسکی کمر سے پکڑ کر دونوں میں حائل فاصلے کو کم کر دیا مایا کے ہاتھ سے ٹوال نیچے جا گرا پلکوں کے جھلر خود با خود نیچے جُھک گے کتنی پیاری لگ رہی تھی یوں شرماتے ہوئے اُسکے سے نظریں چراتے ہوئے یہ بازل کا دل جانتا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں اس لڑکی میں ہر وقت کوئی بد روح گھسی رہتی

وہ جو اُسکی دھڑکنوں کے شور سے نڈھال ہوئی تھی اُسکی سے لمس ہر بار بے خود ضرور کرتے تھے کو آشنا سے احساس تھا اُسکے لمس سے کسی اپنے خوشبو تھی جو سمجھنے سے قصر

"بابا"

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں ایک دوسرا کا عکس دیکھنے میں مصروف تھے جب باہر سے نور کی روتی ہوئی آواز کانوں میں پڑی تو دونوں ایک جھٹکے سے دور ہوئی آنکھوں میں اجنبیت ایک بار پھر در آئی

بازل اُسے پیچھے کو کرتا اپنی شرٹ اُتارنے لگا تو مایا جلدی سے دوسری طرف منہ کر گئی

ایک سیکنڈ میں کے بعد بازل دوسری شرٹ میں ماجود تھا اور اُسے دیکھے بغیر باہر کی طرف بھاگا تو مایا نے اپنی عقل پر ماتم کیا اور تیز تیز قدم لیتی اُسکے پیچھے ہوئی

"بابا کا شیر بیٹا۔۔۔۔۔۔"

جلدی سے نور کو اپنی باہوں میں اُٹھایا جو دو سال کی عمر میں اپنے گھر کی کسی چیز کو دوسرے بچوں کو ہاتھ لگانے سے روک رہی تھی

لیکن بچے اُسکے بڑے تھے تبی اُسکی مانے بغیر ہر چیز کا بغور مشاہدہ کرنے میں مصروف تھے

جب نہ چلی تو نور میڈم نے اپنے رونے کا جوہر دیکھا کرا اپنے باپ کو غلط وقت پر بلالیا

"بابا ایچے مام پاس" (بابا مام پاس نیچے) زندگی میں پہلی بار بازل کے بازوں میں ہونے کے باوجود اپنے بازو مایا کی طرف پھیلائے ہوئے تھے اب تو تھوڑا بہت سیدھے ٹھیرے لفظ بھی ادہ کرنے لگ گی تھی

پتہ نہیں دونوں باپ بیٹی ایک جیسا کیوں چلتے تھے کبھی باپ اہمیت دینا شروع کر دہتا تو تبی نور میڈم کو بھی مام کی یاد آجاتی

وہاں کھڑے لوگوں کو تو اُنکی سمجھ نہیں آرہی تھی باپ اُسے نکرانی بتا رہا تھا بیٹی مام کہہ رہی تھی

"نورِ ایماں میرے پاس آئیں"

وہاں کھڑی جوان اور حسین لڑکی نے اُسے مایا کو اہمیت دیتا دیکھ کر آگے ہو کر اُسے پکڑنا چاہا تو نور میڈم منہ ہی دوسری طرف کر گئیں

"مام"

اب بھی مایا کو ہی بلا رہی تھی مایا کا دل کیا اُس لڑکی کو اگنور کرنے کی خوشی میں نور کو بیسٹ دیٹر آف ورلڈ کے تمغے سے نوازے

"مام کی جان"

مایا نے بازل کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے چٹا چٹ دونوں تین پاریں اُسکے نرموں ملائم گالوں پر کر ڈالیں

تو نور کی کلکاریاں پورے گھر میں گونجنے لگی اُسے تو یاد تھا کے چند سیکنڈ پہلے بچوں سے جنگ شروع کیے ہوئے تھے

بازل کو آج اپنا گھر مکمل سا لگ رہا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے خزاں کے موسم میں اُسکے گھر پھولوں کی بہار آگئی ہو تپتے صحراؤں میں کسی نے آب کوثر کا پیالہ اس کے منہ کو لگا دیا تھا اور اسے بات کی وجہ سے اُسکے چہرے پر ایک زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی جس سے وہاں بیٹھا کوئی بھی نقوش بے خبر تھا

•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•

"کتنی لڑکیوں کے ریپ کر چکے ہو"

روسیوں سے بندھا ہوا وجود جس کے چہرے پر تشدد کے نشان واضح تھے

"کسی کا بھی نہیں بس میری ہے گرل فرینڈ ہے اور ہم لیونگ ریلیشن شپ میں ہیں"

انتہائی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا تو سامنے بلیک ماسک کے پیچھے چھپے ہوئے چہرے کے نقوش تنے چہرے پر پہلے سے کئی گنا زیادہ سختی در آئی

"لگتا ہے تمہاری یاداشت چلی گئی ہے"

کہتے ہیں اُبلتا ہُوا پانی اُسکے چہرے پر ڈال دیے جس سے اُسے چیخیں پوری بلڈنگ کو ہلا کر رکھ گیں

"کیوں اب کیوں چلا رہے ہو تم لوگوں نے غریب کی بیٹی کو تماشا بنایا۔۔۔۔ تمہارے سامنے کتنے باپ اپنے ہاتھوں سے ہی موت کو منہ لگا گے تب کیوں تمہاری روح نہیں تڑپی۔۔۔۔۔۔۔۔ جن لڑکیوں کو اپنی راتوں کی زینت بناتے رہے جبکہ اُنکی زندگیاں جہنم ہوئیں تب کیوں تمہارے اندر رحم نہ آیا"

اُسکے ہاتھوں پر بلیڈ رکھتے ہوئے بولا

"نہیں نہیں ایسے مت کرو"

حنان مغل کسی کی منتیں کر رہا تھا

"دیکھوں میرا بھائی تمھیں دُنیا کی ہر چیز دے دے گا ایسا مت کرنا"

منتیں کرتے ہوئے لہجہ بھیگ رہا تھا

"اگر تمہارا بھائی اُن لڑکیوں کی زندگیاں واپس لا سکتا ہے تو سوچا جا سکتا ہے ورنہ تم کیا سمجھ رہے ہو میں تمہارے بس ہاتھ کاٹوں گا نہیں حنان صاحب میں تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ الگ کروں ہے سب سے اینڈ پر تمہاری گردن"

لفظوں میں بے پناہ درد تھا

"پتہ ہے تمہاری موت آج سے دس سال پہلے اسی دن مانگی تھی میں اور اسی طرح مانگی تھی کے تم میرے سامنے رحم کی بھیک مانگوں اور میں رحم نہ کروں"

اُسکی چیخوں کی پرواہ کیے بغیر اُسکا دائیں ہاتھ بازو سے الگ کر چکا تھا

"تمھیں پتہ ہے جب انسان گناہ کرتا ہے تو پہلی بار اُسے اِس لیے چھوٹ مل جاتی ہے کے اللہ اُسے معاف کرنے کا ارادہ رہتا ہے اور پھر جب تین بار ایک ہی گناہ بغیر کسی ضمیر کے کھچاؤ سے کیا جاتا ہے تو اللہ اُسکی ڈور کھلی چھوڑ دیتا ہے اور یہی چاہتا ہے کے بندہ اب نیکی یہ معافی کی طرف راغب نہ ہو ورنہ خدا تو بے انتہا محبت کرتا ہے انسان سے پھر معاف کر دیتا ہے۔۔۔ لیکن شیطان غالب آجاتا ہے اور گناہ میں پہلے سے زیادہ لذت آجاتی

ہے انسان گناہ کے پیچھے ایسے بھاگتا ہے جیسے شیر شکار کے پیچھے۔۔۔۔لیکن بھول جاتا ہے خُدا کی لاٹھی بے آواز ہے جب پکڑ ہوتی ہے تو پھر معافی نہیں ہوتی"

وہ مسلسل اُسکی آنکھوں میں دیکھے بول رہا تھا یہاں تک کہ سامنے بیٹھا وجود اب بازوں سے محروم ہو چُکا تھا چیخیں ساری بلڈنگ میں گونج رہی تھیں فرش پر ہر طرف خون ہی خون تھا لیکن پرواہ کسی تھی

دولت زندگی بچانے میں ناکام ہو چکی تھی

•°•°•°•°••°°••°°•°••°°••°°•°

شہر میں ہر طرف روشنیاں پھیل چکیں تھیں لوگ واپس اپنے گھروں کی طرف گامزن تھے ہاتھ میں ایک شوپر پکڑے طالش بھی اپنی منزل کی طرف گامزن تھا اور کچھ نہیں تو زندگی آسان ضرور ہوگی تھی دیب اب پہلے سے کئی فیصد ٹھیک ہو چکی تھی اور اِس بات پر بھی متفق تھی کے اُسکا بچا اُسکی کوکھ میں ماجود ہے اور اُسکا شوہر ایک اچھا محافظ ہے

"کیسا گزرا دن"

ہینڈ کاری کچن میں رکھتے ہوئے دیب کی طرف آیا جو بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی اُسے پیچھے سے باہوں میں لیتے ہوئے کہا

"بور"

نچلا ہونٹ باہر نکال کر شکوہ کنا انکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا
صبح سے گیا ہوا تالش رات آٹھ بجے گھر آتا ایک وقت میں دو دو نوکریاں کر رہا تھا دونوں
سے اتنی تنخواہ ہوجاتی کے زندگی خوش گوار گزر رہی تھی
"میرا چھوٹا نمونہ اتنا نکما ہے کے اپنی ماں کو مصروف نہیں رکھ سکتا"
نئے وجود کو محسوس کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دیب کے کانوں میں کہا
"کیوں تنگ کر رہے ہیں۔۔۔۔ تالش۔۔۔مجھے بھوک لگی ہے"
اُسکی باتوں اور نظروں سے کنفیوز ہوتے ہوئے کہا اجکل کھانا اُسکے ہاتھ سے ہی کھاتی تھی اور
بھوک بھی پہلے سے کئی گناہ زیادہ لگتی تھی
"مجھے کھالو"
اپنی گال آگے کرتے ہوئے مخلصانہ مشورہ دیا
"تالش"
رونے والی آواز نکالی تو تالش اور تنگ کرنے کا ارادہ متلوی کرتا کچن سے کھانا نکالنے چلا
گیا
کچن کا سارا کام اُسے ہی کرنا پڑتا تھا کیوں کے دیب کو کھانے یا مصلوں کی خوشبو سے
ومیٹنگ شروع ہوجاتی تھی

"تالش مجھے خواب اچھے نہیں آتے"

کھانے کا نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے بولی تو تالش نے اپنے موبائل سے سرچ کرنے لگ گیا ساتھ ساتھ اُسکے منہ میں نوالہ بھی رکھ رہا تھا

آج کل وہ اُسکی سہیلی، ماں، بہن اور شوہر ہونے کے سارے کردار ادہ کر رہا تھا کیوں کہ اُسکی طرح دیب بھی ہر رشتے سے محروم تھی

"میرا بچہ اِس کنڈیشن میں اکثر آتے ہیں خواب یہ پریشاں کن بات نہیں"

موبائل واپس رہتے ہوئے اُسے پیار سے سمجھایا

"لیکن تالش مجھے خواب سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔ آپ میرا بیٹا مجھ سے دور جا رہے ہوتے ہیں"

وہ پوری اُمید باندھے ہوئے تھی کے بیٹا ہی ہوگا

"تم میری بیٹی سے نہ انصافی کر رہی ہو بیگم۔۔۔۔ خبر دار جو اپنے بیٹے کو میرے اور میری بیٹی کے درمیان لایا تو"

تالش نے آنکھیں دیکھیں تو دیب کھلکھلا سے ہنس دی

ہر بار ایسا ہی ہوتا تھا کسی بات سے دھیان ہٹانے کے لیے ایک آدھ ایسی بات کرنی پڑتی تھی

"آپ بھی میرے بیٹے سے دور رہیں۔۔۔ کبھی کبھی تو مجھے آپ سے ڈر لگتا اپنے بیٹے کے لیے"

مصنوعی غُصہ دکھاتے ہوئے تھوڑا پیچھے ہوئی

تو دونوں کے قہقوں سے پورا گھر روشن ہوا

•○•○•○•○•○•○○•○•○•○•○•○•○•

مہر شروع سے سکول تو نہیں گئی تھی لیکن ذہین کافی تھی گھر میں دوسری بہنوں کی کتابوں سے پڑھ پڑھ کر بہت زیادہ حد تک انگلش تک کی پہچان رکھتی تھی

دامل کے مطابق ابھی اُسکی عمر شادی شدہ زندگی کا بوجھ اُٹھانے کے قابل نہیں تھی نہ ہی اُن دونوں کا اپنی نئی زندگی اتنی جلدی شروع کرنے کا اردہ تھا

"میں تمہارا ایڈمشن کروا دیا ہے مہر تم نویں اور دسویں جماعت کے امتحانات اکھٹے ہی دو گی"

کچن میں کام کرتی مہر کے سر پر بم پھوڑا

"نہیں آپ نے وعدہ کیا تھا کے کوئی پڑھائی نہیں کروائیں گے مجھ سے"

سبزی بناتے ہوئے جھٹکے سے پیچھے ہوئی اور چند پہلے کیا ہوا وعدہ یاد کروا جو زبردستی رو رو کر مہر نے لیا تھا

"وہ تو مذاق تھا میری جان"

چند قدم چل کر اُسکے قریب آیا

"آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں دامل"

کمزور لڑکی تو نہیں تھی لیکن اُس سے اپنے لاڈ اٹھوانے بہت اچھے لگتے تھے۔۔۔۔ دامل نے محسوس کیا تھا کہ وہ بات بات پر رونے والوں میں سے نہیں تھی بس کبھی کبھی اُسکی محبت میں اُسکے تنگ کرنے کے لئے چند آنسو بہا کر ساری محبتیں وصول لیتی تھی

"مہر ابھی مجھے گھر بھی جانا ہوتا ہے۔۔۔ پڑھائی بھی چل رہی ہے تم پھر سارا سارا دن گھر میں اکیلی ہوتی ہو وہی ٹائم پڑھ لیا کرنا ورنہ تمھاری بوریت کا کوئی اور حل ڈھونڈنا پڑے گا"

ذو معنی الفاظ میں کہتا اُسکے نرم سے گال کھینچنے لگا

"میں کیسے پڑھوں گی اتنا سارا اور شروع سے نہیں پڑھا مجھے وہ کمرہ امتحان سے نکال دیں گے"

ذہن میں پہلے نہ پڑنے والی بات آئی تو چہرے پر مسکراہٹ در آئی

"میری معصوم سی بیوی میں نے سب کچھ کروا دیا ہے اب تم بس پڑھنے پر توجہ دو"

خود کاؤنٹر پر بیٹھ چُکا تھا اور مہر کے تاثرات کو انجوائے کر رہا تھا

"پھر کام کون کرے گا۔۔۔ دیکھیں گھر میں سو کام ہوتے ہیں میں پڑھا کروگی یہ گھر کے کام کیا کروں۔۔۔ مجھ سے اتنا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ ویسے بھی یہ کتابیں انگلش میں ہیں اور مجھے تو انگریزی کی کوئی سمجھ ہی نہیں ہے میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ پڑھ تو رہے ہیں یہی بہت ہے"

اچھی خاصی معلومات میں اضافہ کرنے کے بعد زور زور کے پیازوں کے بڑے بڑے سلائیس کاٹ رہی تھی

"دیکھو میں تو گھر سے باہر ہوا کروں گا۔۔۔ اب بچوں کو تو تمہیں ہی پڑھنا پڑے گا تو کیسے پڑھایا کروگی آج کل بہت مشکل سلیبس ہوتا ہے بچوں کا"

اُسکے ہاتھ سے چھری لے کر خود پیاز کاٹنے لگ گیا کجا کے مہر پیازوں کے ساتھ اُسے بھی نہ کاٹ دے

"آپ کہاں جایا کریں گے پھر۔۔۔ دیکھیں دامل یہ آوارہ لڑکوں والی عادتیں میں آپ کو اپنانے نہیں دونگی"

سیدھی ٹپیکل بیوی کے روپ میں آئی تو دمل کے قہقہے بند ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے

پھر خود ہی اپنے کہے پر شرمندہ ہوئی

"اگر تم نہیں پڑھو گی تو میں دوسری شادی کرواؤں گا اور وہ پڑھی لکھی ہو گی تو مجھے کم از کم بچوں کے مستقبل کی فکر تو نہیں ہو گی اور کوئی نوکری وغیرہ کرے گی وہ تو میرا ہاتھ بھی بٹ جائے گا تم گھر کا کام کر لیا کرنا اس طرح تم بھی خوش میں بھی خوش۔۔۔بچوں کی ٹنشن مت لو دو ہمارے ہونگے اور دو اُسکے اُس کے"

مہر کے چہرے پر ہر سیکنڈ میں بدلتے رنگ دیکھ کر پوری وضاحت دی جس کے بعد وہاں پڑے تمام پیاز اور ٹماٹر دامل کی نظر ہوئے

"بہت بُرے ہیں آپ"

تھک کر خود ہی کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی

"نوازش"

دل پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا نیچے کی طرف جُھکا

"اور اگر میں پڑھوں تو...؟

آنکھیں پٹپٹا کر معصوم سا سوال کیا

"تو مجھے دوسری شادی نہیں کرنے پڑے گی تمہارے ساتھ ہی گزارا کر لونگا"

کچن میں بکھرے ہوئے پیازوں کو دیکھتے ہوئے کہا

"کتابیں کدھر ہیں۔۔۔۔۔یہ سالن دیکھ لی جیئے گا"
اُسکے پاس سے کتابیں اٹھاتی وہاں سے چلی گی
"جب بھی بیویاں کوئی بات نہ مان رہیں ہوں تو دوسری شادی کی دھمکی آزمالانی چاہیے"
کان میں دوست کی آواز گونجی تو ایمپریس ہونے والے انداز میں کھڑا پیاز براؤن کر رہا تھا
"شوہر سے سیدھا ماسی بن گیا ہوں اللہ رحم کرے مجھ پر"
با آواز بولا تو باہر کتابیں لے کر بیٹھی مہر نے پیار بھری نظروں سے اپنے شوہر نامدار کو دیکھا
•°•°•°•°°••°•°°•°•°•°°
سات ماہ کتنی مشکل سے گزرے تھے یہ دیب ہی جانتی تھی ہر وقت اُسے اُس لمحے کا
انتظار رہا تھا جب اُسکا بچہ اُسکی گود میں آنا تھا
اب مہر اور دامل بھی اُنکے ساتھ اُسی گھر میں رہ رہے تھے
آج وہ دونوں دونوں نارمل چیک اپ کے لیے ہاسپٹل آئیں تھیں
تالش اپنا بزنس سٹل کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو چُکا تھا دامل نے اپنی ماں سے چوری
اپنے حصے کی تمام جائیداد بیچ کر وہ پیسہ تالش کے بزنس پر لگا چُکا تھا

جھنگ کیوں گنے کی فصل میں کافی مشہور ہے اسلیے اُنہوں نے شوگر کے بزنس کی مانگ دیکھتے ہوئے ایک چھوٹا شوگر ایکسچینج کا کاروبار شروع کیا تھا جس میں زیادہ رقم کی ضرورت نہیں تھی

آج وہ دونوں اُسے کے کاغذات کی وجہ سے لاہور گے تھے تو دیب کو مہر کو ساتھ لے جانے کا کہا تھا

دونوں سیاہ چادریں اوڑے کیبن میں بیٹھی اپنی باری کا انتظار کر رہیں تھیں

باہر ایک کالی نئے ماڈل کی کار آکر رکی اور ایک لڑکا اپنی ٹائی نٹ ڈیلی کرتا اندر کی طرف بڑا تو ایک نظر رُک کر دیب کے بھرے بھرے سے وجود کو دیکھا تو نظریں اُسکے چہرے پر ساخت ہوئیں

نظروں کی تپش محسوس کرتی دیب نے چند سیکنڈ کے لیے اوپر کی طرف دیکھا اور عجیب سی نظروں سے گھن آئی اور ساتھ بیٹھی مہر کا ہاتھ پکڑلیا جو سامنے لکھا بورڈ پڑھنے میں مصروف تھی

اُسکی ہاتھ پکڑنے پر نظریں سامنے کھڑے انسان کی طرداری اُٹھیں

"بھابھی کُچھ نہیں ہوتا ریلیکس"

تھر تھر کانپتی دیب کو تسلی دی

وہ انسان وہاں سے چلا گیا تو دیب نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کو منہ لگایا اور سارا پانی پی گئی

"بھابھی آپ جانتی ہیں اُسے ؟؟؟"

مہر نے دیب کی اُکھڑی ہوئی سانسوں کو دیکھ کر پوچھا

"ن۔۔۔۔نہ۔۔۔نہیں۔۔۔۔تو۔"

دیب جلدی سے بولی

°•°•°°•°°•°••°°••°°•

پورے کراچی اور لاہور کی پولیس شہروں کا چپا چپا چھین چکی تھی لیکن حنان مغل کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا

"آپ لوگ منان مغل کے بھائی کو نہیں ڈھونڈ سکے"

تمام بڑے افسران اِس وقت اُسکے روم میں سر جھکائے بیٹھے تھے

"اعلان کروادو جو میرے بھائی کو ڈھونڈے گا اُسے پانچ کروڑ روپے اُسی وقت انعام دیا جائے گا"

اُسے اپنا آپ بے بس لگ رہا تھا دو دن جس طرح سے وہ خود سڑکوں پر ڈھونڈ رہا تھا لیکن ہر جگہ مایوسی ہی ہوئی تھی

"کیا ہے"

ابھی افسران گے ہی تھے جب اُسکا آفس کا فون بجا

"سر بازل شاہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"

اگلی طرف سے آواز سن کر جبڑے بھینچے۔۔۔۔اُسکا پارٹنر تھا بات سنی بھی ضروری تھی

"بہت افسوس ہُوا منان مغل آپکے بھائی کا۔۔۔اگر میری کسی مدد کی ضرورت ہو تو ضرور بتائیے گا۔۔۔۔یہ سر بازل کا پیغام تھا میں اُنکا سیکٹری بات کر رہا ہوں"

اُسکی غلط فہمی کو جلدی سے دور کیا اب بازل شاہ ہر ایرے غیرے کو خود فون تھوڑی کرتا ہے

جبکہ منان نے زور سے فون زمین پر دے مارا

"بہت جلد تمہارا گریبان میرے ہاتھوں میں ہوگا بازل شاہ"

چند لمحوں کے لیے وہ بھائی کو بھول کر بس بازل کو یاد رکھے ہوئے تھا اور یہی تو بازل شاہ چاہتا تھا وہ اُسکے علاوہ کسی کو سوچ ہی نہ سکے

•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•

اپنے اوپر وزن محسوس کرتے ہوئے مایا نے اپنی مندی مندی سے آنکھیں کھولیں تو ایک خوش گوار سا احساس روح تک کو محظوظ کر گیا

ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہُوا تھا گزُری شب کہ کچھ لمحات ذہن میں ائے جب نور اُسکے بغیر سو ہی نہیں رہی تھی

"مایا نور کو اپنے ساتھ سلا لو"

دروازہ کھولتے ہوئے بازل اندر داخل ہُوا اُسکی بھی نیند سے آنکھیں بوجل ہو چکی تھی لیکن نور میڈم کا ابھی سونے کوئی ارادہ نہیں تھا

"مام اوئی"

اُسے دیکھ کر جوش سے ہاتھ ہلایا

پہلے تو اُسے بازل کا نام پکارنے پر حیرت ہوئی دوسرا اُسکا نرم لہجہ

"آجاؤ مام کی جان"

مایا جو ولیم کی کتاب لیے ابھی صوفے پر ہی بیٹھی تھی اُٹھ کر بازل تک آئی اور نور کی طرف بازو کیے اور وہ گود کر اُسکی گود میں آگئی

"او کے گڈ نائٹ بابا کا شیر"

دونوں گالوں پر پیار کیا جبکہ بازل کو اتنا غریب دیکھ کر اُسکی سانسیں مایا کے چہرے پر گر رہیں تھی مایا کی دھڑکنیں یکدم تیز ہوئیں

جبکہ نور نے اُسکا کالر پکڑ رکھا تھا

"بابا۔۔۔مام"...

اپنے اشاروں سے کچھ سمجھانا چاہ رہی تھی جو دونوں جان بھوج کر سمجھنا نہیں چاہتے تھے

لیکن بازل جلدی سے کچھ کے ملائم سے ہاتھ اپنے کالر سے ہٹاتا پیچھے کی طرف موڑا

جبکہ نورا پنا پورا سپیکر پھاڑ کر گھر سر پر اُٹھا چکی تھی

"کیا ہوا بیٹا"

جلدی سے واپس آیا

"آپ جب تک نور جاگ رہی ہے ادھر بیٹھ جائیں"

مایا کے منہ سے یکدم سلپ ہُوا تو خود ہی دانتوں تلے زبان دبائی

کُچھ دیر بعد منظر یہ تھا کے نور نے مایا کے سارے بال جو پہلے ہی چھوٹے سے بیکھیر دے

تھے بازل کے سینے پر بیٹھی کبھی تھوڑا دور بیٹھی مایا کے بال کھینچے جاتی تو واپس آکر بازل کے

کھینچنے لگ جاتی اُنکے منہ پر دُکھ بھرے تاثرات دیکھ کر خود بھی زور زور سے کلپنگ شروع

کر دیتی

دونوں ایک دوسرے سے یکسر انجان بنے اپنی اپنی جگہ پر ماجود تھے

اُس سے کھیلتے ہوئے کب بازل نیند کی آغوش میں چلا گیا مایا کو معلوم ہی نہیں ہوا

اب اُسکا اردہ دوسرے کمرہ میں جانے کا تھا لیکن نور میڈم کا دور دور تک سونے کا کوئی اردہ نہیں تھا بیٹھ بیٹھ کر مایا بھی تھک چکی تھی تو خود مخلف سمت میں تھوڑی سی جگہ پر لیٹ گئی اُسکے بعد کا کوئی علم نہیں تھا

اب اپنے پہلو میں لیٹی ہوئی نور کو دیکھا جو پیٹ کے بل لیٹی ہوئی تھی ٹانگیں بازل کے پیٹ پر جبکہ منہ مایا کی گردن میں دیا ہوا تھا اور بازو اُسکے سینے پر ماجود تھیں

اُسکا منہ سیدھا کر کے گال پر پیار کیا لیکن وہ ابھی نیند کے مزے لوٹ رہی تھی

بہت عرصے بعد تینوں کو سکون کی نیند آئی تھی

نیند سے پوری طرح بیدار ہوئی تو اپنے ہاتھ تلے کُچھ ہر چل محسوس ہوئی تھوڑا سا سر اٹھا کر ہاتھ کو دیکھا تو وہ بازل کے سینے پر ماجود تھا جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا

"اللہ"

اب وہی ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر اُسکی دھڑکنیں کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی جو بلاوجہ ہی دھڑک رہا تھا

نور کو جلدی سے سائڈ پر کیا اور خود تیز تیز قدم چلتی باہر بھاگ گی

"اللہ میں کیوں کمزور ہو رہی ہوں مجھے بدلہ لینا ہے۔۔۔۔۔۔ملک مجھے ہمت دے
۔۔۔۔۔۔۔میں محبت کے قابل نہیں ہوں اور نہ وہ شخص محبت کے قابل۔۔۔مجھے کیا ہو رہا ہے"

باہر آکر خود کو مطمئن کر رہی تھی الصبح کا وقت تھا اور دعائیں قبول ہوتیں تھیں تھی اس وقت اُسکے مطابق

"مجھے جانا چاہیے یہاں سے اگر رہی تو اپنے وعدہ سے منکر ہو جاؤں گی"

اُسکے مطابق محبت بس کمزور کرتی ہے اور اُسے کمزوروں میں سے نہیں ہونا تھا

•°•°••°•°•°•°••°•°°•

نور گرم جرسی کے ٹراؤزر شرٹ کے ساتھ باہر آئی آنکھوں کو مسلتی ہوئی مایا کو ڈھونڈ رہی تھی الصبح کا وقت تھا اور جیا بھی ابھی سو رہی تھی

لاؤنج کا دروازہ کھلا دیکھ کی طرف آئی تو مایا تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل رہی ابھی گارڈز بھی سو رہے اسی کا فائدہ اٹھاتی بھگانے کے انداز میں باہر چلی گی نور گہرا مسکرائی شاید وہ سمجھ رہی تھی اُسکی ماں ہائیڈ اینڈ سیک کھیل رہی ہے وہ بھی اُسکی رہنمائی میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی گیٹ سے باہر چلی گئی لیکن وہاں سیکیورٹی کو اس بات کی خبر تک نہیں ہوئی کیوں کے

بازل آفیشل طور پر ایک بہت بڑے ہوٹل میں ٹھرا ہوا تھا جبکہ وہاں چند لوگوں کے سواء کوئی اُسکی فیملی کے بارے میں نہیں جانتا تھا

"سر جس جگہ پر رات سے بازل شاہ ماجود تھا وہاں سے ایک لڑکی اور ایک دو ڈھائی سال کی بچی نکل کر پیدل ہی جا رہی ہیں"

لڑکی کا تو ٹھیک تھا اتنا پاور فل انسان تھا اُسکی ایک ادھ رکھیل بھی ہو سکتی تھی لیکن بچی والے معاملے میں اُسکی عقل اٹکی

"کیا دونوں ساتھ ہیں"

دوسری طرف سے سوال کیا گیا

"نہیں دو منٹ پہلے لڑکی نکلی ہے اُسکے بعد بچی"

وہ سڑک پر تیز تیز چلتی مایا کو دیکھ رہا تھا جبکہ اُسکے پیچھے نور جو مسکراتے چہرے کے ساتھ اپنے منہ پر اُنگلی رکھے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی جا رہی تھی

"اُٹھا لو دونوں کو"

اگلی طرف سے حکم ملا تو اپنی اُنگلی کے اشارے سے پیچھے کھڑے لڑکے کو نور کی طرف جانے کا کہا

بڑی سفاکی سے وہ نور کو گود میں اٹھا کر اُسکی گردن کی رگ دبا چکا تھا جس کی وجہ اُس کی چیخ منہ سے نکلنے سے پہلے ہی دب گئی اور سر پیچھے کی طرف جھول گیا

مایا جو سورج سے پہلے اُس گلی سے نکلنا چاہتی تھی تقریباً بھاگ رہی تھی کیوں کے اُسنے اکثر دیکھا تھا کے بازل صبح جلدی اٹھ جاتا ہے اور اتنا تو پتہ تھا کہ اُٹھتے ساتھ وہ ڈھونڈے گا جب پیچھے سے کوئی بھاری چیز اُسے کے سر پر لگی تیز تیز اٹھتے قدم یکدم رُک گئے آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا ہُوا لیکن دماغ ابھی کام کر رہا تھا اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا پن اندازہ سے بلکل اپنے عقب میں مارا تو پیچھے کھڑا انسان اُس سے پہلے ایک زوردار چیخ کے ساتھ زمین پر گرا اور اپنا پیٹ پکڑ کر رہ گیا دوسری طرف اب مایا کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا

تھوڑی دیر میں ہی سڑک پر لڑکھ گی

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"تالش مجھے آپ سے بات کرنی ہے"

بیڈ پر بیٹھی اُنگلیاں چٹخا رہی تھی تالش تھوڑو دیر میں رکھ چکی تھی

"دیب میری جان بتاؤ مجھے ٹنشن ہو رہی ہے"

زیادہ ٹنشن اُسکی فضول حرکتوں سے ہو رہی تھی جو تجسّس بڑا رہیں تھیں

"آپ ہمارے بچے کی قسم کھائیں میری بات مانے گے"

اُسکا ہاتھ اپنے پیٹ کر رکھتی ہوئی بولی اب آنکھیں نم ہو چکیں تھیں

"دیب چھوٹے بچوں کی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے میں کیسے اُس بچے کی قسم کھالوں جو ابھی دُنیا میں ہی نہیں آیا"

تحمل سے سمجھاتے ہوئے ہاتھ پیٹ سے ہٹا کر اُسکے شانوں کے گرد رکھا

"آپ مجھے چھوڑ دیں"

جتنی تیزی سے کہا تھا اتنی تیزی سے اُٹھ کر بیڈ سے نیچے اُتر گئی

تالش کو اپنے کانوں سے لو نکلتی محسوس ہوئی پہلے تو یقین نہیں آیا لیکن اُسکا پاس سے اُٹھ جانا اُسکے فعل کی نشاندھی تھی

"پلیز تالش آپ مجھے چھوڑ دیں"

اب ہاتھ جوڑ چکی تھی طلاق کا لفظ تو بول ہی نہیں ہو رہا تھا

تالش نے اپنی چند سیکنڈ میں سُرخ ہوتیں آنکھیں اُسکی طرف اٹھائیں تو دیب اتنے دور ہونے کی وجہ سے بھی دو قدم پیچھے ہٹ گئی

یاد تھا اُسے شادی کے چند روز بعد والا غُصہ اور اب وہی غُصہ یاد کر کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے

"عندلیب ابراہیم کمرے سے باہر چلی جاؤ"

اتنے غُصہ میں بھی وہ اُسکی حالت کی وجہ سے بیڈ پر بیٹھا تھا ورنہ بات تو مار کھانے والی ہی کی تھی لیکن اتنے غُصہ میں بھی اپنا نام اُسکے نام سے نہیں ہٹایا

دیب یوں کی توں وہیں کھڑی تھی اندر سے ڈر بھی رہی تھی لیکن صبح سے جو اتنی ہمت اکھٹی کی تھی اب سامنا بھی تو کرنا تھا

"تالش...وہ"

اِس سے پہلے وہ کُچھ بولتی تالش نے تکیہ اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور سائڈ ٹیبل پر پڑا لیمپ بھی چند سیکنڈ میں زمین بوس ہوگیا

"دفع ہوجاؤ۔۔۔۔۔ورنہ میں کچھ بُرا کردوں گا"

بیڈ سے اُٹھ کر اُسکی طرف آیا لیکن وہ سہمی ہوئی وہیں کھڑی رہی

"چھوڑدیں۔۔۔۔۔طا"

اِس سے پہلے وہ وہ کچھ اور کہتی تالش اُسکا بازو کو پکڑ کر باہر کی طرف کھینچا

"تماشا سمجھا ہوا ہے میری زندگی کو تم نے جب چاہا میری خوشیوں کی حصے دار بن گئی جب چاہا بیچ چوراہے پر اکیلا چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔۔۔خبر دار جو اپنا وجولا کر میری اجازت کے بغیر کمرے میں آئی تو"

اتنا اونچی چلا رہا تھا کے مہرا پنے کمرے میں۔ سہم کر بیٹھی تھی اور دیب نظریں جھکائے اُسکے الفاظ کے سیسے کو اپنے اندر اُتار رہی تھی اُسکو باہر نکال کر دروازہ اتنی زور سے بند کیا کے باہر کھڑی دیب ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی کافی دیر سے کنٹرول کیے ہوئے آنسو اب گالوں پر بہنے لگے تھے جبکہ اندر سے چیزوں کے ٹوٹنے کی آواز مسلسل آرہی تھی

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°

مغرب سے عیشاء اور اب تہجد کا وقت ہوچکا تھا لیکن تالش کمرے سے باہر نہیں آیا تھا کھانا کا کہنے بھی دامل گیا تھا لیکن اگلی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تو دونوں نے زبردستی تھوڑا بہت دیب کو کھانا کھلایا تھا

مہر کے ہی کمرے اُسکے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی لیکن نیند انکھوں سے کوسوں دور تھی کتنا انتظار تھا کے اُسے لینے آئے گا لیکن وہ نہیں آیا تھا

" پہلے تو بہت کہتے تھے مجھے اپنے بچے اور بیوی کو حصار میں لیے بغیر نیند نہیں آتی اور آج ایک دن میں ہی بھول گئے ہیں "

ساریں باتیں بھول کر خود ہی شکوہ کر رہی تھی صحیح بات تو یہ تھی کے اُسے خود اُسکے حصار میں سونے کی اتنی عادت ہو چکی تھی کے اب سب کچھ نہ مکمل لگ رہا تھا

"انہوں نے تو کھانا بھی نہیں کھایا"

آہستہ آہستہ تالش کا رویہ کے دُکھ کی جگہ اب فکر نے لے لی تھی
بہت احتیاط سے بیڈ سے اُٹھی ایک نظر صوفے پر لیٹے دامل کو دیکھا جو بلکل مست نیند میں تھا جبکہ مہر تو ساری کمبل میں دبکی ہوئی تھی
چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر کی طرف گئی سامنے تالش کا دروازہ ابھی بھی بند تھا لیکن لائٹ آن تھی
ڈاکٹر نے آجکل اُسے کمپلیٹ بیڈ ریسٹ کا بولا تھا جس کی پیروی اُسکے کے سواء گھر میں ماجود تینوں وجود کرتے تھے
کچن میں کھانا گرم کر کے ٹرے میں رکھ کر دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ نوک کیا جو اُمید کے برخلاف چند سیکنڈ میں کھول دیا گیا اُسکے ہاتھ میں ٹرے دیکھ کر پیچھے ہُوا تو نظریں اُسکے بھرے ہوئے وجود پر گئی تھوڑی دیر پہلے والے غُصہ کی جگہ شرمندگی نے لے لی
غُصہ عقل کا دشمن ہوتا ہے آج یہی ثابت ہوا تھا وہ کیسے بھول گیا تھا کے وہ اُسکے ہاتھ سے سات ماہ سے کھانا کھا رہی ہے
اب دونوں بیڈ پر آمنے سامنے بیٹھے تھے لیکن دونوں کا غُصہ اپنی جگہ قائم

تالش نے پہلا لقمہ بنا کر اُسکے آگے کیا جسے پورے حق نے دیب نے کھایا اِس طرح ہی ایک لقمہ اُسے اور خود کھا رہا تھا لیکن دونوں ایک دوسرے سے بات نہیں کر رہے تھے اور نہ ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے

دیب نے ایک نظر پورے کمرے کو دیکھا یہاں چیزیں تو کم تھیں لیکن زمین اور کچھ نہیں ٹوٹا ہوا ماجود نہیں تھا شاید خود ہی صاف کر چُکا تھا

کھانا ختم ہونے کے بعد خود ہی ٹرے واپس رکھ کر آیا تو دیب ویسے ہی بیٹھی تھی

"آپ مجھے سے ناراض رہیں مگر آپکی شہزادی کو نیند نہیں آ رہی آپ کے بغیر۔۔۔ نہ مجھے سونے دے رہی ہے"

چہرے پر انتہا کی معصومیت سجا کر ڈرتے ہوئے تالش سے بولی جو دوسری طرف آ کر اُسکی مخلف سمت کروٹ لے کر لیٹ چکا تھا

وہ بغیر کُچھ بولے ہولے سے اُسکی طرف موڑا اور اُسکے اپنے حصار میں لا کر آنکھیں موند گیا واضح تھا کہ غُصہ ہوا ہو قائم ہے

"تالش"

اُسکے سینے میں منہ دیے نم آنکھوں سے بولی پتہ نہیں کیوں اُسے لگ رہا تھا کے ایک زبردستی کا حصار ہے جو اس کے کہنے پر قائم کیا گیا

"عندلیب چُپ کر کے سوجاؤ"

سخت اور گھمبیر آواز اُسکے کانوں میں پڑی تو کان سوں سوں کرنے لگ گے

"آجائے گی مجھے اور میرے بچے کو نیند آسان مت کریں"

اُسکی توقع کے عین مخلف دیب اُسکا نہ ہونے کے برابر حصار توڑ کر دوسری طرف کروٹ لے گئی اور ساتھ ساتھ سوں سوں بھی کر رہی تھی

"پتہ نہیں محبوب اتنے نخریلے کیوں ہوتے ہیں ماننے کے بجائے خود روٹھ جاتے ہیں"

تالش نے اُسکی پست دیکھتے ہوئے سوچا پھر خود ہی اُسکو دوبارہ اپنی باہوں میں بھرا لیکن بولا کُچھ نہیں تھا

دیب کے بہتے آنسو خود با خود رک گے کیوں کے اب حصار جنونیت والا تھا تحفظ والا جس میں ناراضگی بلکل نہیں تھی

•°•°•°•°••°•°•°•^••°°

"سر وہ لڑکی بہت لڑاکا قسم کی ہے جب سے ہوش میں آئی ہی کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دے رہی"

دوسری طرف سے آواز سن کر رگیں تنی

"نہ مرد مت بنو ایک لڑکی نہیں سنبھالی جا رہی تم لوگوں سے"

چیختا ہُوا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا

"سر وہ طبعیت یافتہ معلوم ہوتی ہے دو سیکنڈ میں رسی کھول دی ہی اُسنے"

دوسری طرف سے پھر ڈری ہوئی آواز آئی تو اس طرف ذہن میں جمکا ہُوا

"دِکھتی کیسی ہے"

تجسس سے پوچھا

"کندھوں تک بال ہیں رنگ سفید ہے، آنکھیں سیاہ ہیں۔۔۔ قمیض شلوار پہنی ہوئی ہے"

دور بیٹھی مایا کو دیکھتے ہوئے کہا

"اوہ ہو یا وہ نہیں ہے"

اپنا اندازہ غلط ثابت ہوا تو بازل سے تھوڑا سا شک دور ہوا اُسکی مقبری کروانے کی حوالے سے

"بچی کا بتاؤ"

سوچوں کو جھٹکتے ہوئے بولا

"بچی ابھی بیہوش ہے"

"ٹھیک ہے اِن دونوں کو شام کی فلائٹ سے کسی طرح پاکستان بھیج دو اور بازل پر نظر رکھنا اُسکا ٹھرپنا ظاہر کرے کے ہمارا ہاتھ اُسکی شہہ رگ پر پڑا ہے یہ ٹائم ضائع ہوا"

کہتا ہوا فون بند کر چکا تھا

°•°•°•°•°•°•°•°

"مام۔۔۔پاش۔۔۔۔۔۔۔۔بابا"

جب سے ہوش میں آئی تھی اپنی توتلی زبان سے کُچھ کہنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہاں کسی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی

"ابے تو بچوں والا ہے کُچھ تو سمجھ"

ایک نے دوسرے کو دھکا دیا

"یہ مجھے کوئی بگڑی ہوئی شہزادی لگ رہی ہے۔۔۔ نخرے تو دیکھو۔۔۔۔اور میرے بچے تو تلے نہیں بولتے"

سر جھٹک کر پھر اُس پری چہرہ معصوم سی بچی کو دیکھ رہا تھا جو تھوڑی سی جگہ پر بیٹھی تھی اور بار بار اپنے کپڑے صاف کر رہی تھی کبھی نیچے زمین کو صاف کرتی اپنے باپ کی طرح گندگی سے چڑ تھی اور یہاں چھوٹے سے کمرے دُنیا جہاں کی مٹی پڑی ہوئی تھی جو بار بار اُسکے کپڑوں کو لگ رہی تھی

اُن لوگوں نے اسکو ابھی اپنی شکل نہیں دکھائی تھی تبی اتنا ڈری ہوئی نہیں تھی ورنہ وہ ہٹے کٹے اور سیاہ رنگ کے دیوتا کو دیکھ کر سہم ضرور جاتی

"بابا۔۔۔۔۔نور۔۔۔۔۔۔۔بابا"

شاید سمجھ رہی تھی اُسکے نے لاکر یہاں بیٹھا دیا ہے خود کہیں چھپ کر بیٹھا ہے تبی بتا رہی تھی کے نور ہے آپ آجائیں

"یار یہ بچی کا کیا کرے گا وہ سفاک انسان"

اُسے ننھی سی گڑیا میں اپنے بچے نظر آرہے تھے تبی تھوڑا دل نرم پڑا

"پتہ نہیں بس تھوڑی دیر تک چلے جانا ہے اِن لوگوں کا انتظار کر رہا ہوگا"

دوسرے نے اُجلت میں کہہ کر سگریٹ سلگائی

جبکہ ہر وقت فلٹر ایئر میں رہنے والی شہزادیوں کے آن بان رکھنے والی نور کا سانس اُکھڑا تو اب سگریٹ والے سیاہ پوش انسان نے آگے بڑھ کر اُسکا سفید اور گلابی پڑا چہرہ دیکھا تو نظر گلے میں۔ پہنے ہوئے ڈائمنڈ کی طرف گئی وہ چار رنگ رکھنے والا ڈائمنڈ دُنیا کے نایاب ترین ڈائمنڈ میں۔ سے ایک تھا جس کی بولی وشننگ میں لگائی گئی تھی اور بازل شاہ نے اُسے اپنی متاع حیات نور کے لیے پسند کیا تھا

اُس شخص کی آنکھوں میں چمک آئی تو اپنا کالا اور بھاری ہاتھ نور کی گردن کی طرف بڑھایا

نور نے اُسکے ہاتھ پر اپنی دودھیا دانت گھاڑ دیے لیکن اُسنے سختی سے اُسکا جھبڑا پکڑ کر پیچھے کی طرف کیا اور ہاتھ لگتے اُسکے پیچھے لگا سینسر ایکٹیویٹ ہوا

"ابے یہ لڑکی تو سونے کی گڑیا ہے سمجھ آج سے ترا بھائی بھی یہ کمینے کام چھوڑ کر عیئش کی زندگی بسر کرے گا"

کہتے ہوئے نور کا پند نٹ کھولنے لگا تو نور نے اپنا رونے کا سپیکر کھول دیا

"میری ماں بس کر دے کیوں مروے گی ہمیں"

اب وہی انسان پند انٹ چھوڑ کر اُسکے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا

"مام۔۔۔۔۔ پاشے"

اب اُسے مہذب سا کھڑا دیکھ کر اپنا ایک سیکنڈ میں سپیکر بند کیا اور فرمان جاری کیا"

"پیسے لینے ہے کتنے لینے"

اب بچوں کی طرح اُسے بچکار رہا تھا

"مالا"

سمجھانے والی آواز میں مایا کا نام لیا

"پھولوں والی مالا یہ دوسری مالا"

سر پر اُنگلی رکھ کر سوچنے والے انداز میں بولا

"میلی مام۔۔۔مالا"

)میری مام مایا(

سمجھنے والے انداز میں تھوڑا قریب ہو کر بولی وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اس وقت موت کے قبضے میں ہے

"بھائی مجھے نہیں پتہ تو کیا بول رہی ہو"

تھک ہار کر پیچھے بیٹھ گیا جبکہ نظریں ابھی بھی ڈائمنڈ پر تھیں جو اتنے اندھیرے میں بھی چمک رہا تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"بیا جی۔۔۔نور کہاں ہے"

ماتھے پر گیلے بال بکھرے ہوئے تھے۔ڈھیلی سے ٹی شرٹ کے ساتھ ٹروزار پہنے باہر آیا موڈ کافی خوشگوار محسوس ہو رہا تھا جبکہ بیا جو کچن میں انڈہ پھینٹ رہیں تھی نہ سمجھی سے اُسکی طرف دیکھا

"بچے وہ آپ کے ساتھ ہی تھی"

جواب دے کر انڈہ پین پر ڈال دیا

"نہیں مایا اور وہ دونوں رات کو اُدھر ہی تھیں لیکن صبح لگتا ہے ماں بیٹی دوسرے کمرے میں چلی گئیں"

مسکراتے ہوئے گویا جبکہ اسکو مسکراتا ہوا دیکھ کر نظروں سے ہی اُسکی نظر اتاری جبکہ وہ اب اپنے کمرے کی طرف گیا تھا

"بیا جی گارڈز سے پوچھیں اور باہر دیکھیں۔۔۔۔ کہاں ہیں وہ"

ایک سیکنڈ میں تیز تیز قدم اُٹھاتا باہر آیا اور غرانے والے انداز میں بولا اُسکی آواز سے اچانک ڈر سے انڈہ نکالتے ہوئے گھی ہاتھ پر گر گیا

"کیا ہوا بازل کہاں ہیں نور بی بی"

ڈر سے بھاگتی ہوئی باہر آئی لیکن وہ اُسکا جواب دے بغیر باہر کی طرف بھاگ گیا

"سر صبح سے ہم ڈیوٹی پر ہیں لیکن کوئی حال سے باہر نہیں آیا آپکے بغیر تو باہر کیسے چلا گیا"

تین گارڈز میں سے ایک بولا جبکہ دوسرے اُسکے غضب سے تھوڑا کھسک کر پیچھے ہو گئے تھے

"عبداللہ جلدی سے گھراؤ"

کان پر لگے موبائل کو ہٹا کر اُنکی طرف گھورا اب انکھوں میں سُرخ لکیریں پھیل چکی تھیں

"سی سی ٹی وی کیمرے آن کرو ساری رات کی ریکارڈنگ پلے کرو"

اُنکی بات نظر انداز کر کے اگلا حکم صادر کیا اور ایک حال سے باہر آتی بیا کو دیکھا جس کا سانس پھول چُکا تھا

"و۔۔۔۔۔۔۔۔وہاں موبائل تک مایا کا وہاں ہے لیکن وہ دونوں کہیں نہیں ہیں"

بازل کو لگا آسمان اُسکے سر آن گرا ہو دل ایک دم سے سہم گیا مایا اِس قابل تھی کے اپنا بچاؤ کر سکتی تھی لیکن نور وہ ابھی خود کھانا کھانے کے قابل نہیں تھی

"کہاں غلطی ہوئی۔۔۔۔۔کہاں وہ مجھ تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے"

ذہن میں لاکھوں سوال جنم لے رہے تھے اور ہر سوال اُسکی جان جسم سے نکال رہا تھا

"مایا مایا مایا کیا کروں میں تمہارا"

پورا ریکارڈر دیکھ کر ٹیبل پر ہاتھ مار کر اُٹھا واضح تھا کے پہلے خود مایا باہر گئی اور اُسکے پیچھے نور تو ظاہر سی بات تھی ساری غلطی مایا کی ہی تھی

"عبداللہ سارے روڑ کے کیمرے جا کر چیک کرو دیکھو کہاں گیں ہیں"

غُصہ ضبط کرتا ہُوا بولا فرانس میں یہی تھا سارے روڈ پر کیمرے لگے ہوئے تھے اور آسانی سے سارے اُن کو اکسس کیا جا سکتا تھا

تھوڑی سی پریشانی کم ہوئی تھی کے کسی کے ہاتھ نہیں لگی ہونگی خود ہی ہونگیں اور آسانی سے اُن تک پہنچ سکتا تھا

چند گھنٹے بعد

"سر سارے ریکارڈ چیک کر چکے ہیں لیکن وہ چند سیکنڈ غائب ہیں ہر جگہ سے یہاں سے وہ گھر سے باہر نکلے ہیں"

عبداللہ نے اُسے موبائل پر نظریں جمائے دیکھ کر کہا

بات سنتے ہی موبائل دیوار پر دے مارا

"یہ مایا کا بھاگنے بگھانے والا شوق تو میں پورا کروں گا"

غُصہ سے پھنکارا وہی ہوا جس کا ڈر تھا

مایا نے اُسے خود کو اور نور تینوں کو خود موت کے منہ دکائل چکی تھی

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"اپنے شوہر سے طلاق لے لو ورنہ تمہارا بچہ اور شوہر دونوں ہی جاتے رہے گیں۔۔۔دو ہی راستے ہیں ایک شوہر کو خود چھوڑ دو اور بچے کے سہارے رہ لو یہ پھر دونوں کو کھو دو"

کان سے لگائے ہوئے موبائل سے آواز اُبری تو ہاتھ تھر تھر کانپنے لگے

"ن۔۔۔۔۔۔نہیں میرے شوہر نے کیا بگاڑا ہے تمہارا؟"

ہمت کر کے سوال کیا

"اُسنے تو نہیں بگاڑا پر تمھیں خوش نہیں دیکھ سکتا"

دوسری طرف سے پھر آواز آئی

"دیکھو دو دن ہیں تمہارے آپریشن اور دن ہی میں تمہیں دیتا ہوں وگرنہ آپریشن کے دوران بچہ اور شوہر اس دُنیا سے کوچ کر جائیں گے"

تمخسر اراتی ہوئی ہنسی دیب کے دل کو توڑ رہی تھی

فون کٹ چُکا تھا لیکن وہ ہو بہو وہیں کھڑی تھی "خوشیوں کی مدت اتنی چھوٹی سی کیوں ہوتی ہے کیوں ہر دوسرے دن آزمائش میرے مقدر میں آجاتی ہے۔ کیوں اُس شخص کو میرے مقدر میں آنے کے بعد بھی لوگ مجھ سے چھیننا چاہتے ہیں"

وہیں دیوار سے گھسیٹتی زمین پر بیٹھ گئی پیٹ میں درد کی لہر اُٹھ رہی تھی لیکن دل پر ہونے والے درد کا کوئی حساب نہیں تھا پیٹ میں ہونے والی درد دل کے سامنے فراموش ہو گئی تھی

اسی فون کی وجہ سے تالش سے دور ہوئی تھی اب دوبارہ اُسکا قہر کس طرح برداشت کرے گی ماں باپ وہ تھے جو ایک بار بدنامی کے بعد بھول ہی چُکے تھے کے ایک بیٹی کو بھی جنم دیا تھا کیوں اُس کے ساتھ رشتے مخلص نہیں تھے یہی سوچ اُسے بے بس کر رہی تھی

اچانک درد بے بس کر گیا

"اہ"

دل دہلانے والی چیخ کے سے زمین پر ڈھیر ہو چکی تھی ایک مضبوط لڑکی زمانے کے ستم سہہ کر اتنی کمزور ہو چکی تھی کے ایک سوچ بھی اُسے اِس دُنیا سے دوسری دُنیا تک کا سفر کروا سکتی تھی

یہی معمہ آج ہر بیٹی کا ہے ہم اپنے مفاد کی خاطر اتنا گر چُکا ہیں کے بیٹیوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اُنہیں زمانے کے ظلم سہنے کے لیے اکیلا چھوڑ دیتے ہیں

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

" بیغیرت انسان میرے کا قریب مت آوَ"

وہاں ماجود تین مردوں میں سے ایک اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا ہُوا اُسکی طرف آرہا تھا

" بیغرت کہا ہے تو ذرا نظارہ تو کرو"

اُسکی آنکھوں میں ہوس لچک رہی تھی

"یار ٹائم کم ہے جلدی کرو اس کی اکھڑ ختم پھر اِسے منان صاحب کے سامنے بھی پیش کرنا ہے"

پیچھے سے ایک نے سگریٹ کا کش لگاتا ہوا بولا

مایا نے نور کی چیخیں اور اُسکو بلانا سن لیے تھا لیکن وہ اتنی کم عقل نہیں تھی کے اپنے جذبات کو قابو نہ کر سکے اور نہ یہ چاہتی تھی کے نور کا بازل سے رشتے کا اُنکو معلوم ہو ورنہ اگلے ہی لمحے وہ نور کے ساتھ کچھ بھی کر سکتے تھے

اب اُسے اپنی عزت کی فکر تھی کہاں وہ کہاں وہ ہٹے کٹے تین مرد

"میں چار قتل کر چکی ہوں اس لیے ذرا سوچ سمجھ کر آگے آنا"

بغیر ڈرے اُسکی انکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی

"تم جیسی عورتیں گھر کا سامان ہوتیں ہیں مردوں کا مقابلہ کرنے والیں نہیں ۔۔۔۔ میرے طرف سے تم نے سو قتل کیے ہوں لیکن اس وقت تم ہمارے شکنجے میں ہو"

اگلے کے بولنے سے پہلے ہی ایک آواز پیچھے سے آئی جس کے ہاتھ میں نور کا ہاتھ تھا

مایا کا دل زور سے دھڑکا کہیں وہ اُسے موم نہ کہہ

"مام"

اپنے چھوٹے چھوٹے سے ہونٹ نکال کر دُکھ سے اُسے پکارا

اتنا ٹائم ہو چکا تھا یقیناً اُسے بھوک لگی ہو گئی

"کیا لگتی ہو تم اسکی"

پیچھے سے آنے والے نے مشکوک نظروں سے دیکھا

"کیا تکلیف ہے تمھیں"

مایا اپنا منہ موڑ گئی

"بتاؤ ورنہ یہ لڑکی نہیں رہے گی"

اُسنے چھوٹا سا تیز دار چاقو نکال کر نور کی گردن اور رکھ دیا جبکہ دوسرے اُسکی جانب بیزاری سے دیکھ رہے تھے اُنکے کام میں بلاوجہ ہی خلل ڈال رہا تھا وہ اپنے نفس کے آگے بے بس تھا

"میری بیٹی ہے"

مایا نے جلدی سے جواب دیا

"اوہ تو تم دونوں بازل کے گھر کیا کر رہی تھیں؟"

اگلا سوال مشکل تھا

"کام تھا"

چاقو کی نوک ابھی بھی نور کے گردن پر ماجود تھی

"ہاہاہاہا کہیں تم اُسکی رکھیل تو نہیں اور یہ تم دونوں کی ناجائز بچی"

سب کے سب اُسکا مذاق اُترتے ہوئے ہسے

"ہمارے سامنے تو پارسا بن رہی ہے ویسے مال تو بہت کمال کا ہے"
ایک لچکائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تو مایا کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سماء جائے
"ویسے بازل بھی پہنچی ہوئی چیز نکلا"
دوسرے نے بات کا جواب دیا جبکہ مایا اپنی اس تذلیل پر روتک نہیں سکی
اُسے پتہ تھا بازل شاہ کا قہر اُسکے انتظار میں ہوگا کیا ہوگیا تھا اگر وہ یہ غلط قدم نہ اٹھاتی
لیکن اب پانی سروں سے گزر چکا تھا
°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°

"تالش کون ہے آپ میں سے"
دمل اور تالش ویٹنگ چیئر پر بیٹھے پریشانی سے دروازہ دیکھ رہے تھے جب ڈاکٹر نے آکر پوچھا
مہر پریئر روم میں تھی
"جی میں ہوں ایوری تھنگ ازاوکے؟؟"
پوچھتے ہوئے کھڑا ہوگیا

"آپکی وائف ہیں عندلیب ابراہیم"

سوال کے جواب میں محض سر ہلا سکا

"وہ بہت زیادہ پینک کر رہیں ہے ایک مرتبہ مل لیں افسوس سے کہتی آگے کی طرف بڑھ گئی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا اندر کی طرف گیا یہاں وہ بیڈ پر غیر آرام دہ حالت میں لیٹی دروازہ کو ہی دیکھ رہی تھی ابھی آپریشن میں کُچھ وقت تھا کیوں کہ بیہوشی کی وجہ سے بی پے لوء ہوچکا تھا اور ڈاکٹر کا کہنا تھا جب تک بلیڈ پریشر اپنی سطح پر نہیں آتا تب تک آپریشن کا رسک نہیں لے سکتے

دو نرس اُسکے پاس دوسری طرف۔ کھڑی تھیں جو تالش کو دیکھ کر باہر چلیں گیں

"دیب کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو"

فکرمندی سے آکر اُسکا ہاتھ پکڑا اور اُسکے سر پر شفقت بھرے لمس چھوڑے

بیشک ایسے ٹائم پر ایک لڑکی کو اُسکی ماں کی ضرورت ہوتی ہے ایک بڑی بہن کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اُسکے پاس نہیں تھا کُچھ بھی

"تالش اُسکا فون آیا تھا وہ آپ کو مار دے گا۔۔۔۔۔ پلیز آپ سمجھنے کی کوشش کریں"

اُسکے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھتی ہوئی نم آواز میں بولی جبکہ انکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے

"کون"

اُسکے بال ماتھے سے ہٹاتا ہُوا بولا

"ر۔۔۔۔۔۔۔رض۔۔۔۔۔۔۔رضوان طاہر"

ڈرتے ہوئے بولی

"دیب تم کیوں پاگلوں والی باتیں کر رہی ہو کُچھ نہیں کہا کسی نے اور کیوں لگتا ہے تمھیں کوئی آرام سے آئے گا اور مجھے مار دے بچے کو مار دے گا یہ عام زندگی ہے کوئی فلم یہ ڈراما نہیں چل رہا جو ایسی باتیں کر رہی ہو"

آواز نہ چاہتے ہوئے بھی سخت ہو گئی

"تالش سچ میں"

روتے ہوئے بولی تو تالش نے بے بسی سے دیکھا

"دیکھو اب تم سکون سے رہو کوئی ٹنشن نہیں لینی میں دیکھ لونگا جو ہو گا"

کہتے ہیں پیچھے کی طرف دیکھا تو ڈاکٹر اب اندر آ چکی تھی

"مسٹر باہر جائیں ٹائم ہو چکا ہے"

اپنے پروفشنل انداز میں بولتی ہوئی ہاتھ میں پکڑا ہوا انجکشن دیکھنے لگی

"نہیں میں یہی رہو گا آپ لوگ اپنا کام سٹارٹ کریں"

بولتے ہوئے چیئر کا رُخ دیب کے چہرے کی طرف کیا یہاں بلکل مخلف سمیت میں ڈاکٹر کھڑی تھی اور پھر اُسکا ہاتھ پکڑکر بلکل بے نیاز ہوکر بیٹھ گیا

ڈاکٹر نے ایمپریس ہونے والے انداز میں اُس چھوٹی عمر کے لڑکے کو دیکھا جو اپنی بیوی کے لیے کافی پروگریسیو تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

گاڑی پتھریلے راستوں سے ہوتی ہوئی تیز رفتار سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی جس کے پیچھے اور آگے ایک ایک گاڑی اُسی سپیڈ سے جارہیں تھیں

مایا کے ہاتھ پاؤں یہاں تک تک آنکھوں پر بھی پٹی باندھ رکھی تھی اُنکو چند گھنٹوں میں معلوم پڑھ گیا تھا کے وہ کوئی عام سی کمزور جسم یہ جذبوں والی لڑکی نہیں بلکہ کافی ٹری کھیر تو تھی جبکہ کے نور کے ہاتھ بھی حفاظتی تدبیر کے تحت بندھ رکھے تھے

آنے سے پہلے بہت مشکل سے مایا اُسے دودھ پلانے میں کامیاب ہوئی تھی کیونکہ وہ اپنے فیڈر کے علاوہ کسی چیز میں دودھ نہیں پیتی تھی لیکن بھوک کے زور کی وجہ سے اپنا ایک اصول توڑنا پڑا

مایا ساتھ ہونے کی وجہ سے خود کو پتہ نہیں کتنا زیادہ محفوظ محسوس کر رہی تھی باہر بھا گتے درختوں اور پہاڑوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کر رہی تھی لیکن جیسے جیسے سفر ختم ہو رہا تھا مایا کے دل کو کچھ ہو رہا تھا

خود سے ساتھ جو مرضی ہو جائے لیکن ایک بچی کی زندگی خراب نہیں کے سکتی تھی

اُنکو کی آنکھوں میں ہوس دیکھ کر جو نور کے لیے دل دھڑک رہا تھا اُسکا کوئی حساب نہیں تھا

یہی صورت حال اُسے آج سے چھ سال پہلے برداشت کرنی پڑی تھی

ماضی

ماضی کے ورق گردانتے ہوئے اُسکی زندگی کہ سیاہ ترین دن اُسکے سامنے آیا جب ایک نازک مزاج معصوم اور کلاس کی ٹوپر ہوا کرتی تھی

زندگی ایک حسین سفر تھی بے شک ایک امیر زادی نہیں تھی لیکن مطمئن تھی اپنی زندگی سے ایک سانحے سے ابھی نکلی ہی تھی جب زندگی دوسرا امتحان لانے کے لئے کھڑی تھی

"اور اللہ جسے پسند فرماتا ہے اُسے امتحانات میں ڈالے رکھتا ہے"

بس میں چلتے ہوئے سپیکر میں مدھم سی آواز اُبری

جب اچانک اُسی بس کے ڈرائیوروں نے ایک نا معلوم جگہ پر بس روک دی

اُنکا آج سٹڈی ٹور تھے ہسٹری میں گریجویٹ کر رہی تھی اور اُسی سلسلے میں ٹریپ ہڑپہ جا رہا تھا

اونچی نیچی کھائی نما جگہ تھی

تو اچانک ایک سمل پوری گاڑی میں پھیل گئی جب ہوش آیا تو کسی کمرے میں بند پایا جہاں اُسکی جان سے عزیز دوست لوٹی ہوئی حالت میں زمین پر نیم برہنہ جسم کے ساتھ بے ہوش پڑی تھی لیکن یہ اُسکی غلط فہمی تھی کیوں کے زندگی اہم موڑ کاٹ چکی تھی ہولے سے اپنی ہمت جمع کر کے اپنی نازک جان سنبھالتے اُس تک گئی اپنا دوپٹہ اُسکے برہنہ جسم پر ڈال دیا اور نیچے کی طرف جُھکی

"ع.....عائشہ"

بے جان سے لبوں سے نام بھی ادہ نہیں ہو رہا تھا

اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہا تو وہ لڑکھ کر نیچے جا گرا

"مام"

نور کی چیخ سے پسینے سے شرابو جسم میں سنسنی ڈوری منہ پر ٹیپ انکھوں پر پٹی اور ہاتھ بندھے ہوئے کیسے محسوس کرتی کیا ہُوا تھا

چھ سال سے اللہ سے دوری اختیار کر رکھی تھی کیسے مانگ لیتی اپنے لیے رحم

بندھ انکھوں کے سامنے کبھی نور کا پری چہرہ آتا تو کبھی عائشہ کا بے جان وجود سارا جسم
کانپ رہا تھا لیکن رو نہیں رہی آنکھوں سے ایک قطرہ نہیں گرا تھا
اچانک سے ہر چل محسوس ہوئی گولیوں کی آواز اچانک کانوں کو پھاڑ لگیں دل جیسے پھٹنے کو تھا
ایک مرتبہ پھر نور کی چیخ اُسکی سماعتوں میں پڑی
"میں کیسے گنہگار ہو گئی"
خود با خود خیال ذہن میں آیا اور آنکھوں سے رم جم شروع ہو گئی
اچانک اپنی گردن میں کچھ ڈھنستا ہُوا محسوس ہوا
گولی تھی پہچان گئی تھی
دل کی دھڑکنیں بند ہو رہیں تھی ایک پچھتاوا باقی رہ گیا تھا ایک بچی کی گنہگار ہو گئی تھی
آہستہ سے زندگی کے لمحے کم پڑھ گے اور دُنیا کی رونقیں پیچھے کہیں گم ہو گئی اور وہ وہیں
سیٹ پر بندھے خون میں نہا گئی
•°•°•°•°•°•°•°•°•°•
"مبارک ہو مسٹر تالش آپ کے ہاں ایک صحت مند مند بچے نے جنم لیا ہے"
ڈاکٹر نے کہتے ہوئے چہرے پر مصنوئی مسکراہٹ سجائی اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ننھا وجود اُسکی
طرف بڑھایا

آپریشن میں کچھ کریٹیکل کنڈیشن کی وجہ سے تالش کو کمرے سے باہر نکال دیا تھا

"اور میری دیب"

ہاتھ میں پکڑے ہوئے ننھے وجود کی طرف توجہ ہی نہیں گئی جبکہ پیچھے کھڑی مہر نے ڈاکٹر کے ہاتھ سے اُسے لے لیا جس کی آنکھیں بھی ابھی بند تھیں

"سوری مسٹر تالش ہماری پوری کوشش کے باوجود بھی ہم اُسے ہوش میں نہیں لا سکے نینٹی نائن پرسنٹ چنسیجز ہیں کے وہ کومہ میں کا چکی ہیں کیوں کہ بلیڈ پریشر میں وین کو ایفیکٹ کر گیا ہے"

وہ کہہ رہی تھی جبکہ تالش کے چہرے کا سارا خون نوچھڑ گیا تھا آنکھوں سے آنسو کی لڑی ٹوٹ کر اُسکی ہلکی ہلکی داڑھی میں جذب ہو گئی

"وہ ٹھیک تھی جب میں باہر ائے تھا"

ایک دم آپے سے باہر ہُوا تو دل نے پیچھے سے اُسکے شانے پر ہاتھ رکھا

"جی بعد میں اچانک بی پی شوٹ کر گیا تھا.... پہلے بھی کہہ تھا کے وہ کمزور ہیں کُچھ بھی ہو سکتا ہے"

ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہہ کر آگے بڑھ گئی

"ٹھیک ہو جائیں گی بھابھی؟؟"

دمل ڈاکٹر کے پیچھے گیا

"ہاں بھی اور نہیں بھی کم لوگوں کو بھی رکاور کرتے دیکھا ہے کوئی جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتی"

وہ افسوس سے کہتی اندر کیبن میں چلی گئی جبکہ دمل کی آنکھیں سُرخ ہوگئی پھر بھی ہمت کی ضرورت تھی اُسے

"ہوگیا کام؟؟؟"

اندر کیبن میں ماجود رخسار نے تیزی سے پوچھا

"مجھے ڈر ہے شک نہ ہوجائے"

اپنا پسینہ صاف کرتی ڈاکٹر عافیہ بولی

"نہیں ہوگیا بس تم ایکٹنگ دھیان دو"

اُجلت میں بولتی اپنے بیگ سے چیک نکالنے لگی

"میں بس بے ہوش رکھ سکتی ہوں لیکن جان سے نہیں ماروں گی یہ پہلے تہ ہُوا تھا"

وہ کانپتے ہاتھوں سے چیک پکڑکرا پنے بیگ میں رکھتی ہوئی بولی

"بہت ڈھیٹ ہڈی ہے اتنے صدمے دیے ہیں لیکن مرنے کا نام ہی نہیں لیتی کمبخت ۔۔۔اوپر سے دوسرا بیٹا بھی ہاتھا لیا ہے"

کہتی پیچھے دروازہ سے باہر چلی گئی

"اللہ کہاں پھس گی میں"

سر پر ہاتھ مارتی چیک نکال کر دیکھنے لگی جس پر پچیس لاکھ رقم درج تھی

ساری پریشانیاں ایک منٹ میں غائب ہوگئیں

پیسہ پھر غلط راستے پر قدم رکھنے پر آمادہ کر چُکا تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"گولیاں چلیں تھیں یہ بمب پھٹ گیا تھا جو تم لوگوں نے اُسے آسانی سے بھگنے دیا"

سارا آفس توڑ پھوڑ کا شکار ہوچکا تھا

"ایک لڑکی کیسے اتنے طاقتور چھکنچے سے نکل گئی"

اُسکا بس نہیں چل تھا ساری دنیا تحس نہس کر دے

"میں بتا رہا ہوں یہ وہیں لڑکی تھی کتنی آسانی سے پاگل بنا گئی"

خود ہی چیزیں توڑ رہا تھا اور سارا اسٹاف باہر سر جھکائے کھڑے تھے

کُچھ گھنٹے قبل

بازل کے موبائل پر الارم بجا جس پر فنگر پرنٹ ماجود تھا اور اوپر انگلش میں ایک لائن لکھی ہوئی تھی

"Anyonewantstotouchdiamond"

ایک بار پھر دھڑکنوں میں انتشار برپا ہُوا

مطلب کوئی اُسکی بیٹی کو ہاتھ لگانے کی کوشش کر رہا تھا

اُس ڈائمنڈ میں ماجود سینسر تب الرٹ کرتا تھا جب اُسکی چیپ میں ماجود فنگر پرنٹ کے علاوہ کوئی اور ٹچ کرتا تو

"گاڑی نکلو"

کہتا اپنے کمرے کی طرف بھاگا اور پسٹل نکال کر اپنی پینٹ کی بونٹ میں رکھا ایک دو ضرورت کی اور چیزیں جو الماری سے نکال رہا تھا اور ہاتھ کانپ رہے تھے

زندگی اُسے دس سال پیچھے ایک مرتبہ پھر اندھیرے میں دکھلانا چاہتی تھی

ایک مرتبہ پھر بازل ابراہیم دُنیا کا کمزور ترین مرد بن رہا تھا

•°•°•°•°•°•°•°••°•°•

ریلنگ چیئر پر بیٹھا مسلسل جھول رہا تھا آنکھیں تھوڑی سی نم تھیں نظریں سامنے لگے نائٹ بلب پر تھیں جس کی تھوڑی سی روشنی اندھیرا چیرنے میں ناکام ٹھریں تھیں

دس سال پہلے

ایک امیر زادہ جس کے کہنے سے پہلے ہر چیز اُسکے سامنے پیش کر دی جاتی تھی دو بہنوں کا اکلوتا بھائی تھی زِندگی میں ہر خوشی ماجود تھی امیروں والے ہر شوق میں انتہا حد تک لگاؤ تھا

ایک بہن چار سال بڑی جبکہ ایک نو سال چھوٹی تھی

بڑی بہن دماغی توازن پیدائشی طور پر ٹھیک نہیں تھا

"بازل"

آدھی رات کو چیخوں کی آواز سے اُٹھا تو زِندگی ٹھر گئی کوئی اُسکی معصوم اور بیمار بہن پر اپنے نفس کی بھوک مٹا چُکا تھا

گھر میں کوئی کسی سے نظریں ملانے تک کہ روادار نہیں تھا یہیں نہیں ایک اور حملے اُنکی عزت پر کیا گیا جب نازیبہ تصویریں اُنکے ڈیفنس میں پھیلا دیں گیں جس کے بعد باپ کو اٹیک آیا اور ماں خود ہی دُنیا سے منہ موڑ گئی

زندگی کا مشکل ترین مہینہ جس میں ساری ساری رات سڑکوں کی چھان پھٹک کر وہیں سو جاتا کبھی گھر آیا ہی نہیں یہاں لوگ اسکو دیکھ کر ہنستے تھے اُسکی بے بسی کا مذاق اڑاتے تھے

"کیسا بھائی تھا وہ اپنی بہن کی حفاظت نہ کے پایا۔۔۔۔اپنی گھر کی عزت سے کیسے غافل ہوا ۔۔۔اپنا آپ اپنی مفلوج بہن کا گنہگار سمجھنے لگ گیا تھا"

چھوٹے سے لڑکے کو اپنی عمر سے بڑھ کے کر دُکھ مل گیا تھا

"سڑک پر جاتیں لڑکیوں کو دیکھ کر خود با خود نظریں جُھک جاتی تھیں ایک ہی دعا تھی کبھی اُسکی بہن کے نصیب جیسا نصیب کسی کا نہ ہو۔۔۔۔۔۔ یہ غم ایک بھائی کے لیے اتنا خطرناک ثابت ہوا تھا تو باپ کی موت بے معنی نہیں تھی یہاں بھی ہوتا تھا ایک ہی ڈر تھا اُسے کوئی پہچان نہ لے کوئی اُسکے ماں باپ کی تربیت پر اُسکی عزت پر سوال نہ کر دے"

اذیت سے سُرخ آنکھیں ایک سیکنڈ میں کھول دیں سر دونوں ہاتھوں میں گرا دیا

لوگ اُسکے بارے میں کہتے تھے بازل شاہ دُنیا کا خوش قسمت ترین انسان ہے لیکن اُس سے بڑھ کر کون جانتا تھا کہ اُس سے بد قسمت انسان دُنیا میں نہیں تھا جس کی بہن کی عزت بنگلہ کی اونچی دیواریں بھی نہیں بچا سکیں تھیں جب پیسہ بھی لوگوں کا منہ بند نہیں کر سکا تھا

پانی کا گلاس اپنے حلق سے اندر انڈیال لیا جو زہر سے بھی زیادہ کڑوا تھا

سر جھٹک کر سامنے پڑا وجود کو دیکھا جس کے جسم میں دو دن سے کوئی حرکت نہیں آئی تھی اور اُسکے اوپر ٹانگیں رکھے نور کو دیکھا جو پر سکون نیند سو رہی تھی

اِس بار وہ اپنی عزت محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا

نور کے ڈائمنڈ میں لگے سنسر سے اُنکی لوکیشن معلوم کی تھی اور فرانس سے باہر جانے سے پہلے اُنکو روکنا تھا اور قسمت نے ساتھ دیا اُنہوں نے جلد ہی اُنکو جا لیا اور پوری کوشش کے باوجود مایا تک پہنچنے میں دیر ہو گئی اور اُسکی گردن میں گولی لگ گئی جو بیک سائڈ کو چھو اور

گزُری تھی لیکن خون کا ضیا زیادہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک ہوش نہیں آئی تھی اور دوسرا ڈاکٹر کہہ رہے تھے کے وہ اپنے آپ کو مرا ہُوا تسلیم کر چکی ہے اور رسپونس نہیں کر رہی آنکھیں بغیر کسی چمک کے مسلسل اُسے دیکھ رہیں تھیں پھر نور کو دیکھا جواب نور کے سینے پر لیٹ چکی تھی اور ایک ہاتھ سے مایا کی شرٹ پکڑ رکھی تھی شاید وہ دوبارہ کھونے سے ڈر گئی تھی جس طرح دو دن وہ بیڈ پر اُس گم سم سی مایا سے کھیلتی رہی تھی یہ بات بیا اور بازل کو پریشاں کر گئی تھی یہاں تک کے فیڈر بھی اُسکے بازو پر سر رکھ کر پیتی تھی اور ہر پانچ منٹ بعد اُسکا چہرہ اپنے ننھے ننھے سے ہاتھوں سے مسلسل چھوتی تو کبھی اُسکے چہرے پر پیار کرتی مسلسل دونوں کو دیکھ کر آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں اور چیئر سے اُٹھ کر بال کھجاتے ہوئے باہر چلا گیا کیوں کہ اندر کافی گھٹن ہو رہی تھی

"وہ عشق کے فرائض سے دستبردار ہونے جا رہا تھا جس کے لیے تھوڑا وقت درکار تھا"

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"آنٹی کون ہیں آپ کیا کر رہیں ہیں"

پیرائر روم میں بیٹھی نماز کے بعد دعا مانگ رہی تھی جب پیچھے سے کسی نے بال مٹھی میں جکڑے

"میرا بیٹا چھین کر پوچھ رہی ہے کون ہوں میں"

ایک تھپڑ اُسکے منہ پر جڑتے ہوئے بولی ابھی دو دن بعد ڈاکٹر کا رونا سننے ہاسپٹل آئی تھی جب مہر اور دامل کو ایک پلیٹ میں کھاتا ہُوا دیکھا۔۔۔۔ کافی دور کھڑی تھی لیکن پتہ چل کے دونوں میں کوئی رشتا تو ضرور ہے جو اتنا بے تکلف ہیں اور پاس ہی تالش بیٹھا چیئر سے ٹیک لگے بیٹھا تھا

وہ تو ڈاکٹر عافیہ سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ چھوٹے بیٹے کی بیوی ہے

"آپ اپنے بیٹے سے پوچھیں"

"کیوں۔۔۔ اج کل کی لڑکیوں کو پتہ نہیں کیا ھوگا ہے بھئی خود ہی گھر سے بھاگ بھاگ کر شدیاں کرے جا رہیں ہیں کوئی شرم ہے ہی نہیں۔۔۔ شرم نہ آئی ابھی میرا بچہ ہے ہی کتنے سال کا ہے اُسے بھی پسا لیا"

بولتی ہوئی اُسکے بالوں اور گرفت مضبوط کر چکی تھی

"دیکھیں اپنی حد میں رہیں کیا سمجھتی ہیں خود کو پہلے اپنا آپ تو دیکھ لے ستلا تو ایک طرف آپکے اپنے بیٹے نہ اس قابل نہیں سمجھا کے زندگی کے اتنے اہم فیصلہ میں اپکو شریک کر سکیں۔۔ مجھے آپ دیب مت سمجھیں آپ جیسی کو تو ایسے ساری دنیا کے سامنے پٹکھوں گی کے لوگ آپکی قسمت پر آنسو ضرور بہیں گے۔۔۔۔ اور خبر دار جو میرے کردار پر اُنگلی اٹھائی میں اُنگلی نہیں ہاتھ ہی کاٹ دوں گیں"

اپنے بالوں سے ہاتھ ہٹا کر اسکو مضبوطی سے پکڑ کر ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تو چند لمحوں سے لیے رخسار ڈر کر پیچھے ہوئی

"تجھے تو میں لڑکی"....

دوسرے ہاتھ کی انگلی آگے کی طرف کی تو مہر نے براؤن آنکھوں سے کھا جانے والے تاثر دیتے ہووے اُسکی اُنگلی مروڑ دی تو رخسار تو چیختی ہی رہ گئی

اور اپنا ہاتھ چھوڑا کر بھاگ گئی جبکہ مہر کا جسم ہولے سے کانپا

"یہ کیا کر دیا۔۔۔۔اُو میرے خدایا۔۔۔۔کہیں وہ جا کر دل کو نا بتا دے۔۔۔میں کیا کروں گی۔۔۔اب تو مجھے وہ اچھے ہی بہت لگتے ہیں"

اپنے کردار اور بات آنے کی وجہ سے پتہ نہیں کدھر سے اتنی طاقت آگئی کیسے بول گئی وہ خود سمجھ نہیں آرہا تھا

اب دل خوف سے دھڑک رہا تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

ہولے سے لرزتی ہوئی پلکیں کھولیں تو اپنے ہاتھوں پر چھوٹے چھوٹے سے لمس پائے ذہن آہستہ آہستہ سے بیدار ہو رہا تھا کمرہ بلیک اور وائٹ۔۔۔ہیں یہ تو بازل کا تھا

اُسے یاد آیا۔۔۔۔لیکن وہ تو مر گئی تھی

بلکل بچوں والی سوچ ذہن میں آئی تو نظریں گھوما کے دیکھا
سارا کمرہ خالی تھا بس نور اُسکے اوپر سے اور ٹانگیں رکھے سو رہی تھی
اُسے دیکھ کر شدید احساس ہوتا تھا کے وہ چھوٹی سی بچی کیسے ماں کی کمی محسوس کرتی ہوگی
"میں ماں کیسے ہو سکتی ہوں ؟؟؟ مائیں ایسی نہیں ہوتی"
آنکھوں کی پت جھڑ شروع ہوئی تو دروازہ کھولنے کی آواز اور دل میٹھی میں آگیا
سزا سننے کا وقت آگیا تھا اسکی سنگین غلطی کا۔
بازل آتے ہی واش روم میں گھس گیا تھوڑی دیر بعد واپس آکر ایک نظر اُسے دیکھا تو اُسکی بند پلکیں لرز رہیں تھی پاؤں کا انگوٹھا بھی ہل رہا تھا مطلب وہ ہوش میں تھی بال کو پیچھے کرتا بلکل اُسکے اوپر اکھڑا ہوا
"دیکھو تمہیں دور جانا ہے ؟؟؟؟ اور یہاں سے جا کر کس کے پاس جاؤ گی ؟؟؟
بنا حال پوچھے بنا کوئی تہمید بندھے سیدھا سوال کیا تو اُسکی گمبھیر اور رعب و جلال والی آواز سنتے ہی پٹ سے آنکھیں کھول دیں
"وہ۔۔۔ میں"
اپنے کیے کی وضاحت دینا چاہتی تھی لیکن وہ کیوں نہیں پوچھ رہا تھا کیوں نہیں چلا رہا تھا اُس پر

"جواب دو ٹائم نہیں فضولیات کے لیے"

سپاٹ تاثرات لیے اُسکے دل میں آئے تمام وہم دور کے گیا تھا

"ہاں"

جواب دے کر آنکھیں جھکا گئی دل چیخ چیخ کر نہ میں فیصلہ دے رہا تھا لیکن انا کس کام آنی تھی

"کہاں"

اپنا موبائل سائڈ ٹیبل اور سے اُٹھا کر بولا

"کیوں کر رہے ہو ایسے۔۔۔۔ میں نہیں جانا چاہتی۔۔۔ پوچھ کیوں نہیں رہے میں کیسی ہوں کیسے اتنا بڑا زخم کھا کر آئی ہوں"

صرف دل میں سوچ سکی تھی آنکھیں نم ہو رہیں تھی لیکن کس کے لیے ہو رہیں تھی وہ بے خبر کھڑا موبائل پر ٹائپنگ کر رہا تھا

"محد کے پاس"

اُسے پتہ تھا وہ چڑتا تھا اُسکے نام سے یقیناً کوئی سوال ضرور کرے گا۔۔۔ اُسے چہرے پر کوئی تاثر تو آئے گا لیکن یہ محض ایک سوچ تھی ایک وہم اور ہر وہم درست ثابت نہیں ہوتا

"عبداللہ اب سے جو پہلی فلیٹ ہے پاکستان کی اُس میں ایک سیٹ ریزرو کروالو مجھے ٹائم سنڈ کر دینا اور گھر آ کر ایک گیسٹ کو لے جانا"

کہتا ہوا اُسکی طرف موڑا اور نور کو اُسکے اوپر سے اُٹھا کر اپنے کندھوں پر ڈالا

"گڈ بائے"

کہتا ہوا اُسکی آنکھیں میں آئی نمی کو نظر انداز کرتا چلا گیا

پیچھے لیٹے ہوئے ہی زرو قطار رو دی

"یہ اہمیت ہے میری بوجھ ہوں میں۔۔۔ایک سیکنڈ میں مہمان بنا دیا۔۔۔کیوں نہیں دکھتا تمھیں بازل شاہ کیوں نہیں دیکھ سکتے میری انکھوں میں جانے سے انکار۔۔۔۔۔۔نور کے بغیر کیسے رہوں گیں"

اینڈ پے شاید خود کو سمجھا رہی تھی کے وہ نور کی وجہ سے جانا نہیں چاہتی اور کوئی وجہ نہیں ہے

پھر ٹیک کا سہارا لیتی اُٹھ کر بیٹھ گئی اور گھٹنوں کے اوپر سر رکھ کے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو بہانہ دیے

•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•

"دمل آنٹی آئیں تھیں اور۔۔۔۔مجھ"

بیٹھی اپنی انگلیاں چٹخاڑ رہی اور خود ہی بتانے کا سوچا لیکن سمجھ نہیں آ رہا تھا کے کیسے بتائے
ایک نظر سامنے دیب کا ہاتھ تھامے بیٹھے تالش کو دیکھا جس کو پتہ نہیں کیوں بچے کے ساتھ
اتنی اٹیچمنٹ نہیں تھی بس وہ زبردستی پکڑا دیتے تو چند منٹ کھیل لیتا باقی وقت دیب کے
پاس ہی رہتا
اُسکی آدھی بات سن کر تالش نے نظریں اُٹھا کر دیکھا
"کونسی آنٹی"
دمل نہ سمجھی سے بولا
"آپکی کی امی"
بول کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے عدن ابراہیم کو فیڈر پلانے لگی
"امی۔۔۔۔ وہ کیوں آئیں تھیں"
اب بولنے والا تالش تھا تشویش ہوئی تھی کیوں وہ تو اس سب سے بے خبر تھیں
"پتہ نہیں مجھے کہہ رہیں تھی کے اُنکے بیٹے پر قابض ہو گئی ہوں میں"
بول کر نظریں جُھکے گئی کیوں کے اپنا رد عمل بتانے کا سوچ کر ڈر لگ رہا تھا

تالش نے اُلجی ہوئی نظروں سے دیکھا تو کچھ معاملہ سمجھ میں آنے لگا اُسے کل سے لگ رہا تھا
کے جب بھی ڈاکٹر دیب کے انجیکشن لگاتی ہے اُسکے ہاتھ کانپ رہے ہوتے اور انجیکٹ
کیا ہوا انجیکشن اپنے ساتھ واپس لے جاتی تھی
تبی اچانک دروازہ کھولا تو وہی ڈاکٹر اپنے ہاتھ میں انجکشن لیے دیب تک آئی اور اُس کے
بازو پر روئیں رکھنے ہی والی تھی جب تالش نے اُسکا وہی ہاتھ موڑ کر اُسکی گردن اور وہی
انجیکشن رکھ دیا
"بتاؤ کتنے پیسوں میں میری دیب کا سودا کیا ہے"
اتنی زور سے چلائے کے چھوٹا تالش ڈر سے رونے لگ گیا
دامل کے مطابق وہ تالش کی کاربن کاپی تھی ایک ایک نقش تالش جیسا تھا
جبکہ کے دامل معاملے کی نزاکت دیکھتے ہوئے دروازہ اندر سے بند کر چُکا تھا
"ہوش میں آؤ مسٹر کیا بد تمیزی شروع کی ہے"
وہ ذرا سنبھل کر بولی آج ہی تو نیا چیک ملا تھا اور اُسے حلال کرنے کے لیے کچھ تو کرنا تھا
"بتاؤ ورنہ یہیں زمین میں گھاڑ دوں گا"
اُسکے ایک لفظ میں شیدتوں کے طوفان تھے آنکھیں سُرخ انگارہ بن چکیں تھیں

"تمہیں پتہ ہے اِس طرح بد تمیز اور مارنے کی دھمکی کی سزا ایک سال جیل ہوتی ہے ایک با عزت اور پیشہ ورانہ انسان کے ساتھ"

اُس میں ابھی بھی اکڑ باقی تھی مگر نظریں صاف بول رہیں تھیں کے سب جھوٹ ہے

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°

"بتاؤ ورنہ یہی انجیکشن شہہ رگ میں میں اُتار دوں گا"

کہتا ہوئے انجکشن کی نوب شہہ رگ اور رکھ چُکا تھا اور سامنے کھڑی ڈاکٹر کو پسینے آرہے تھے

"اندر کیا ہو رہا ہے۔۔۔ دروازہ کھولو"

باہر سے گارڈز کی آوازیں آنے لگ گئ

"تین تک گینوں گا اُسکے بعد میں زمیدار نہیں

ایک

دو"

"تمہاری ماں سے پچاس لاکھ دیا تھا"

اُسے تیز گنتا دیکھ کر پھٹ سے بولی

"مارنے کا"

انجیکشن والے ہاتھ کانپ گئے

"نہیں مفلوج کرنے کا۔۔۔ تاکہ کبھی ہوش میں ہی نہ آسکے۔۔۔ ویسے وہ مارنا چاہتی تھیں آپکی بیوی بچہ دونوں کو"

کیا کہتا ڈاکٹر کو وہ ایک پرایا وجود تھا اور اُسے کرنے پر مجبور کر دینے والی امی وہ ماں جس کو کبھی ستالی سمجھا ہی نہیں تھا

"دیب ٹھیک ہوجائے گی نہ"

ساری چالوں کو ایک طرف رکھتا انکھوں میں جنونیت لیے بولا

"انشاء اللہ۔۔۔ یہ بے ہوشی کے ہی انجکشن تھے جو اتنی جلدی نقصان نہیں دیتے لیکن اگر زیادہ مقدار میں روز ایک ڈوز دی جائے تو دو ماہ بعد انسان چلنے کے قابل نہیں رہتا"

وہ اپنا پسینہ صاف کرتی ہوئی بولی تو تالش دیب کی طرف دیکھنے لگ گیا جو اِس کروائی سے قطا نظر ہوش کی دُنیا سے کافی دور تھی

"آپکا حساب بعد میں چوکتا کروں گا"

بول کر دیب کے ماتھے پر جُھکا اور اُسکے سر پر محبت بھرے لمس چھوڑے جبکہ ڈاکٹر تیز تیز قدم اٹھاتی باہر کی طرف چل دی

"کوئی کسی کو خوش کیوں نہیں دیکھ پا رہا"

مہر عدن کا ماتھا چومتی ہوئی بولی

"حسدین نے غلبہ پا لیا ہے"

دل بولتا باہر کی طرف چلا گیا کیسے بتاتا کتنا گرا ہُوا محسوس کر رہا تھا اپنے بھائی اور بیوی کے سامنے۔۔۔ اُسکی ماں اس حد تک گر گئی

وہ لوگوں کی مائوں کو نصیحتیں کرتا پھر رہا تھا اور خود اپنے گھر میں جلتے حسد کے لاوے کو بجا نہ سکا

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"مایا جی کھانا لاؤں"

ابھی بھی رو رہی تھی جب بیا نے دروازہ سے ہی پوچھا

"بیا جی مجھے ماں کی ضرورت ہے"

کہتے ہوئے با آواز رونے لگ گئی تو بیا نے آگے بڑھ کر اُسکے سر پر دست شفقت رکھا

تو مایا اپنا آپ اس میں چھپا گئی

"بیا جی بد قسمت لوگ دیکھیں ہیں کبھی"

رونے کے بعد سنبھل کر بولی وہ محض نے میں سر ہی ہلا سکیں

"مجھے دیکھیں میرے جیسے ہوتے ہیں جن کے مقدر میں محبت نہیں ہوتی۔۔۔۔جو بس لوگوں کے لیے جیتے ہیں جن کو کوئی انسان ہی نہیں سمجھتا"

غبار نکال رہی تھی جو بیا کے پیچھے کھڑا انسان بھی سن رہا تھا

"ایک انسان پہلے میری زندگی برباد کر کے چلا گیا اور اب ایک مجھے اپنے سر سے اُتار دینا چاہتا ہے"

روتے ہوئے بولے جا رہی تھی آنکھیں موند رکھی تھیں

"بیا میں کیوں کسی کے لیے اہم نہیں ہوئی کبھی۔۔۔۔کیوں لوگ مجھے مفاد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔کیا میں محبتوں کے قابل نہیں ہوں"

اُسکی باتیں سن کر بیا کی آنکھیں نم ہوئیں جبکہ بازل نے موبائل پر سے ٹائم دیکھا

"اگر ڈرامہ بند ہو گیا ہو تو تمہارا ٹائم ہو گیا ہے جانے کا"

سرد آواز میں بول کر وہاں دونوں نقوش کو حیران کر گیا

"بازل میاں۔۔۔نور نہیں۔۔۔"

"بیا پلیز میرے پرسنل معاملات میں مت بولا کریں"

کہتا باہر چلا

"بیا یہ انسان کسی کی محبت کے قابل نہیں ہے"

دل میں نفرتوں کا بازار سر گرم ہوا تو گالوں اور بہتا گرم سیال بے دردی سے رگھڑ دیا اور بغیر بیا سے ملے اپنا ہینڈ کاری لیتی باہر کی طرف بھاگ گی

یہاں پہلے بھی گاڑی سے ٹیک لگے بازل شاہ اپنی پوری وجاہت کے ساتھ کھڑا اُسے لمبے عرصے کے لیے انکھوں میں بسا رہا تھا اُسکے آنے سے پہلے ہی کار کا دروازہ کھول دیا

پہلے تو یکدم پیر رکے لیکن ساتھ ہی اپنے تاثرات سخت کرتی گاڑی میں بیٹھ گئ

اُسکی سوجی ہوئی آنکھیں بازل کے دل کو ٹھیس پہنچا گئ تھیں

"اپنا خیال رکھنا"

اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی کے یہ بات بازل شاہ ہی کہہ رہا ہے نظریں اُٹھا کر چند لمحوں کے لیے اُسکی طرف دیکھا جو گاڑی کے شیشے کے سامنے جھکا ہُوا ہے ایک پل کے لیے دونوں کی نظریں ساخت ہوئیں تو دونوں طرف دھڑکنوں میں اُدھم مچ گیا ایک ہی سیکنڈ میں دونوں رخ موڑ گئے تو عبداللہ نے گاڑی چلادی

بازل شاہ تب تک گاڑی کا پیچھا اپنی نظروں سے کرتا رہا جب تک کے گاڑی دھول میں گم ہوگئ

"تم بہروپیا ہو بازل شاہ۔۔۔کوئی نظر کا دھوکا یہ پھر ایک خوبصورت فریب"

اپنے دل کی دھڑکنوں کو نارمل کرتی ہوئی با آواز بولی

"یہ ضروری تھا مسز مایا شاہ"

اُسکے نام کے آگے اپنا نام لگا تا پر اصرار سا مسکرایا تو سامنے لگے گلاب کے پھول بھی اُسکی مسکراہٹ پر مہبم ہوئے

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"مام پاش۔۔۔۔۔۔۔۔نورمام"

ہاتھ پاؤں بیڈ پر مارتی زوروں سے رونے میں مصروف تھی مایا کے جاتے ہی اُٹھ گئی تھی اور اُٹھ کر بازل کے کمرے کی طرف بھاگی تھی یہاں روزانہ مایا کے ساتھ لیٹ کر فیڈر پیتی تھی اور آج وہ جگہ خالی تھی جس کے بعد بیا اور بازل ہر طرح اُسے بہلا چُکے تھے لیکن وہ ضد میں سب سے آگے تھی

"میرا شیر بیٹا آج بابا ساتھ کھیلے گا"

بازل کھلونوں کو ایک انبار اُٹھا کر اُسکی طرف لایا اور اُسکے سامنے پھیلا دے جیسے اس بے پرواہ شہزادی سے ایک نظر دیکھنا پسند بھی نہیں کیا

"نورمام۔۔۔۔مالا"

رونے کے ساتھ غُصہ بھی جاری تھا اور بازل کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی

"بازل صاحب نور کو فیڈر پلا دیں دیکھیں بھوک سے نڈھال ہو رہی ہے"
بازل کو بیا کے اِس عمل پر بھی غصہ آیا جو بڑی آسانی سے پارٹی بدل گئی تھی جب سے مایا گئی تھی اُسکا منہ بھی الگ بنا ہوا تھا
"نورا اچھے بچوں کے طرح پیو"
وہ اُسے آنکھیں دیکھتے ہوئے بولا
"ڈرٹی۔۔بابا"
اُسے غُصہ میں دیکھتے ہوئے جھپٹی اور بال نوچ لیے بازل جو پہلے ہی تھک گیا تھا اب غُصہ آرہا تھا اُسپے جو اپنے باپ کو دو سال سے اُسکی ماں اور باپ دونوں بنا ہُوا تھا کیسے ایک ماہ میں ہی اُسے بول گئی تھی اوپر سے گندہ بول رہی تھی
"بد تمیزی نہیں کرو ورنہ باہر پھینک دوں گا"
غُصہ میں بولتا اُسکے منہ میں فیڈر ٹھونس دیا جو رونے کی وجہ سے اُسکے سانس والی نالی میں لگنے کی وجہ سے نور کو سانس آنا بند ہو گیا اور آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا جبکہ ہونٹ بلکل نیلے ہی چُکے تھے
"نور میری جان"

ایک میں ٹرپ کر رہ گیا جب بیا نے نور کی کمر تھپتھپائی اور اُسکے گلے میں اٹکا دودھ باہر نکل گیا

"ن۔۔۔۔۔ نورا پنے ب۔۔۔ بابا کو ایسی سزا تو مت دو"

اُسے سینے میں بھینچ کر جنونیت سے بولا جب کے لفظ اور سانس دونوں ہی اٹک رہے تھے اور آنکھیں نم ہو گئی تھیں

"نور مام پاش"

بڑی ہی کوئی مطلب پرست ثابت ہوئی تھی ابھی اُسے نرم پڑتا دیکھ کر اُسکا منہ چومتے ہوئے بولی جبکہ ہونٹ پر ابھی نیلے رنگ کی شاپ ماجود تھی

"بازل کیوں نہیں سمجھتے وہ ایک بچی ہے بڑی ہو کر ایک ماں کی ضرورت ہو گی جو تم پیسے سے بھی پوری نہیں کر پاؤ گے۔۔۔ میں آج ہوں کل پتہ نہیں سانس ساتھ دے کے نہ"

وہ آگے آ کر اُسے ماننے کے لیے آگے ہوئی

"ہاں عبداللہ۔۔۔۔ ہماری فلیٹ بک کروا دو باقی یہاں کے کام تم خود دیکھ لینا"

بولتے ہوئے دوبارہ موبائل پوکٹ میں رکھ کر دیوانہ وار نور کے گلابی اور سفید گال چوم لیے

"مام پاس جائیں گے۔۔۔۔ اج ہی بس دودھ پی لو میرے شیر"

اُسے سمجھاتے ہوئے بولا اور بیڈ پر لیٹے ہوئے خود ساتھ لیٹ کر اُسکے منہ میں فیڈر دے چُکا تھا جسے اب سکون سے پی رہی تھی

"تم ضروری ہو میرے لیے بھی اور ہماری بیٹی کے لیے بھی"

دل میں سوچ کر ہلکا سا مسکرایا اور نور کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگ گیا

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°

"تالش یہ میرا جیسا کیوں نہیں ہے"

وہ اپنا بیٹا کو پہلی بار دیکھ رہی تھی آنکھیں خوشی سے نم ہو رہیں تھیں جبکہ اُسکے پاس ہی بیٹھا تالش خود ہی شرمندہ تھا اُسکی بیوی اور بچہ اُسکی ماں سے ہی غیر محفوظ تھے

جبکہ دیب بے خبر چھوٹے سے عدن کے گالوں کو نرمی سے چھو رہی تھی جبکہ وہ ہلکی ہلکی سی مسکراہٹ بار بار اپنے چہرے پر لا رہا تھا

"کیوں کے اُسکے بابا زیادہ پیارے ہیں"

اُسکے تنگ کرنے کی غرض سے بولا جب باہر سے شور آتا سنائی دیا

دامل اور مہرا بھی تھوڑی دیر پہلے گھر کے نکل گئے جبکہ دیب کو کل کو چھٹی ملنی تھی

"تالش باہر کیا ہو رہا ہے"

تالش اُٹھ کر باہر کی طرف گیا تو دامل اسٹچیر کے ساتھ بھاگ رہا تھا جو ایمرجنسی کی طرف جا رہا تھا

تالش کو لگا اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں رہ پائے گا کونسا دُکھ رہ گیا تھا اُسکی قسمت میں جو اب ملنا تھا

"بھائی مہر کو بچالیں نہ۔۔۔۔۔ بھائی دیکھیں وہ درد میں ہے"

وہ روتا ہُوا تالش کے گلے لگ گیا جبکہ سامنے مہر کو ایمرجنسی میں لے جا رہے تھے اور اُسکے سینے پر ڈالی ہوئی چادر خون سے سُرخ ہو چکی تھی

"تم مہر کے پاس رہو میں آج صبر کا دامن نہیں تھاموں گا۔۔۔ ورنہ ہماری ماں پیسے کے پیچھے ہماری خوشیاں کھا جائے گی"

وہ دامل کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا جبکہ دیوار کا سہارا لیتی دیب پیچھے سے دامل کے کندھے پر ہاتھ رکھا

"بھابھی آپ تو اتنی اچھی ہیں۔۔۔۔۔ صبر کرنے والی ہیں آپ دعا کریں نہ مجھے میری مہر واپس مل جائے"

روتا ہُوا اُس کے آگے ہاتھ جوڑ گیا اور دیب تڑپ کر رہ گئی

"کُچھ نہیں ہوگا حوصلہ کرو میں بھی کروں گی دعا لیکن تم کرو گے تو مہر کو اچھا لگے گا"

اُسکے آنسو صاف کرتی بولی تو دامل نے اُسکے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا

دامل وضو کی نیت سے دوسری طرف دل پر پتھر رکھے چلا گیا اور اُسکے جاتے گی دیب پھوٹ پھوٹ کر رو دی

"اللہ ہمیں اور آزمائش میں مت ڈالیے گا۔۔۔۔ کمزور ہیں ٹوٹ جائیں گے"

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°

"اب میں بھی مایا شیخ خانزادی نہیں جو بازل شاہ کو کبھی یاد بھی کرے کے کوئی تھا

"چچورا"

فلیٹ میں آتے ہی چلائے جا رہی تھی پتہ نہیں کیوں بار بار وہی انسان ذہن میں آجائے رہا تھا جیتنا چاہ رہی تھی اُس کی یاد سے چھٹکارا اتنا ہی وہ اعصاب پر سوار ہو گیا تھا

"نورمام مس یو"

ونڈو میں کھڑی تھی جب نیچے ہوٹل میں کوئی فیملی داخل ہو رہی تھی بچی ہڈی والی انسان نے اٹھائی ہوئی تھی اور ساتویں فلور اور ہونے کی وجہ سے کسی کا چہرہ نظر نہیں آرہا تھا لیکن نور کی یاد آگئی تھی

"ہائے اللہ۔۔۔۔ یہ بازل شاہ ہے کیا۔۔۔۔۔۔ اس کو تو اپنے ہاتھوں سے انکاونٹر کروں گی"

پھر ذہن میں وہ واقع آیا جب اُن دونوں کی آنکھیں ملی تھیں تو یہاں بھی اُسکی دھڑکنیں تیز ہوگئیں

"اپنا خیال رکھنا"

اُسکا جملہ کانوں میں زہر گھولنے لگا

"اب تو بلکل نہیں رکھوں گی۔۔۔ لکھوالو"

خودی سے ضد لگا کر اپنے بال کھول دیا سردی میں بھی گلاس میں پڑا ٹھنڈا پانی ایک گھونٹ میں بھی گئی جب کے بعد جسم میں سردی کی لہر دوڑ گئی

اور ساتھ ہی دروازہ نوک ہُوا

جیسے کھولنے کو کوئی ارادہ نہیں تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

آرام سے فلیٹ کا پنکھا چلا کر بیٹھ گئی ٹھنڈ تو بہت لگ رہی تھی پھر ہاتھ بڑھا کر پیچھے گردن پر لگی پٹی اُتار دی زخم کُچھ حد تک بھر چُکا تھا لیکن اِس قابل نہیں تھا کے اُسے کھولا چھوڑا جا سکے لیکن ضد میں دونوں کا کوئی ثانی نہیں تھا دروازہ دو مرتبہ بہت ہی تہذیب سے کوئی نوک کر چُکا تھا لیکن اُسے ابھی تنہائی چاہیے تھی

کتنے مان سے تھوڑی دیر پہلے وہ محد کے گھر گئی تھی جو گھر کم مرغیوں کا ڈربا ضرور تھا لیکن
اب بازل کو جلانا بھی تو تھا کے وہ اُسکے مخلف کے گھر میں رہ رہی تھی لیکن سارے ارمانوں
پر پانی پھر گیا جب اُنکے دروازہ پر بڑا سا تالا لگا ہوا تھا
اب ذہن میں جمکا ہُوا تھا
"اُسکا پتا تو میں صاف کردوں گا"
بازل کے الفاظ ذہن میں گونجے تو سارا خون نوچھڑ کر چہرے پر آگیا
"مروادیا۔۔۔ہائے اللہ میں ایک معصوم کی زندگی سے کھیل گئی۔۔۔۔بازل تو ہے ہی
پاگل۔۔۔۔محد"
دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں چہرے پر پسینے کا راج آگیا
"محد میں بدلہ لوگی"
پُر عزم ہوکر بولی اور اب بازل سے خوف آرہا تھا
ویسے ہی بیٹھی نظریں سامنے جمائے ہوئے تھی
جب کمرے کا دروازہ کھولا اور نور بھاگ کر صوفے پر بیٹھی نور کی گود میں کود گئی
"مام"
اُسکا بے یقینی کی پرشائی والا چہرہ پکڑ کر بولی

اتنی دیر باہر کھڑے رہنے کے بعد ڈوبلیکٹ کی سے دروازہ کھول کر اندر آئے تھے

"نور میری جان"

ماحول کو نظر انداز کرتی چٹاچٹ اُسکا چہرہ دیوانہ وار چوم گئی

تو نور کی کلکاریاں پورے کمرے گونج رہیں تھی جبکہ چند قدم پر کھڑا بازل تھوڑی دیر کے لیے پُر سکون ہو گا

"بابا۔۔ نور۔۔۔تی۔مام" (بابا نور کی مام)

وہ بازل کی طرف منہ کر کے مایا کے چہرہ پر ہاتھ رکھی بازل کو بتا رہی تھی کے اُسکی مام مل گئی ہے

مایا کو شکڈ ہو گئی تھوڑی دیر پہلے تو اُسے گھر سے نکالا تھا یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ ابھی اُسکے زخم نہیں بھرے گردن کی بیک پر تھوڑا سا درد اُبھرا تو اُسے اگنور کرتی دوسری طرف کو منہ کر گئی جبکہ بازل کی آنکھیں اُسکے زخم اور گیں یہاں سے خون رس رہا تھا پٹی شاید اُتار دی تھی

"پٹی کیوں اُتاری؟؟؟"

چند قدم آگے کی طرف رکھتا ہُوا کسی حد تک اپنے تاثرات سرد رکھے ہوئے تھا

"کیوں تمھیں تکلیف ہے"

نور کو نیچے اُتارتی اُسکی طرف سیدھی ہوئی۔۔۔۔بازل شاہ نے غلط وقت پر مکھیوں کا چھجا چھیڑا تھا

"ہاں ہے۔۔۔اب سیدھی طرح سے پٹی دوبارہ کرو۔۔۔۔۔مجھے اُمید نہیں تھی تم ڈارمے فلموں کی ہیروئن کی طرح۔۔مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ایسے ہتھکنڈے آزماؤں گی۔۔۔۔۔افسوس"

تمسخر اُڑنے والے اندازِ میں بولا تو

دیب نے سائڈ ٹیبل پر رکھی ہوئی پرانی پٹی ہی دوبارہ اوپر رکھ دی

نور نیچے کھڑی دونوں کو دیکھ رہی جو ایک دوسرے کو گھورنے میں مصروف تھے

"مام بی اُول بابا بی ڈرٹی (مام بھی اور بابا بھی ڈرٹی)

بول کر اپنے ہونے کا احساس کروا تو بازل نے نور کو گھوری سے نوازہ

"خبردار جو آپ نے میرے بیٹی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔پتہ آپکی یہ براؤن غُصہ والی آنکھیں بلکل کسی جن سے مشابہت رہتی ہیں"

نیچے جُھک کر نور کو اپنے بازوں میں بھرا اور بازل کو تنبیہہ کی

جبکہ بازل متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا

"مام ون"

بازل کو چُپ دیکھ کر دونوں ہاتھ اوپر کر کے جیت کا جشن مناتے ہوئے مایا کے حق میں نعرے لگا تو جواب میں مایا اپنی چھوٹی سی سانس چوم گئی

"کبھی یہ پیار ہمارے حصے میں بھی آئے"

سر کھجاتے ہوئے اونچی آواز میں بولا تو مایا کا رنگ ایک سیکنڈ میں اناری ہو گیا

"م۔۔۔ محمد کے ساتھ کیا ہے۔۔۔ دیکھو میں بدلا لوں گی تمہارے سے"

اُنگلی کے ساتھ تنبیہہ کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی بازل کے چہرے پر آئے تاثرات ایک سیکنڈ میں تبدیل ہوئے

"چاہے تم جتنی بھی بہادر ہو لیکن یہ اُنگلی اُٹھانا والی غلطی دوبارہ مت کرنا"

اپنے ہاتھ سے اُسکی اُنگلی نیچے کرتا ہوا گمبھیر اور سخت آواز میں بولا اور آگے بڑھ کر نور کہ گالوں کو ہونٹوں سے چھویا تو اُسکی سانسیں مایا کے چہرے پر گر رہیں تھیں

اتنی غریب آنے پر مایا کی نظریں بٹکی اور اُسکے خوبصورت نقش و نگار پر جم گئی دل ایک اور ہی ترنگ میں دھڑکا تو اُسکے سنبھلنے سے پہلے ہی غیر مخصوص انداز میں بازل کے ہونٹوں نے مایا کے ماتھے تک کہ سفر کیا جس کے بعد وہ صدمے سے دو قدم پیچھے ہوئی چند سیکنڈ پہلے اُسکی جسارت پر دماغ ماوف ہو گیا تھا اور بازل ہوش میں آتا ہی ایک آنکھ دبا کر باہر چلا گیا

سکتے میں کھڑی جب نور کی کلاپنگ سے ہوش آیا جو جوش میں دونوں ہاتھ بجا رہی تھی

"یہ دعا ہے میری رب سے
تیرے عاشقوں میں سب سے
تجھے میری عاشقی پسند آئے
میری عاشقی پسند آئے۔۔۔۔۔۔"

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"ایسا مزا چکھایا ہے کے اب کبھی کسی کے سامنے منہ کھولنے کی جرت نہیں کرے گی"

رخسار سامنے بیٹھی ملیحہ کو اپنے کارنامہ سنا رہی تو جو رو رہی تھی

"پھوپھو میں کیسے رہوں گی۔۔۔۔ اتنی دیر ہو گئی میں کبھی تالش کو دیکھا بھی نہیں"

آئیز میک اپ کا خیال رکھتے ہوئے ٹشو سے انکھوں کے کنارے صاف کیے

"میری جان بہت جلد اُس ناسور سے جان چھوٹ جائے گی"

اُسے حوصلہ دیتی ہوئی بولی

"میری بہو اِس گھر کی ملک دیکھنا تم ہو بنو گی"

لالچ دیتے ہوئے اُسکا ماتھا چوما

"بی بی جی باہر پولیس آئی ہے"

اچانک ملازم آکر بولا

"اندر نہ آنے دینا شبیر۔۔۔۔۔۔"

جلدی سے بولتی ملیحہ کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہوئی

"کیوں اب کیوں بھاگ رہیں ہے جان لینا اتنا آسان نہیں ہوتا"

پیچھے سے تالش کی آواز آئی تو ہاتھ یکدم پھول گے جبکہ ملیحہ اُسکا ہاتھ چھوڑ کر بھاگتی ہوئی تالش کے سینے سے یہ لگی

اچانک حملے سے تالش گھڑبڑا کر اپنی سینے سے چپکی ملیحہ کو دیکھا تو اُسے پیچھے کی طرف دکھیل دیا

"ملیحہ اپنی حد میں رہو"

وہاں کھڑا انسپکٹر دونوں کو گہری نظروں سے تاڑ رہا تھا

"تم میرے ہو تالش وہ تم سے بڑی ہے۔۔۔۔۔ تم پر بس میرا حق ہے....ویسے بھی وہ اب کسی قابل نہیں رہی"

وہ اپنے دکھاوے کے آنسو صاف کرتی ہوئی بولی

"مجھ پر میری ہر چیز پر میری بیوی کا حق ہے جو میرے بیٹے کی ماں ہے اُسکے علاوہ کسی لڑکی کو چھونا تو دور دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا میں"

سخت تاثرات لیے بولا

"اور الحمدللہ میری دیب بلکل ٹھیک ہے"

بولتے ہوئے رخسار کو دیکھا جس کا رنگ ہر سیکنڈ میں بدل رہا تھا

"پر بیٹا یہ پولیس کیوں آئی ہے؟؟"

آگے بڑھ کر محبت سے چور لہجے میں بولی

"بی بی تم پر ایف آئی آر کٹی ہے تین قاتلانہ حملوں کی اور گواہ کے بیان بھی ماجود ہیں"

تالش کے بولنے سے پہلے ہی انسپکٹر بولا اور اپنے ساتھ کھڑی لیڈی کونسلیٹر کو ہتھکھڑی لگانے کا اشارہ کیا

"یہ الزام ہے میری پھوپھو پر"

ملیحہ بپھری ہوئی شیرینی کی طرح آگے آئی

"اِسے بھی ساتھ ہی لگا لو یہ بھی انولو ہوگی یقیناً"

انسپیکٹر نے لیڈی کونسلیٹر کو کہا تو ملیحہ تین فٹ دور ہو گئی

"لے جائیں انسپیکٹر صاحب رخسار میڈم کو"

کہتے ہوئے باہر نکل گیا"

ماں تک گوارہ نہیں کیا تھا جب کے صدمے کی زیاتی سے آنکھیں پھٹنے کو تھیں

اب حسد کی آگ میں جلنے کا وقت آیا تھا لوگوں کی زندگی اجیرن کرنے کے بعد بدلہ تو بنتا تھا

"خُدا جب رسی کو ڈیل دے دیتا ہے تو انسان خود خدا بن جاتا ہے

بے شک برائی کا بدلہ برائی جبکہ کے اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دیا جائے گا"

"خدا وقت کے خداؤں کی پکڑ کرے گا اور پکڑ بہت مضبوط ہوگی۔۔۔جس میں کوئی رہائی ناممکن ہے"

°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°

"بازل نے ٹکھانا بدل لیا ہے اور ابھی تک فرانس سے نکلنے والی کسی بھی فلیٹ میں وہ نہیں گیا۔۔۔نہ اُس لڑکی کی کوئی خبر ہے اُسکا گھر پرائیویٹ اور سرکاری رہائش دونوں بند ہیں"

اُسکے سامنے بیٹھا انسان اُسے خبر دے رہا تھا

"اُسے زمین کھا گی یہ آسمان۔۔۔۔وہ لڑکی کیسے لے گئی خود کو گولی لگنے کے باوجود"

چہرے پر شکت کی مہر لگی ہوئی تھی لیکن وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا

"سر ایک بری خبر ہے" باہر سے آکر ایک سیاہ یونیفارم میں مبلوس لڑکی نے کہا

"بولو"

سخت آواز میں جواب دیا

"سر آپکے پرانے بنگلے سے م۔۔۔۔۔منان سر کی لاش ملی ہے"

وہ ڈرتے ہوئے بولی جبکہ حنان پیچھے چیئر پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گیا

"سر اریواوکے"

سامنے کھڑے انسان نے چہرے پر ماسک سیٹ کرتے ہوئے کہا

"جاؤ۔۔۔۔۔مجھے اکیلا چھوڑ دو"

پانچ منٹ بعد چلایا وہ رونا نہیں چاہتا تھا اُنکے سامنے خود کو کمزور ثابت نہیں کر سکتا تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"مس انا یہ اِدھر آئیں میں بتاتا ہوں"

بازل سامنے تھری سیٹر صوفہ پر بیٹھا اپنی گود میں لیپ ٹاپ رکھے کُچھ ٹائپ کر رہا تھا جبکہ ایک سمارٹ سی خوبصورت لڑکی جینز اور شرٹ میں ماجود سر پر ٹیل پونی کیے ٹانگ پر ٹانگ دھرے بیٹھی تھی اُسکی بات سنتے بلکل قریب جا بیٹھی

"یہ دیکھیں ہم یہ کوڈ ایڈ کریں گے تو یہ اکاؤنٹ ہیک ہوجائے گا اور ساری انفارمیشن ہمارے اکاؤنٹ میں لاک ہوجائے گی"

وہ بتاتے ہوئے ایک نظر اُسکے چہرے پر ڈال رہا تھا اور ساتھ ہی کن آنکھوں سے دور بیٹھی مایا کو بھی دیکھ رہا تھا جو اپنی ٹانگیں ٹی وی دیکھتے ہوئے زوروں سے ہلا رہی تھی

صاف ظاہر تھا کہ اُسکا دھیان ٹی وی پر کم جبکہ اِس طرف زیادہ تھا

"ویسے چائے بہت اچھی بنائی ہے آپ نے۔۔۔ بہت ذائقہ ہے آپکے ہاتھوں میں"

جان بوجھ کر بولا جبکہ جانتا تھا کے چائے مایا نے بنائی ہے

"چھچھورا"

بولتی ہوئی اُٹھ گئی

"پتہ نہیں کیوں آئی ہوں میں۔۔۔۔ بس صبح نوین کے پاس جاؤں گی پھر محد کو ڈھونڈوگی"

سوچتی ہوئی ریموٹ زور سے ٹیبل پر پٹختی جانے کے لیے موڑی

"کوئی تمیز یہ تہذیب ہے تمہیں مایا۔۔۔۔ اٹھاو واپس ریموٹ اور میز پر واپس رکھو"

پیچھے سے رعب و جلال والی آواز کانوں میں پڑی

"خود اُٹھا لو نوکر نہیں ہوں تمہاری میں۔۔۔ اور میرے سے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

ڈنکے کی چوٹ پر جواب دیتی آگے بڑھنے ہی والی تھی جب نظر لیپ ٹاپ کے سکرین پر لگی تصویر پر گئی

وقت ٹھر گیا تھا آنکھیں ساخت ہو گئیں تھی
بازل نے تیزی سے لیپ ٹاپ کی لوڈ گرا دی لیکن دیر ہو چکی تھی
ایک نیا امتحان شروع ہوا تھا دل دہل گیا آنکھیں نمکین پانی سے بھر چکیں تھیں
بازل نے اُسکی طرف قدم بڑھائے لیکن وہ کا چکی اُسکی پہنچ سے دور
•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

سکرین کو دیکھتے ہوئے اُسکی نظریں بازل کی برہنہ کلائی پر پڑی تو پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی جیسے اُسے آسمان کی بلندیوں سے زمین پر پٹھک دیا گیا
بازل اُسکی نظریں اپنی کلائی اور محسوس کرتا نظریں جُھکا گیا وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا
"مایا بچوں والی حرکتیں مت کرو۔۔۔۔مجھے بولنے کا موقعہ تو دو"
بھاگتی ہوئی کمرے میں جب بازل بھی اُسکے پیچھے تیز تیز قدم اُٹھاتا ہُوا داخل ہوا
انایہ کو اشارے سے ہی جانے کا بول چُکا تھا اور وہ دبئے قدموں سے اُنکے گھر سے نکل چکی تھی

تھوڑی دیر پہلے ہی وہ لوگ ہوٹل سے گھر آ چکے تھے اور اِس بات پر مایا نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا کیوں کہ نور اور بازل کی سیکیورٹی پر وبلم زیادہ تھے لیکن یہاں آتے ہی بازل کے آفس سے کوئی لڑکی آ گئی جس کے ساتھ ایک گھنٹے سے بیٹھا کوئی کھیچڑی بنا رہا تھا
لیکن چند منٹ پہلے جو تصویر مایا لیپ ٹاپ کی سکرین پر دیکھی تھی وہ ساری گتھلیاں سلجھا گئی تھی

"بازل۔۔۔۔۔جو بھی ہو تم مجھ سے دور رہو"
اُسکا نام لیتی ہوئی اٹکی اور اُسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر حلق کے بل چلائی
"مایا کُچھ بھی سوچنے سے پہلے مجھے سن تو لو"
انتہائی نرم لہجے میں بولتے ہوئے منت بھری آواز میں کہا لیکن اگلی طرف غُصہ سوا نیزے پر تھا
"تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔۔۔۔۔۔میری زندگی کتنی بار برباد کرو گے تم۔۔۔کب کب توڑو گے مجھے۔۔۔۔۔کیوں ہر بار تم آجاتے ہو میری زندگی میں۔۔۔۔۔۔دیکھو منت کرتی ہوں میں چھوڑ دو میرا پیچھا۔۔۔۔۔۔۔یہ ایک مرتبہ مار دو مجھے"
بولتے ہوئے اُسکے آگے ہاتھ جوڑ گئی اُسکے الفاظ رو رہے آنکھوں میں سُرخ ڈورے نمائے تھے

یہ وہ مایا نہیں تھی جو بس اکڑاور انا کے پیچھے بھاگتی تھی یہ بہت کمزور تھی جس لہجے اُسکے دل کی طرح بری طرح ٹوٹ چکا تھا

"مایا"

اُسکا لہجہ بھی نم ہو رہا تھا

"مت پکارا مجھے۔۔۔مر گئی تھی مایا آج سے چھ سال پہلے تم خود مار کر گئے تھے"

کہتی ہوئی آگے بڑھنے لگی تو کلائی بازل کے ہاتھ میں آگئی

"مایا پلیز"

اُسکے لہجے میں۔اُسکی انکھوں میں التجاء تھی گہرا دُکھ تھا۔۔۔۔۔دُود کا رجانے کا خوف

۔۔۔۔یہ بازل شاہ نہیں تھا جو سب کو زیر کرنے جانتا تھا یہ کوئی مجبور سا انسان تھا۔۔۔جس کی آنکھیں اپنا درد بیان کر رہے تھیں

"میں بھی روئی تھی گھڑگڑی تھی تمہارے سامنے۔۔۔۔۔تم نے سنی تھی کیا میری"

ایک جملے میں اُسکے لاجواب بے بس کر گئی تھی

وہ لڑکی کمزور لڑکیوں کی طرح نہیں تھی وہ رولانے جانتی تھی

اپنا ہینڈ کاری لیے اُسے ساخت کرتی جا چکی تھی اور وہ آگے بڑھ کر روک بھی نہیں سکا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"سر آپکا بل پہلے ہی جمع کروا جہ چُکا ہے"

کاؤنٹر کے سامنے بیٹھے حجاب والی لڑکی نے مہذب انداز میں کہا

"تالش بھائی نہ کروا ہے؟"

دامل نے تجسس سے پوچھا کیونکہ تھوڑی دیر پہلے ہی ڈاکٹر نے چالیس لاکھ کا انتظام کرنے کو کہا تھا ابھی دوست سے لے کر آرہا تھا

"نہیں سر کوئی اور تھا مہر ابراہیم کا بل وہی پے کر کے گیا"

لڑکی سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتی ہوئی مصروف انداز میں بولی

"آپ دیکھا سکتیں ہیں کیا اُنکی فوٹیج"

اُسکے لیپ ٹاپ پر دیکھتا ہوا پریشاں سا بولا تو لڑکی نے ریکاڈر پلائے کر دیا جس میں کوئی ہیڈ والا آدمی بلیک تھری پیس میں مبلوس تھا منہ پر ماسک لگا رکھا تھا

"اگر دوبارہ آئیں تو مجھ سے ملنا کا کہیے گا"

کہتا اپنا سر کھجاتے ہُوا واپس موڑا

"سر یہ آپکے لیے ہے"

ایک لفافہ نکال کر اُسکی طرف بڑھایا جسے تجسس کے مارے وہیں کھولنا پڑا

"شُکریہ ہر چیز کے لیے"

خالی سفید فام پر نیچے پانچ الفاظ کا جملہ تحریر تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

ریلنگ چیئر پر بیٹھا سر پیچھے کی طرف گرائے سوچوں میں مگن تھا آنکھوں میں ہلکی سی جو دل میں اُٹھنے والے طوفان پیش خیمہ تھی

کیسے بتاتا وہ مایا کو اُسکے لیے اُسکی جان عزت اپنی محبت سے کہیں زیادہ تھی۔۔۔۔۔۔مایا اُسکی زندگی کا وہ سرمایہ تھی جسے کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا

اُسے زندگی کی طرف لانے والی اُسے خوشیوں سے متعارف کروانے والی کوئی اور ہستی نہیں وہی تھی۔۔۔۔

نہ چاہتے ہوئے وہ اُسے خود سے دور کر گیا تھا نہ چاہتے ہوئے اُسکی وجہ سے مایا کی آنکھوں سے درد کے دریا بہہ تھے

چھ سال پہلے

"تمہارا گھر نہیں ہے کیا"

مایا نے یونیورسٹی جاتے وقت کئی مرتبہ نوٹ کیا تھا کے وہ لڑکا سڑک پر نظریں جُھکا کر بیٹھا ہوتا تھا

دیکھنے سے کافی معزز گھرانے سے لگتا تھا آنکھیں ہلکی سی براؤن ہلکی ہلکی سی ڈارھی جو بلاشبہ اُسکے چہرے پر بہت پیاری لگتی تھی براؤن انکھوں میں لال ڈورے اکثر نمایاں ہوتے تھے قمیض شلوار میں ہی ہوتا تھا جو بلکل صاف ستھری ہوتی

یہ ساری صورتِ حال دیکھ نہیں لگتا تھا کے وہ پاگل یہ پھر کوئی لوفر ہے جو یونی کو جانے والے راستے پر بیٹھ کر لڑکیوں کو تارڑتا ہے

"لڑکی اپنے کام سے کام رکھو"

آواز کافی بھری اور دلکش تھی سحر میں جکڑنے والی وہ بنا دیکھے بولا تھا جبکہ لکیریں ابھی زمین پر کھینچ رہا تھا

"تمہارے کام میں ٹانگ آڑای کب ہے۔۔۔ پوچھا ہے"

مایا اُسکے برابر بیٹھا گی تو اُسکی لڑکی کی ہمت اُسے اُسکی طرف دیکھنے پر مجبور کر گئی

"میں بتانا پسند نہیں کرتا"

ایک نظر چہرے پر ڈال کر نظریں پھر زمین پر مرکوز کرلیں

"کھانا وغیرہ کھاتے ہو؟؟"

مایا کا دل میں اُسے دیکھ کر کوئی بہت ہی رحم دل انسان آکر بس گیا تھا

"تم جاؤ اچھی لڑکیاں ایسے ہی ہر کسی سے بات نہیں کرتیں"

اب تھوڑے نرم لہجہ میں بولا اُسے وہ معصوم سی لڑکی اچھی لگی تھی جو اپنا کام چھوڑ کر اُسے کھانے کا پوچھ رہی تھی

"اچھے لڑکے بھی تو یوں سڑکوں پر نہیں بیٹھتے"

اپنی تھوڑی تلے ہاتھ رکھ کر تجسس سے پوچھا

"میں اچھا لڑکا نہیں ہوں"

الفاظ میں دُکھ کا سمندر پنہا تھا

"نہیں تم بہت اچھے لڑکے ہو ایسے کرو یہ چوکلیٹ کھا لو"

اپنے بیگ سے ایک ڈائری ملک نکال کر اُسکے اگے رکھی

"میں کل اور تمہارے لیے بریانی بنا کر لوں گی لیکن وعدہ کرو تم اپنے گھر چلے جاؤ گے"

آج ہی تو اسلامیت کے سر نے اُسے اچھے انسان ہونے کی خصوصیات بتائیں تھی تو اس پر عمل بھی تو کرنا تھا

"لڑکی دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ جان لے لوں گا میں تمہاری"

یکدم سے لال ڈورے واضح ہوئے چہرے کے تاثرات ایک پل میں بدل گئے

مایا ایک دم ڈر کے چار قدم پیچھے ہوئی

"بابا۔۔۔۔۔۔ نورمام۔۔۔۔۔۔۔ بابا"

نور کی آواز پر پسینے سے تر چہرے کے ساتھ ہوش کی دُنیا میں آیا تو نور اُسکی گود میں چڑھی اُسکے چہرے پر ہاتھ مار کر دنیا میں واپس لا رہی تھی

نور کو دیکھ کر ایک گہرا سانس خارج کیا

آنکھیں لال انگارا ہوئی پڑیں تھیں جبکہ ہلکی ہلکی داڑھی کے لوں کھڑے ہو چکے تھے

تلخ ماضی تھا اُسکا جو کئی کئی راتیں اُسے سونے نہیں دیتا تھا

"بابا۔۔۔۔۔نور بابا"

اُسے پھر سے آنکھیں موندے دیکھ کر اپنے چھوٹے چھوٹے سے ہاتھ اُسکی گالوں پر لگا کر اُسے شاید تسلی دے رہی تھی کے وہ اُسکا بابا بھی ہے

"نور بابا تھک گئے ہیں بیٹا"

آنکھیں کھولے بغیر ہی مدھم آواز میں بولا

"مام بابا۔۔۔۔مالا۔۔۔۔۔پالی" (مایا پیاری ہے بابا)

اُسکا منہ چوم کر چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے تسلی دے رہی تھی

شاید پہلی بار اپنے باپ کو اتنے دُکھ میں دیکھ رہی تھی

"مام ہمیں چھوڑ کر چلیں گیں ہیں بیٹا۔۔۔۔۔آپکے بابا بُرے ہیں نہ۔۔۔۔ماما کے قابل نہیں ہیں"

اُسکی بائیں آنکھیں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا جو ابھی بند تھی
ٹوٹا ہوا لہجہ بکھرا ہُوا حلیہ۔۔کسی مجنوں یہ دیوانے سے کم نہیں لگ رہا تھا
کافی دیر آنکھیں بند رکھیں تو نور کی طرف سے کوئی رسپونس نہیں آیا ہاں اُسکی گود میں ماجود ضرور تھی
آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک دم دل دہل گیا
اُسکی دو ڈھائی سال کی بیٹی اپنے باپ کا درد محسوس کر رہی تھی۔۔۔بنا شور کیے اُسکی آنکھوں سے آنسو روایں تھے
سفید گال بلکل لال ہو چکے تھے اور اپنے ننھے سے ہاتھ آنکھوں پر رکھے رو رہی تھی
"نور۔۔۔۔۔میرا شیر"
آگے بڑھ کر اُسے سینے میں بھینچ لیا جبکہ کب عرصے سے روکے ہوئے سمندر کو بہنے کا بہانہ مل گیا
"نور بابا بست (نور بابا بیسٹ)
روتی ہوئی اُسے تسلی دے رہی تھی جبکہ اُسکے کندھے پر سر رکھے بازل کی بہتی آنکھیں چند سیکنڈ کے لیے مسکرائی
اللہ نے اُسے بیٹی جیسی نعمت سے نوازہ تھا وہ کیسے نہ شکر ہو سکتا تھا

"نورمام بی بست (نور کی مام بھی بیسٹ ہے)"

برابری کے سارے حقوق پورے کیے تھے اُسنے

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

آج چھ سال بعد انسان بدلہ جگہ وہی تھی

مایا سڑک کے کنارے گھٹنوں میں منہ دیے روئے جا رہی تھی

"پتہ ہے مایا بڑی خواہش ہے تمہیں روتا ہوا دیکھنے کی یار"

اُسے نوین کا جملہ یاد آیا جب وہ کسی ملزم سے تشویش کر رہی تھی تو نوین اُسے تنگ کرنے کے غرض سے بولی تھی

"خُدایا میں ہی کیوں۔۔۔سارے ہی امتحان مجھے سے کیوں"

روتے ہوئے شکوہ کر گئی

"بازل تم کھیلے ہو مجھ سے میرے جذبات۔۔۔میری خوشیوں سے".....

روتے ہوئے با آواز بولی

اُسے وہ لمحہ یاد آیا جب وہ اُسے خود سے جدا کر رہا تھا

"مایا میں شادی نہیں کر سکتا۔۔۔میں اپنی زندگی میں سے کس کو شامل نہیں کے سکتا ۔۔۔۔اور نہیں چاہتا تم میرے سہارا اپنی زندگی برباد کر لو"

اُسکا کہا ہُوا ایک ایک لفظ اپنے بدن میں تیر کی طرح گھستا ہُوا محسوس ہو رہا تھا
کیا بازل کو اُس سے بڑھ کر بھی کوئی عزیز تھا یہ اُس سے بڑھ کر کوئی چاہ سکتا تھا اُسے۔۔۔۔جو اُسے زندگی میں شامل کرنے کی بجائے کسی اور کو اپنا حقدار بنا لیے
یہی سوچیں اُسکا ذہن مفلوج کر رہی تھی اپنے پاس کُچھ گرنے کی آواز پر چونکی تو وہ سڑک جو پہلے گاڑیوں سے بھری ہوئی تھی وہاں کوئی زی روح نہیں تھا دور دور تک کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اندھیرا ہر سو پھیل چُکا تھا
دل میں ایک عجیب سے ڈر نے سرایت کی جس سے ٹانگیں تک کانپ گیں
•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"چھوڑو مجھے"
پیچھے سے کسی نے اُسکے بازو بندھ دیے تو واقعی ایک مرتبہ دل زور سے دھڑکا
"چُپ رہو لڑکی"
پیچھے سے بھاری آواز آئی
مایا مزاحمت سے باوجود اُٹھ کر کھڑی ہوئی اور پھرتی سے ایک ٹانگ گھوما کر سامنے کھڑے ہٹے کٹے انسان کے پیٹ میں دے ماری

وہ کرہ کر پیچھے ہُوا تو مایا کی غلطی فہمی ہی ثابت ہوئی تھی کے وہ اکیلا کوئی لوٹرہ ہے لیکن پیچھے کھڑی تین گاڑیاں دیکھ کر ایک مرتبہ ہوش باختہ ہوئے لیکن اتنی جلدی ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی ٹانگ مارنے کے بعد اتنی ہی تیزی سے نیچے پڑا پتھر اُٹھا کر اُسکی طرف بڑھتے ہوئے انسان کے سر پر دے مارا اور مخلف سمیت میں بھاگ گئی

"پکڑو"

آواز قریب سے آتی محسوس ہوئی تو بھاگنے کی رفتار تیز کر دی کوئی چیز اپنے بازو میں ڈھنستی محسوس ہوئی تو یکدم رک گی چاقو تھا جس سے پیچھے سے وار کیا گیا تھا

ابھی اُسے نکالتی اُس سے پہلے اُسے بالوں سے جکڑ کر پیچھے کی طرف گھسیٹا

چہرے پر رومال بندھ کر گاڑی میں ڈال دیا اُسکی ساری مزاحمتیں رائیگاں گئی

پتہ نہیں کیوں جب بھی بازل سے بدگمان ہوتی تھی یہی کیوں ہوتا تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

ریلنگ چیئر پر ماجود بازل پیچھے کیطرف سر گرائے تھوڑی دیر پہلے ہی نیند میں گیا تھا جبکہ اُسکی گود میں لیٹی ہوئی نور کافی دیر سے نیند کی آغوش میں تھیں

موبائل کی وابریشن نے اُسے نیند سے بیدار کیا

"بولو"

موبائل نمبر دیکھے بغیر ہی کان کو لگایا اور تقریباً نیند میں ہی تھا

"سر میڈم کو کچھ لوگ اُٹھا کر کے گئیں ہیں"

اگلی طرف سے جو سننے کو ملا تھا اُس سے نیند کہیں دور بھاگ گئی اگر نور گود میں نہ ہوتی تو یقیناً صدمے سے کھڑا ضرور ہوتا

"تم کدھر تھے۔۔۔۔ تمہارے سامنے کیسے لے گے"

ہلکی آواز میں غرایا

"سر وہ بیس پچیس لوگ تھے اور میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔۔۔۔۔ میڈم کو چاقو لگا ہے"

جسم میں جو جان ماجود تھی اُسکے زخم کی خبر سے وہ بھی جاتی رہی ہاتھ پاؤں تقریباً پھول گے

"اور بیغیرت بنے دیکھتے رہے چوڑیاں پہن رکھیں تھیں کیا"

اونچی آواز میں چلایا یہاں تک کہ وہ نیند میں کسمسائی اور دوسری طرف ایک مرتبہ جان ہُوا ہوئی

فون کاٹ جلدی سے نور کو اپنے بازو میں اُٹھا کر بیا کے کمرے میں چھوڑا اور اپنے گن وغیرہ لیے باہر کی طرف بھاگا

"جلدی سے مایا کی موبائل ڈیوائس ہیک کرو"

اُسے لگ رہا تھا جیسے ہوا میں آکسیجن کی کمی ہوگی ہے سانسیں ٹھہر رہیں تھیں

"سر میڈم کو کسی ویران جگہ لیجیئے گیا ہے۔۔۔۔۔اور وہ جگہ۔۔۔۔۔ریپ کیسز کو لے کر کافی بدنام ہے،

اسٹرنگ پر گرفت میں نرمی آئی کشادہ پیشانی پر پسینے کی چند بوندیں نمایاں ہوئیں

"اِس بار اُسے چھیننے نہیں دونگا کسی کو بھی"

جنونیت سے بول کر موبائل سیٹ اور پھینکا

"میں کیسے جانے دے سکتا ہوں اُسے۔۔۔۔اتنے دشمنوں میں کیسے بھیج دیا گھر سے۔۔وہ تو ہے ہی پاگل"

اونچی آواز میں بول رہا تھا کیسی دیوانے کی طرح۔۔۔

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"بتا کیا تعلق ہے تمہارا بازل کے ساتھ"

ایک عورت نما چڑیل جو بظاہر چڑیل ہی لگ رہی تھی بلیڈ لیے مایا کے سر پر ماجود تھی

"کیوں میں کیوں بتاؤں۔۔۔۔چڑیل"

نقاہت سے بول کر منہ دوسری طرف کیا

اُسنے ہلکے سے مایا کے کندھے پر بلیڈ چلایا جس سے خون کی ایک پھوار زمین پر پڑی اور اُسکا کندہ برہنہ ہوگیا

"اب بتا"

درد کی انتہا ہوئی لیکن چلائی نہیں تھی خود کو کمزور ثابت نہیں کر سکتی تھی

لیکن احساس ہُوا تھا کے بازل سچا تھا اُسکے ساتھ منسلک ہونا خطرات سے خالی نہیں تھا

"بتاؤ اُسنے تمہاری حاصل کی گئیں فلائز سے کیا تھا"

ایک مرد اچانک سے کرسی اُسکے سامنے کھینچ کر بیٹھا اور مایا کے کندھے پر دباؤ دیا

"دیکھ لو اتنی تکلیف دینا جتنی برداشت کرلو۔۔۔۔۔ بازل شاہ میری ہر تکلیف کا بدلہ دوگنا لے گا"

اُسے خود معلوم نہیں تھا درد میں کیا بول رہی ہے لیکن درد چھپانے کی ایک چھوٹی سی کوشش تھی

"اوہ۔۔۔ پتہ ہے تمہاری جیسی لڑکی کے ساتھ صرف راتیں گزار سکتا ہے۔۔۔۔۔ بدلہ نہیں لے سکتا۔۔۔۔ اور اُسے کون بتائے گا اُسکی رکھیل کے ساتھ کوئی اور رنگلیاں منا رہا ہے"

غلیظ نظروں سے دیکھتے ہوئے بازو پر سے دوپٹہ ہٹا دیا اور خون خار نظروں سے دیکھتی ہوئی
کُچھ نہیں کر پائی کیوں کے دونوں ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے
دل ڈوب رہا تھا اُسکی بات پر کیا اہمیت تھی اُسکی بازل کی زندگی میں اچھی طرح جانتی تھی جب
چاہا زندگی میں شامل کر لیا جب چاہا نکال باہر کیا
اُسے تو یاد بھی نہیں رہا ہوگا کے کوئی مایا نام کی چیز ہے دُنیا میں ۔ ۔ ۔ وہ تو اپنے نرم بستر پر
مزے کی نیند میں ہوگا
یہی بات اُسکی انکھوں میں نمی لے آئی
"اللہ کبھی تو مجھے کسی کے لیے اہم بنا دیتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے پاس بھی کوئی رشتا ہوتا میں
بھی دُنیا میں جینے کے قابل ہوتی"
یہیں سوچیں اُسکا ذہن موف کر رہیں تھیں
"کتنے لیتی ہو ایک رات کو پیسے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بازل تو ہیروں میں کھڑا کر دیتا ہوگا تمھیں"
مایا کے بالوں کی لٹوں کو چھوتے ہوئے لچھکائی ہوئی نظروں سے مایا کے جسم کو ٹار رہا تھا
کیوں وہ انسان ہمشہ اُسکی عزت کے مذاق کی وجہ بن جاتا تھا
"مجھے مار دو"

آنکھوں سے آنسو کی لڑی ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگی۔ تو پیچھے کھڑی عورت نے اُسکے ہاتھ پر بلیڈ سے گہرا کٹ لگایا

اِس سے پہلے کے سامنے بیٹھا انسان مایا کا دوپٹہ اُترتا پیچھے سے گولی اُسکے سر پر لگی جس کا خون مایا کے چہرے اور گیرا

پیچھے کھڑی لڑکی نے پھرتی سے وہی بلیڈ مایا کی گردن پر رکھ دیا

"مایا کو ہاتھ لگانے کی جرت کیسے ہوئی"

اُسکے ہاتھ پر گولی ماری جو پہلے ہی مر چُکا تھا

پھر دوسرے ہاتھ پر جس سے دوپٹہ اُتارا تھا مایا کو اپنی آنکھوں پے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا

بازل آیا تھا اُسکے لیے آیا تھا۔۔۔۔۔ اُسے بچانے آیا تھا

قسمت مہربان ہوئی تھی۔۔۔۔ یقین کرنا مشکل تھا

"بازل شاہ۔۔۔ آگے مت آنا"

کھڑی عورت نے اُسے اپنی طرف متوجہ کیا جبکہ دو تین مرد جو دوسری طرف تھی بازل کی طرف آئے

"تم لوگوں کو جاننا ہے کے مایا کون ہے ہیں۔۔۔۔ میری بیوی ہے۔۔۔۔ میرا سکون۔۔۔۔۔۔۔ میری عزت۔۔۔۔ سب سے بڑھ کر میری محبتوں کی اکیلی وارث ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مایا شاہ"

وہ کسی کی بات کا اثر لیے بغیر سامنے لگے کمیرے میں دیکھتا ہوا بولا جنون تھا اُسکے لہجے میں

مایا ساکت ہوئی اُسکی طرف دیکھ رہی ٹھی جس نے ایک غلط نظر بھی اُس پر نہیں ڈالی تھی

اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے بھری شاہراہ پر کسی مہربان نے اُسکے برہنہ جسم پر چادر ڈال دی ہو جیسے صدیوں سے لگے زخموں پر کسی نے ٹھنڈی پھوار ڈال دی ہو

اُسکے چند الفاظ معتبر کر گے تھے

اُن سب میں اپنا آپ کوئی الگ مخلوق محسوس ہو رہا تھا جو بازل شاہ کی بے انتہا محبتوں کی واحد وارث تھی اُسکی حقدار تھی

ساری غلط فہمیوں نے دم توڑ دیا تھا

"شاہ زار"

ہلکی سی آواز میں مینمنائی یہاں تک کہ پیچھے کھڑی عورت کو بھی سنائی نہیں دیا جو ابھی اُس پُروقار شخص کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی

اُسنے نیچے کی طرف دیکھا یہاں دُنیا کی خوش قسمت لڑکی بیٹھی تھی جس پر قسمت ابھی مہربان ہوئی تھی

حسد کی آگ میں مایا کی گردن پر وار کرنے والی تھی جب مایا نہیں پھرتی سے اپنا سر اُسکے ہاتھ پر مارا نشانہ چکتا گیا اور اُسکی تھائی میں وہی بلیڈ نیچے تک گیا اور مایا کی ایک دردناک چیخ اُس اسرار ماحول میں گونجی

"ماہی"

پیچھے کھڑی عورت پر فائر کرتا اُسکی طرف بھاگا

پیچھے سے ایک بازل کے بازو پر چاقو مارا اور وہی چاقو ریورس ہو کر اُسی کے پیٹ پر جا لگا

اب صرف مایا اور بازل اُس حال نما کمرے میں اکیلے تھے ہوش میں آتے ہی اُسکی طرف آیا یہاں اُسکے زخموں سے خون بہہ رہا تھا لیکن وہ ایسے ڈھیٹ بنی بیٹھی تھی جیسے کُچھ ہوا ہی نہیں ہو کوئی درد اُسے محسوس ہی نہیں ہو رہا ہو

"ماہی۔۔۔۔۔ تم ٹھیک ہو"

اُسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اُسکی گال سہلا رہا تھا اُسکے ٹھنڈے سے لمس پا کر اُسکی طرف دیکھا اور نظریں جُھکا گئی

"درد ہو رہا ہے کیا"

اُسے گم سم دیکھ کر اُسکے ہاتھ کھولتا ہوا بولا جو اُسکے مہربان سے لمس سے بے جان ہو رہی تھی نظریں ابھی بھی جھکائیں ہوئیں تھیں

اُسکے ہاتھوں کے لمس اپنے پاؤں پر پا کر دل زور سے دھڑکا اب آہستہ آہستہ درد میں اضافہ ہو رہا تھا کیوں کہ اُسکے درد کو محسوس کرنے والا اُسکے سامنے تھا

"میں بلیڈ نکالوں گا برداشت کی لینا"

اُسکی تھائی پر ایک ہاتھ رکھ کر دوسرے سے ایک جھٹکے سے بلیڈ کی چھوٹی سی کارنر پکڑ کر باہر نکال دیا جس کے بعد درد کی انتہا ہوئی چیخوں سے بازل کے کان بند ہو گے

"بازل شاہ پیچھے کرو اپنے ہاتھ"

آنکھوں سے درد کی وجہ سے آنسو بہہ رہے تھے لیکن یکدم اُسے کیا ہوا تھا سمجھ سے باہر تھا ابھی تو اچھی بیویوں کی طرح نظریں جھکائے ہوئے تھی

اپنے ہاتھ اُسکی تھائی سے ہٹا کر کھڑا ہوا اچانک اُسکی انکھوں میں اپنے لیے اجنبیت دیکھ کر دل دُکھا

"کیا سمجھتے ہو مجھے جب چاہا میری زندگی میں آ گئے اور جب چاہا ہے سہارا چھوڑ کر چلے گئے ۔۔۔انسان ہوں میں تمہاری ملکیت نہیں ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔جینے دو مجھے ۔۔۔۔۔۔یہ پھر اج مرنے دیتے مجھے کیوں تماشا بنا رہے ہو میری ذات کا"

اُس لڑکی کا حوصلہ قابلِ دید تھا اتنے زخم کھانے کے بعد بھی اپنی ذات فراموش نہیں ہونے دی تھی

کہتی ہوئی کھڑی ہونے لگی لیکن خون کی کمی اور زخموں کی زیاتی کی وجہ سے چند سیکنڈ ہی کھڑی ہو سکی اس سے پہلے کے پیچھے گرتی بازل نے اُسے اپنی باہوں میں اٹھا لیا

"مایا اگر اب بولی ہو تم تو اپنے ہاتھوں سے گولی مار دونگا"

اُسکی باتوں سے آنکھیں لال انگارا ہو چکی تھیں جبکہ آواز اتنی سخت تھی کے اُسکی چلتی زبان بند ہو گی

یہ بھی نہیں کہہ سکی کے مار دو کیوں کے اُسے ابھی بدلے لینے تھے اُسکی بے وفائی کے

۔۔۔۔اپنے دل پر لگے زخموں کے

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"دیکھو پیسے میں دونگی۔۔۔۔تمہارا کام کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔چاہے تم پھوپھو کے خلاف بیان بھی دو لیکن میری مدد کرو بس ایک مرتبہ پھر پاکستان سے باہر چلی جانا"

پیسوں کا لالچ دیتی ہوئی بولی اور بار بار دروازہ دیکھ رہی تھی

"کتنے پیسے دوگی"

اُسکے قریب آکر بولی

"پچاس لاکھ"

چیک نکال کر سامنے کیا

"کرنا کیا ہے؟؟"

چیک دیکھ کر آنکھیں چمکیں

"بس وارڈ سے تالش کا بچہ لا کر دینا ہے ابھی۔۔۔۔ پھر تمہارا کام ختم"

اتنا آسان کام سن کر لالچ نے گرفت اُسکے دماغ اور مضبوط کی

"ٹھیک ہے تم بیٹھو میں بس جیسے ہی موقعہ ملا لاتی ہوں"

کہتی ہوئی تیز قدم اٹھاتی باہر کی طرف چل گئ

"تالش تمہیں اتنی آسانی سے خود سے دور جانے نہیں دونگی۔۔۔۔ تمھیں اور تمہاری بیوی کو ٹرپا ٹرپا کر مارنہ دیا تو میرا نام بھی ملیحہ نہیں۔۔۔۔۔۔ میری محبت کو روندا ہے نہ تو تمہاری محبت بھی حاصل نہیں ہونے دونگی۔۔۔ اپنے آنسوؤں کا بدلہ لونگی میں"

بولتی ہوئی اپنے انکھوں میں آئے بدلے کے آنسو بے دردری سے روند گئ

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

تالش ہاسپٹل کے روم میں رکھے ہوئے صوفے پر نیم دراز تھا بظاھر نیند میں اور اُسکی بھاری سانسوں کی آواز پورے کمرے میں گونج رہیں تھیں

مایا نے سر اُٹھا کر دیکھا تو گہری نیند میں ہی لگا کُچھ لمحے پہلے کا منظر آنکھوں کے سامنے گھوما

"تمھارا نام کیا ہے"

مایا نے دیکھا تھا وہ لڑکا کافی دن بعد آیا تھا اتنے دن روز اُسے وہ سڑک خالی سی لگتی ایسا لگتا تھا جیسے ساری دُنیا ویران ہو پہلے ہر روز یہاں ہوتا تھا لیکن جس دن پہلی بار بات ہوئی تھی اُس دن سے وہ غائب ھوتا تھا آج یونی سے نکلتے ہوئے سیاہ لباس میں دور بیٹھے پُروقار انسان کو دیکھا تو تقریباً بھاگتی ہوئی اُسکی طرف آئی جانے اُسے لگا تھا وہ غائب نہ ہو جائے

"لڑکی تم یہاں کیا کر رہی ہو جاؤ یہاں سے"

بغیر نظر اُٹھے سخت آواز میں کہا۔۔۔۔ دل میں کہیں اچھا لگا تھا اُسے انتظار تھا اور شاید اُسی کے لیے آیا تھا یہاں لیکن یوں بغیر جانے وہ کیسے اسکی طرف آجاتی تھی یہ قابلِ غور تھی

"اچھا"

وہ جو اُسکے برابر بیٹھنے لگی تھی اُسکی سخت آواز پر کھڑی ہوئی اور دُکھ بھری آواز میں بول کر پیچھے کی طرف موڑی کتنے مان سے آئی تھی لیکن یہاں تو اِس مغرور انسان کو کوئی پرواہ نہیں تھی اُسے جاتے اور بھوجی ہوئی آواز سن کر نظریں اوپر کی طرف اُٹھائیں

"روکو۔۔۔۔۔نام کی ہے تمہارا"

گھمبیر سی آواز پر فوراً پیچھے کو ہوئی اور اُسکے برابر بیٹھ گئی

"مایا شیخ۔۔۔۔۔۔اور تمہارا"

تجسس سے ٹھوڑی تلے ہاتھ کر بولی

"شاہ زار"

کُچھ لمحے سوچنے کے بعد بولا

"کتنا پیارا نام ہے نہ بلکل تمہارے جیسے"

زبان سے الفاظ پھیسلے تو جلدی سے اپنی زبان بند کرنے کے لیے منہ پر ہاتھ رکھا

جبکہ دوسری طرف عنابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے جنہیں دیکھ کر مایا دل میں ماشا اللہ بولی

اور نظریں جُھکا گئی

"تمہارے گھر میں کون کون ہوتا ہے ؟"

پانچ منٹ کی خاموشی کے مایا کو ہی بولنا پڑا۔۔۔۔اُسے یہ لڑکا تھوڑا لڑکیوں کی طرح لگا تھا

نظریں کم ہی اُٹھاتا تھا اور بات تو بہت ہی کم

"کوئی بھی نہیں"

سخت آواز میں بولا کہیں غُصہ کی رمز بھی ماجود تھی اور آواز کاٹدار مایا کو اپنے بولنے کی عادت کو غُصہ آیا

کوئی بھی نہیں تھا تو وہ اتنا صاف سھترا کیسے رہ لیتا تھا کپڑوں پر ایک بھی داغ نہیں تھا بال بلکل سیٹ تھے کپڑوں پر سلواٹیں دور تک نہیں تھی ہاتھ ایسے سفید تھے جیسے دودھ ۔۔۔ آنکھیں سیاہ تھیں بال چھوٹے چھوٹے ۔۔۔۔۔۔ وہ ہر طرح سے ایک مکمل وجاہت رکھنے والا مغرور شہزادہ تھا

"مایا جاؤ اب"

اُسکے منہ سے نام سن کر اپنا آپ اچھا لگا تھا لیکن وہ اتنا اکڑو کیوں تھا

"تم پیارے نہیں ہو ذرا بھی ۔۔۔۔ نہ ہی نام پیارا ہے ۔۔۔ نہ ہی میں تم سے اب بات کروں گی"

غُصہ سے اپنا بیگ اُٹھا کر چلی گئ دل میں کہیں چاہت تھی کے وہ اُسے پکارے گا لیکن گھر پہنچ گئ کسی نے نہیں پکارا

"جو کُچھ مرضی ہو اب میں نہیں جاؤں گی اُسکی طرف ۔۔۔۔۔ اکڑو ۔۔۔"

منہ بگاڑ کر اسکا نام پکارا اور بیڈ پر گری

ایک مرتبہ پھر اُسکا کا پُر کشش چہرا آنکھوں کے سامنے آیا تو ہونٹ خود با خود مسکراہٹ میں ڈلے

"خوبصوت لوگ اتنے مغرور کیوں ہوتے ہیں"

خود سے سوال کیا اور آنکھیں چمکیں

دوسری طرف اب سڑک پر بیٹھنے مقاصد ختم ہوچکا تھا جو جگہ پہلے اتنی پُر رونق لگ رہی تھی اُس کے جاتے ہی ویران لگنے لگ گی تھی

کھڑا ہوکر اپنے کپڑے درست کیے اور بیس قدم پر کھڑی اپنی گاڑی کی طرف آیا وہاں آکر اپنے چہرے پر ماجود ماسک اُتارا جس سے اُسکے چہرے کے خدوخال میں واضح تبدیلی رونما ہوئی۔۔ آنکھیں پہلے سے زیادہ بڑی معلوم ہورہیں تھی۔۔۔۔ رنگ پہلے انگریوں کے رنگ کومات دے رہا تھا لیکن اب تھوڑا سا سانولا تھا لیکن پہلے سے زیادہ پُر کشش تھا

اُسکے اس چہرے کے پیچھے راز تھا حنان ملک اسی یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم تھا اور اُسے اب کی بار خود کامیاب ہونا تھا

یہاں وہ غلط تھا۔۔۔۔۔ امیر تھا لیکن اتنے اثر ورسوخ نہیں تھے کے کسی اور آسانی سے ہاتھ ڈال لے اور ادرا سے خاموش رہیں

مایا کو پہلی مرتبہ اِسی روپ میں ملا تھا اور اب شاید اصل میں اُسے نہ پہچان سکتی

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

پورا ایک ہفتہ مایا نے اپنا راستہ بدل لیا لیکن نظریں اُسی جگہ پر ہوتیں لیکن وہ وہاں نہیں ہوتا ۔۔۔۔۔اُسے خود معلوم نہیں تھا دو مرتبہ کسی انسان کو ملنے کے بعد کیوں ہر وقت وہی اُسکے ذہن میں سوار رہتا تھا

اسی سوچوں میں سڑک کروس کر رہی تھی اور اچانک جھٹکا لگا اور کافی دور جا گری سمجھ میں کُچھ نہیں آیا لیکن بڑی سی بس اپنے پاس سے گزرتی دیکھ کر چیخیں مارنی شروع کر دیں

بازل جو اسکے ڈرامے دیکھ رہا تھا ہاتھ بڑھا کر اسکے کھڑا کیا

"دل تو کر رہا ہے تھپڑ لگوں تمہارے۔۔۔۔۔عقل نام کی کوئی چیز ہے تمہارے پاس یہ نہیں۔۔اللہ نے دو دو آنکھیں دیں ہیں اُنکی استعمال بھی کر لیا کرو"

پہلی مرتبہ بول رہا تھا اور مایا دانت نکال رہی تھی

"تمھیں بولنا آتا ہے۔۔۔۔۔مجھے لگا تھا زبان بس دو لفظ ہی ادہ کر سکتی ہے۔"

اُسے ہنستا دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا

"تمہیں میری نظر لگ جانی ہے۔۔۔۔۔۔"

با آواز بولی تو بازل کی مسکراہٹ سمٹی۔۔۔۔۔

دن گزرتے گئے اور بازل کو معلوم ہی نہیں ہوا کب اُس ہنستی مسکراتی لڑکی اسکے دل میں گھر کر گئی کب وہ اُسکے لیے سب سے اہم ہو گئی

اب آ کر اُسے ایک دن نہ دیکھتا تو دن گزرنا مُشکل ہو جاتا

دن بہ دن دُشمن بڑھ رہے تھے۔۔۔۔ جیسے جیسے معاملے کی تہ تک جا رہا تھا ہر دوسرا دولت کے نشے میں چور انسان جنسی تکسین کے لیے غریب لڑکیوں کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر رہا تھا

ہر ایسے واقع کے بعد کتنے دن تک وہ سو نہیں پاتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا آج پھر اُسکی بہن کی عزت لوٹی گئی ہے آج پھر اُسکے ماں باپ بے نام موت مر گئے ہیں

روز بارو زایک عام زِندگی جینے کی خواہش دم توڑ رہی تھی۔۔۔۔ شادی پہلے تو اُسکی ذندگی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔۔۔ اُسے لگتا تھا اپنے باپ کی طرح وہ بھی ناکام ہو جائے گا اپنے گھر کی دیواروں کو ڈھانپنے میں

۔۔۔۔۔ بس ایک مقصد تھا غلط یا صحیح طریقے سے ایسے لوگوں کو جہنم وصل کرنا اتنی تکلیف دینا جتنی ایک باپ نے برداشت کی ہو

آہستہ آہستہ اللہ سے تعلق بنتا جا رہا تھا نمازیں اکثر طویل ہوتیں تھیں۔۔۔۔لیکن دُعا صرف ایک ہی تھی کے کوئی بھائی اُس تکلیف سے نہ گزرے۔۔۔۔۔کسی کی بہن اُسکے ہوتے ہوئے داغ دار نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

جِس دن سے مایا سے ملا تھا مسکراہٹ چہرے پر آجائے کرتی تھی
لیکن زندگی بہت کٹھن تھی اگر آج کسی کا قتل کرتا تو کل کو جیل بھی ہو سکتی تھی

۔۔۔۔۔۔اور مایا جیسے معصوم لڑکی کو اپنی وجہ سے ایسے جنبیلوں میں نہیں ڈالنے چاہتا تھا

•°•^°•^•^°•°•^•^•^•^•^•^•^•^•^•

"یہ اور مجھے پیسو دو"

کمبل میں لپٹا ہوا۔چھوٹا سا وجود جس کی آنکھیں بھی ابھی پوری طرح سے نہیں کھل رہیں تھیں۔۔۔۔اجنبی لمس پا کر رو رہا تھا

"وہ لوگ کہاں تھے"

انکھوں میں عجیب سی چمک آئی بچے کو کھینچنے والے انداز میں اپنے بازوں میں لیا جس کی وجہ سے وہ اور رونے لگ گیا

"مہر کا آپریشن کامیاب ہوا ہے جس کی وجہ سب وہاں تھے اور بچہ نرس کے پاس تھا ۔۔۔اب تم جلدی سے چلی جاؤ"

کہتے ہوئے اپنی چیزیں سمیٹے لگی

"دیکھو تم اس طرح اپنے اوپر شک بڑھا لوگی ابھی آرام سے بیٹھو میں بچہ لے کر چلی جاؤں تو پھر آرام سے جانا یہ رہے تمہارے پیسے"

چیک اُسکی طرف بڑھا کر بچہ کو دیکھا جو اپنا پورا زور لگا کر رو رہا تھا

"نہیں وہ بہت خطرناک آدمی ہے میں پہلے جاؤں گی"

تالش کا اُس دن والا روپ دیکھ کر جان ہوا ہوئی

ملیحہ اپنا بیگ لیے بچے کو دوپٹے کے نیچے چھپے باہر کی طرف گئی

تیز تیز قدم اٹھاتی ہاسپٹل سے باہر چلی گئی

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"وہ اُسکی بیوی تھی۔۔۔۔۔۔۔کیسے وہ ہمیں پاگل بنا گیا۔۔۔۔۔۔میرا بھائی مر گیا اور اسکے پاس دونوں رشتے ماجود ھیں۔۔۔۔۔۔"

بڑے سے حال میں کھڑا چیخ رہا تھا جبکہ سب سر جھکائے نادم کھڑے تھے

"جو بازل کی بیٹی کو زندہ یہ مردہ لائے گا اُسے اپنا پارٹنر بنا لوں گا یہ سب کو بتا دو"

انکھوں میں عجیب سی بے چینی لیے بولا

"کل کے اخباروں میں یہ خبر ہیڈلائنز میں ہونی چاہیے کے۔۔۔۔۔بازل شاہ کے ایک عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات ھیں۔۔۔۔۔اسی ویڈیو سے کُچھ کلپ لے کر ثبوت کے طور پر پیش کرو۔۔۔۔۔۔۔سی پورٹ پر سمگلنگ اور لڑکیوں کے دھندے میں ملوث ہونے کے الزامات لگا دو۔۔۔۔۔دو دن میں سارے ممالک کی اجینسیاں اگر آسمان سے نیچے نہ پٹھک دیں تو ہمیں مغل کون کہے گا"

سارا پروگرام اُنکو سناتا ہُوا بولا۔۔۔انتقام کی آگ میں بلکل پاگل ہوچکا تھا۔۔۔۔۔حسد کی آگ جب تک انسان کو جلانے دے تب تک انسان سنبھلتا ہی نہیں ہے

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"ماہی اپنی پڑھائی پر توجہ دو"

گاڑی میں بیٹھا اپنے برابر بیٹھی مایا سے مخاطب ہوا جو اُسکے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب چکی تھی

"چلو جی۔۔۔۔شاہ زار۔۔۔۔پتہ ہے ہمارے تین بچے ہونگے"

بے شرمی کی انتہا تھی بازل کا چہرے پر سارا خون نچڑ کر جمع ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔۔جیتنا وہ کم بولتا تھا وہ لڑکی سارے حساب برابر کے دیتی تھی۔۔۔۔جو بھی تھا اس بات کی اُمید نہیں تھی۔۔کم از کم لڑکیاں ایسی باتوں پر چہرہ چھپتی ہیں ادھر وہ اُسے کے کتنے بچے ہونگے

"ایک میرے جیسا ہوگا دو تمہارا جیسے ہونگے"

ہاتھ اور حساب لگا کر بتا رہی تھی

"نہیں تین کم نہیں ہوگے"

اُسے شرم دلانے کی ننھی سی کوشش

"اچھا مجھے تو صحیح لگے۔۔۔۔۔چلو پھر پانچ ٹھیک ہیں"

پہلے تھوڑی کنفیوز ہوئی لیکن ایک آدھ بات اُسکی بھی تو ماننی تھی

دوسری طرف شدید قسم کی کھانسی لگی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ نہیں تھا کے وہ شرمیلا بچہ تھا لیکن پتہ نہیں کیوں مایا اُسے ایسا سمجھتی تھی تو وہ ایسا بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔اُسے وہ اتنی اچھی لگتی تھی باتیں کرتے ہوئے کے کبھی کبھی رات کو وہ فون پر بات کرتے ہوئے سو جاتی تو بازل ریکارڈ کئی کئی مرتبہ سنتا پھر بھی اُسکی باتوں سے دل نہیں بھرتا تھا

وہ عشق کا اظہار کیا کرتی تھی ہر لمحے۔۔۔۔لیکن اظہار کے معاملے میں بازل بہت زیادہ کنجوس واقع ہوا تھا

خیر جو بھی تھا اس بات کی امید نہیں تھی کے بچوں کی بات اس طرح کے دے گئ

"شاہ زار۔۔۔۔۔۔کتنا اچھا لگے گا ایک طرف ایک گڑیا ایک طرف دوسری

۔۔۔۔آپکے کے ساتھ ہمارے پیارے سے تین شہزادے۔۔۔۔۔کتنا اچھا لگے گا نہ"

سوچوں کی دُنیا میں پتہ نہیں کہاں پہنچی ہوئی تھی چہرے اور پیاری سی مسکان۔
۔۔۔۔۔انکھوں میں بے پناہ خواب۔ تھے شاید ہر وقت اُسے سوچتی تھی
اُسکی وجہ سے وہ ایک خوبصورت زندگی کا سوچنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔اُسکی آنکھوں میں سجے خواب پورے کرنے کا دل کرتا تھا۔۔۔۔۔اسکے سامنے ایک اچھے گھرانے کا تھا لیکن کبھی یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ایک امیر زدہ ہے.جس کے پاس نہ پیسے کی کمی تھی نہ خوابوں کی بس زندگی کا مقصد کُچھ ایسا تھا کسی کو شامل نہیں کر سکتا تھا
•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

خیالوں کی دُنیا سے باہر آئی تو چہرے پر سُرخی جمع ہوئی تھی۔۔۔۔انسان کیا سوچتا ہے زندگی اُسکے ساتھ کیا کھیل کھیلتی ہے۔۔۔۔۔۔کتنا تضاز ہوتا ہے سوچوں اور حقیقت میں ۔۔۔۔۔۔چھ سال پہلے کی مایا دُنیا کے دکھوں سے بلکل دور تھی اور اب لگتا تھا دُکھ سہہ کر پتھر کی ہوگئی ہے۔۔۔۔۔۔آنکھیں ایک بار چھلک پڑیں۔۔۔۔۔۔۔کہیں دل سجدہ ریز تھا اُسے اُس سے نوازہ گیا تھا جس کیا خواہش برسوں پہلے کی تھی تو کہیں اپنی مُحبت کے حصے دار سے جلن تھی جو اُس سے پہلے اُسکی محبتِ کی حقدار ٹھہری تھی
چھ سال پہلے

عائشہ کے قتل کے بعد اُسے کہاں لیجایا گیا تھا کونسی جگہ تھی کُچھ معلوم نہیں تھا۔۔۔۔ہوش میں آتی تھی تو عائشہ کا جسم اُسکے سامنے آتا اپنی دوست کی موت کا منظر سوچ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے۔۔۔۔کمزور سی جان اتنے دُکھ برداشت کرنے کے قابل نہیں تھی ہر پانچ منٹ بعد بے ہوش ہوجاتی

بس ایک دن منظر تبدیل تھا جب آنکھ کھلی تھی تو خود کو کسی آرام دہ جگہ پر پایا شاید کوئی ہاسپٹل تھا۔۔۔۔۔اسے بتایا گیا تھا کے سمگل ہوکر کسی دوسرے ملک بھیج دی گئی تھی جہاں سے ایک آپریشن کے دوران اُسے باحفاظت ملک واپس لایا گیا تھا

میری جدائیوں سے وہ مل کر نہیں گیا
اس کے بغیر میں بھی کوئی مر نہیں گیا
دنیا میں گھوم پھر کے بھی ایسے لگا مجھے
جیسے میں اپنی ذات سے باہر نہیں گیا
کیا خوب ہیں ہماری ترقی پسندیاں
زینے بنا لیے کوئی اوپر نہیں گیا
جغرافیے نے کاٹ دیے راستے مرے
تاریخ کو گلہ ہے کہ میں گھر نہیں گیا

ایسی کوئی عجیب عمارت تھی زندگی
باہر سے جھانکتا رہا اندر نہیں گیا
ڈالا نہ دوستوں کو کبھی امتحان میں
صحرا میں میرے ساتھ سمندر نہیں گیا
اس وقت تک سلگتی رہی اس کی آرزو
جب تک دھوئیں سے سارا بدن بھر نہیں گیا
ذلت کے بھاؤ بک گئیں عزت مآبیاں
دستار اس کی جاتی رہی سر نہیں گیا
خواہش ہوس کے روپ میں اچھی نہیں لگی
دنیا کو فتح کر کے سکندر نہیں گیا
کاندھوں پہ اپنے لوگ اسے لے گئے کہاں
پیروں سے اپنے چل کے مظفر نہیں گیا
مظفر وارثی

اُس دن بازل کو دیکھے دو ماہ ہو چکے تھے اپنی بات کا پکا رہا تھا ملنا تو دور کی بات اُسے دیکھنے تک نہیں آیا

اب آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے تھے۔۔۔۔نہ کبھی کسی سے شکوہ کیا نہ ہی کوئی سننے والا تھا
ماں باپ تو بدنامی کے ڈر سے دُنیا چھوڑ چُکے تھے۔۔۔۔۔۔۔
کوئی اِس بات کو ماننے کو تیار نہیں تھا کے وہ پاک ہے بے داغ ہے جو اُسے پتھر کا کر گیا تھا
ہولے ہولے سے جسم کانپ رہا تھا ماتھے اور پسینے کی بوندیں ابھر رہیں تھیں۔۔۔۔۔جب
کسی کا لمس اپنے ہاتھ پر محسوس کیا تو پٹ سے آنکھیں کھول دیں
"ماہی"
بے تاب سی آواز کانوں میں پڑی ایک جھٹکے سے اُٹھ کر بازل کے گرد باہیں حائل کی ابھی
بھی جسم کپکپا رہا تھا زرد چہرہ پر دکھوں کے نشان۔۔۔آنکھیں ویران تھیں
"ب۔۔۔۔۔۔بازل پلیز۔۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔۔مجھے مت چھوڑنا"
کانپتی ہوئی آواز کانوں۔میں پڑی تو بازل دُکھ سے اُسکے گرد مُحبت کا حصار کھینچ گیا
"نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔۔۔ماہی تم میری زندگی ہو میری ہر آتی جاتی سانسوں کی مالک"
اُسکی پیٹھ سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔۔۔محبت کا اظہار کبھی کبھی بہت ضروری ہوتا ہے
کبھی کبھی اظہار میں کنجوسی نہیں کرنی چاہیئے ورنہ پچھتاوے باقی رہ جاتے ھیں

"ش۔۔۔شاہ زار تم چلے جاتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔اب میں برداشت نہیں کر پاؤں گیں.....میں تھک گیں ہوں اکیلے رہتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔مجھے ضرورت ہے تمہاری "

تھوڑا پیچھے کی طرف ہو کر اُسکا چہرے دونوں ہاتھوں میں لیتی بے یقینی سے بولی۔۔۔لہجہ مانگے والا تھا۔۔۔۔۔جیسے اب نہیں ملا تو سچ میں بکھر جائے گی ٹوٹ جائے گی

"کبھی کبھی محبتوں کی بھیک مانگ لینی چاہیے۔۔اگر مل جائے تو انسان جنت میں محسوس کرتا ہے"

)کاپی(

بازل نے اُسے اِس قدر بدگمان دیکھ کر کرب سے آنکھیں بند کیں۔۔۔۔۔۔اگر اُسے مضبوط مایا نہیں پسند تھی تو یوں ٹوٹی ہوئی تو زہر لگ رہی تھی۔۔۔۔۔وہ کیوں مانگ رہی تھی وہ تو پہلے ہی اُسکا تھا۔۔۔۔۔

"ماہی۔۔۔۔۔تمہیں آرام کی ضرورت ہے"

اپنے سینے میں بھینچے ہوئے آرام سے جواب دیا جبکہ وہ اِس بار اُسے بات بدلنے پر سچ میں بد گمان ہوئی

"مجھے تمہاری ضرورت ہے"

ضد پر اڑ چکی تھی

"میں تمہارا ہی ہوں ماہی۔۔۔۔۔۔ تمہارا ہی تھا"

اُسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اُسے یقین دہانی کروائی

آخری جملہ پر پیچھے ہوئی۔۔۔۔ بیڈ پر لیٹ گئی اور کروٹ بدل لی

بازل نے اُسکے ہر لمحے بدلتے روپ کو دیکھا کافی دیر وہاں کھڑا اُسکی اذیتوں کے بارے میں سوچتا رہا۔۔۔۔ لیکن اُسنے کروٹ نہیں بدلی۔۔۔ اُسکے ذہن میں اٹکے ہوئے سوال کا جواب دینا چاہتا تھا لیکن وہ پوچھتی ہی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ اُسے پتہ تھا محبت میں شرکت داری نہیں چلتی۔۔۔۔ کسی اور ہونا محبت میں کُفر سمجھا جاتا ہے

لیکن وہ سوال کیوں نہیں کرتی تھی

دوسری طرف مایا آنکھیں موندے آنسو بہا رہی تھی۔۔۔۔۔ یہ نہیں تھا اُسے نور عزیز نہیں تھی اگر اُسکے لیے جان بھی دینی پڑتی تو مایا بنا سوچے اُس پیاری سی جان پر اپنی جان قربان کر دیتی لیکن اُسے لگا تھا بازل نے اُسکی مُحبت مذاق اڑایا ہے۔۔۔۔۔ وہ کسی اور سے محبت کرتا ہوگا اور وہ اُس پر قابض ہو گئی وہ کیسے بے بس ہو گئی کے محبت کی بھیک اُس انسان سے مانگنے لگی جو بیچ چوراہے میں چھوڑ گیا تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

ملیحہ اپنا بیگ اور بچے کو سنبھالے تیز تیز قدم اٹھاتی ہاسپٹل سے کافی دور آگئی تھی.بچہ انجان لمس پاکر مسلسل رو رہا تھا اب تو ملیحہ کا دل کر رہا تھا اُسے اُٹھا کر سڑک پر پھینک دے

"منہ بند بھی کے لواب پتہ نہیں کیسی روح ہے تم میں"

قریب پڑے بینچ پر بیٹھ کر بچے کے منہ پر ہاتھ رکھا

اُسے سانس لینے میں دشواری ہوئی تو چہرہ سُرخ جبکہ ہونٹ نیلے پڑھ گے

اِس سے پہلے کے بچہ اپنے آخری سانس لیتا ملیحہ کے منہ پر کسی نے زوردار پنچ مارا جس کی وجہ سے نہ ارادائی طور پر ہاتھ بچے کے منہ سے ہٹا تو اسکا اٹکا ہُوا سانس بحال ہوا

"ہاتھ کیسے لگایا"

اپنا سر سنبھلتے ہوئے بھپری ہوئی شیرنی کی طرح سامنے ائی جبکہ براؤن آنکھوں میں کرب واضح ہُوا

"تمہاری بچے کو ہاتھ لگانے کی جرت کیسے ہوئی۔۔۔پتہ ہے بچہ مرجاتا تو کیا کرتا تمہارا میں"

اُسکا جبڑا دبوچے بولا

"اِسے بچے کو اغواء کرنے کے جرم میں گرفتار کریں انسپکٹر صاحب"

بازل کی آواز پر پیچھے کھڑا انسپکٹر تیزی سے آگے آیا جبکہ بازل بچے کو لیے چُپ کروانے کی ناکام سی کوشش کر رہا تھا

لیکن کوئی ڈھیٹوں کا سردار واقعہ ہُوا تھا مسلسل رو رہا تھا

"آپ بچے کو لے جائیں۔۔۔۔۔اپنی ماں کی آغوش ڈھونڈ رہا ہے"

عبداللہ جو پیچھے کھڑا تھا آگے ہو کر ہاتھ پاؤں ہلاتے بچے کو دیکھ بولا

تو بازل نے چھوٹے سے نمونہ کو دیکھا تو نور کا بچپن یاد آیا جب وہ بھی بلکل ایسے ہی تھی ضدی سی۔۔۔۔ہر وقت رونے والی

ہونٹ مسکراہٹ میں ڈالے اور گاڑی کی طرف گیا یہاں اُسکا سفر کا آغاز ہوا اُسی سفر کے اختتام ہونا تھا

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"مام نور مس یو"...

بیڈ پر ٹیک لگا کر بیٹھی مایا کو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر بتا رہی تھی۔۔۔جب سے مایا گھر آئی تھی اُسکی خوشی دیدنی تھی کبھی اُسکا منہ چومتی تو کبھی اُسکے بالوں کو کھینچتی تب سے دو مرتبہ فیڈر پی چکی تھی بس اُسکے بازو پر سر رکھنے کے شوق سے

اب بھی اُسکی ٹانگوں پر بیٹھی مایا کی گود میں کھلونے رکھے مایا کو اُن سے ملا رہی تھی

"مالا"

ہاتھ میں پکڑی ہوئی سنڈریلا کو اُسکے سامنے کر کے اُسکا نام بتایا

"میری جان۔۔۔۔مام کو کسی دو"

مایا کو اُس پر ٹوٹ کر پیار آیا تو اُسکے آگے اپنا گال کر کے نئی ریکوسٹ کی جسے اگلے ہی لمحے گیلی گیلی پپیوں سے مایا کو منہ بیگو دیا

"مام بابا ڈرٹی"

منہ کے پیارے سے اسٹائل بنا کر شکایت لگائی وجہ دو دن سے وہ گھر نہیں آیا تھا وہ اور بیا ہی گھر تھے آج تھوڑی دیر پہلے عبداللہ مایا کو چھوڑ کر گیا تھا جس کی وجہ سے اب اُسکا موڈ بلکل ٹھیک تھا۔۔۔۔

"نور تم کتنی پیاری ہو"

اُسکا انداز بلکل دل میں اُترتی ہوئی محسوس ہوئی اب اس نے نور کا منہ چوما

"مالابی پاری"

دونوں ایک دوسرے میں بلکل مصروف تھی جب بازل اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتا اندر آیا تو دونوں کو ایک دوسرے میں مگن دیکھ کر چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی آج بہت بڑی کامیابی لیے گھر آیا تھا۔۔۔ساری پریشانیاں ختم ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔۔دس سال کا تھکن آور سفر ختم ہوا تھا۔۔۔۔۔

ایسے ہی سوچوں میں گم واش روم کی طرف چلا گیا

مایا جو کن آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی ایک مرتبہ پھر دل ڈوب کر اُبھرا

''ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی''

لیجئے فرصت ہی فرصت ہو گئی

کون سمجھائے در و دیوار کو

جن کو تیرے دید کی لت ہو گئی

ہم نہیں اب بارشوں کے منتظر

اب ہمیں صحرا کی عادت ہو گئی

سرحدوں کی بستیوں سا دل ہوا

وحشتوں کی جن کو عادت ہو گئی

ساحلوں پر کیا گھروندوں کا وجود

ٹوٹنا ہی ان کی قسمت ہو گئی

راحتوں کی بھی طلب باقی نہیں

درد سے ایسے محبت ہو گئی

نینا سحر

آنکھیں تھوڑی سی نم ہوئیں

"مالا۔۔۔۔شونو۔۔۔۔میلی باتھ (مایا میری بات سنو)
اُسے مگن دیکھ کر اُسکے منہ پر ہاتھ مار کر اپنی طرف متوجہ کیا
پہلی بار اُسکے منہ سے اپنا نام سن کر مسکرائی
"جی نور میری جان بولو۔۔۔۔مام سن رہیں ہیں"
اُسکے پھولے ہوئے گال کھینچ کر بولی
"نور نینو آلی (نور کو نیند آرہی ہے)
اُسکی بات سن کر تھوڑی بیڈ پر سیدھی ہوئی ہاتھ پر اور بازو پر چھوٹی سی بنڈیجز پیڈ لگی ہوئیں تھی لیکن دو دن ہو چکے تھے اور زخم تقریباً بھر چُکے تھے لیکن ڈاکٹر نے دو تین دن تک پٹی اُتارنے سے منع کیا تھا
"مالا درد ہولی (مایا درد ہو رہی)؟؟؟
اُسکے بازو پر سر رکھا تو مایا کے منہ سے سیسکی نکلی تو نور اُٹھ کر بولی جبکہ اب واش روم سے پانی گرنے کی آوازیں بند ہو چکیں تھیں
"نہیں میری جان آپ سو جاؤ"

اُسکا سر اپنے سینے پر رکھتی بولی تو نور جسے ماں کی گود اتنے دنوں بعد نصیب ہوئی تھی چند سیکنڈ میں ہی نیند کی آغوش میں چلی گی۔۔۔۔۔بے شک یہ تربیت کا ہی اثر تھا جو اُسے کسی کا درد محسوس ہوتا تھا۔۔۔۔۔بازل ایک اچھا باپ ثابت ہوا تھا

اپنی باتوں کی وجہ سے بازل کا سامنے کرنے سے ڈر لگتا تھا۔۔۔۔اُسے لگا تھا کہیں اُسکے جذبوں کا تمسخر۔ نہ اڑایا جائے۔۔۔۔۔۔تب سے بازل اُسکے سامنے نہیں آیا تھا اور ابھی اُسے بازل کا سامنا کرنے سے خوف آرہا تھا

ابھی آنکھیں بند کی ہی تھیں جب خوشبوں کا ریلا اُسکی سانسوں میں شامل ہوا دھڑکنیں بلاوجہ ہی تیز ہوئیں۔۔۔قدموں کی بھاری چاپ کا رخ اپنی طرف محسوس کرتی زبردستی آنکھیں بند کرکے لیٹی رہی

نور جواب اُسکے اوپر پورا قبضہ جمائے پھیل کر لیٹی ہوئی تھی کیوں کے بازل سے مکمل ناراضگی چل رہی تھی

اور اُسکی چھوٹی چھوٹی مدھم سی سانسیں محسوس ہو رہیں تھیں۔۔۔۔۔جبکہ اُسکی نسبت مایا کی سانسیں کافی اودھم مچائے ہوئے تھیں

بازل کی آنکھیں چمکیں مایا کے اوپر جُھک کر نور کو اُٹھانا چاہا تو دوسری طرف مایا کی حالت غیر ہو رہی تھی اُسکے اردے اور سانسیں اپنے چہرے پر گرتی محسوس کر کے دل بند ہوتا محسوس ہُوا

بازل نور کو احتیاط سے اُسکے اوپر سے اُٹھا کر دوسری سائڈ پر لیٹایا اور بلنکیڈ ٹھیک کر کے دوبارہ مایا کی طرف آیا جو کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے ہوئے تھی

تھوڑی سی جگہ بنا کر بیٹھا مایا کے سینے پر سے اُسکا ہاتھ اُٹھا کر اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیا

"ماہی۔۔۔۔۔۔کیا تم مجھے معافی کے قابل سمجھتی ہو"

اُسکے ہاتھ پر ہلکی سی جسارت کی جس کے نتیجے میں پٹ سے آنکھیں کھول کر اپنا ہاتھ اُسکی مضبوط گرفت سے نکلنے کی ناکام سے کوشش کرنے لگی

"میں چاہتا ہوں آج ہم ایک دوسرے کی تکلیفیں ختم کرنے کی کوشش کریں ایک دوسرے کو ماضی کی قید سے نکال لیں۔۔۔۔۔۔میں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔اپنے ماضی کو تم پر کھول دوں۔۔۔۔اُسکے بعد تمہارا فیصلہ ہے اگر مجھے اپنے قابل سمجھوں تو ہم نئی زندگی جس میں خوشیاں ہماری منتظر ہیں اُسکا آغاز کریں"

مایا کی آنکھوں سے نکلتے آنسو کو نظر انداز کرتا گویا

وہ چاہتا تھا اج ساری مسافتیں ختم ہوجائیں۔۔۔۔اُسکی قربانیوں کا ثمر اُس کے عشق کے بدلے میں نوازہ جائے لیکن یہ مایا کے فیصلے پر تھا وہ اُسکا ماضی جان کر اپنی زندگی اُسے شونپتی یہ اس بار اُسے خود چھوڑ کر چلی جاتی

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

"کیا ہے آپکے ماضی میں؟؟؟؟"

ہاتھ ابھی بھی بازل کی گرفت میں تھا جبکہ اب وہ چھڑوانے کی تگودو چھوڑ کر تجسس سے اُسکی طرف دیکھ رہی تھی

"میں۔ چاہتا ہوں تم اپنے ذہن کو تیار رکھو۔۔۔۔۔اکثر ماضی کرب ناک ہُوا کرتے ہیں"

ہاتھ کی پست سہلاتے ہوئے بولا تو مایا فقط ہاں میں سر ہلا سکی

رات کی سیاہی پھیل رہی تھی فضاء میں ہلکی ہلکی سرگوشیاں تخلیل ہورہیں تھیں بازل کی اذیت پر آنکھیں برس رہیں تھیں

"اُس کرب ناک رات کے بعد میں اپنے آپ کو دوسری بہن کی زمہ داری کے قابل نہیں سمجھتا تھا۔۔۔۔نہ ہی ہمت باقی تھی۔۔۔وہ بہت چھوٹی تھی ہمارے گھر کی جان ہوا کرتی

تھی لیکن قسمت کو اُس پر بھی رحم نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔سب کے ساتھ اُسے بھی برباد ہونا پڑا
"

بولتے ہوئے روکا پاس ہی نیند میں نور کو دیکھا جو سکون کی نیند میں تھی۔۔۔چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سوتے ہوئے قائم تھی

سر جھٹک کر مایا کی طرف دیکھا جو سر جھکائے آنسو بہنے میں مصروف تھی اُسے پتہ تھا کتنا مُشکل ہوتا ہے ایک بھائی کے لیے اپنی بہن کی بربادی بیان کرنا اُسکے ساتھ ہُوا ظُلم اپنے لفظوں میں بیان کرنا۔۔۔۔۔وہ اُس کے درد کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔

احمد مشتاق

آخر تمام داغ مِٹے، زخم بَھر گئے
باتیں کِسی کی یاد رہیں، دِن گُذر گئے
کِس کو خبر طلب کی اَندھیری رُتوں سے دُور
غم کے سفید پُھول کِھلے اور بکھر گئے
گوشوں میں دِل کے اَب کوئی خواہش نہیں رہی
ان ٹہنیوں سے سارے پرندے اُتر گئے
جو ساحلِ مُراد کے لمبے سفر پہ تھے

بول! اے ہَوائے غم، وہ سَفینے کِدھر گئے
اپنی نظر کو اور مَناظر بھی تھے پسند
ہم رَفتہ رَفتہ اُس کی گلی سے گُذر گئے
وہ میرے ہمصفیر تو تھے، ہمسفر نہ تھے
جو تھوڑی دُور ساتھ چلے پھر بکھر گئے
اِک تُہمتِ سِتم بھی اُٹھانے نہ دی اُسے
کیا لوگ تھے کہ ایک ہی دَھمکی میں مَر گئے

"ایک رات کِسی کے گھر کے سامنے روتی ہوئی بہن کو چھوڑ کر آگیا۔۔۔۔۔مجھے آگے جانا تھا۔۔۔۔مجھے تب یہی فیصلہ درست لگا تھا۔۔۔۔۔کسی گاؤں میں تھا کوئی گھر۔۔۔گاؤں کے لوگ مخلص ہوتے ہیں۔۔۔۔۔تب لگا تھا کہ اُسے ماں باپ کی کمی محسوس نہیں ہوگی"

آنکھوں کے سامنے وہ منظر گزرا جب چار سال کی مہر ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی تھی آسان کہاں تھا اپنے ماں باپ کی نشانی چھوڑنے کو۔۔۔کسی کے رحم پر چھوڑنے کو ۔۔۔۔لیکن دوسری بہن کا بدلہ لینا تھا جو اُسے پتھر دل کر گیا تھا

"چار سال لوگوں کو بدلتے روئیے دیکھے۔۔۔۔۔جو اپنے تھے سب نے اپنا آپ دیکھا دیا ۔۔۔۔۔ہمیں لگتا ہے کہ بظاہر نظر آنے والی محبتیں۔۔۔۔۔ھمارے ساتھ مخلص

ہیں۔۔۔۔۔لیکن جب ہم پریکٹیکلی لوگوں کے ساتھ چلتے ہیں تو پتہ چلتا ہمارے اپنے وجود
کے سوائے کوئی بھی ہمارا نہیں ہوتا۔۔۔سب دکھلاوا ہوتا ہے نظر کا دھوکا ہوتا ہے
۔۔۔۔۔ایک فریب ہوتا ہے جو سامنے آتے ہی ایک بھیانک حقیقت میں بدل جاتا ہے
"
ایک سانس لینے کو روکا تو اب اُسکی آنکھوں سے بھی آنسو چھلک رہے تھے۔۔۔۔ہاتھوں
پر گرفت کمزور ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔رات کا آخری پہر میں خاموشی کا سکوت جاری تھا
۔۔۔۔۔۔اب تہجد کی اذانوں کی آواز ہولے ہولے سے کانوں میں پڑھ رہی تھی
دونوں ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔۔۔۔۔
"مجھے اندازہ ہو گیا تھا جو کچھ کرنا ہے اپنے بل بوتے پر کرنا ہے۔۔۔تب سفر شروع ہوا تھا
۔۔۔میری کامیابیوں کا۔۔کہتے ہیں خُدا جب چاہتا ہے اُسکا بندہ ظُلم کے خلاف آواز
اٹھائے تو کوئی وسیلہ بن جاتا ہے۔۔۔۔۔میرے بھی بنتے گئے اپنا سب کچھ بیچ کر نئے
سرے سے بزنس اسٹارٹ کیا۔۔۔جلد ہی بزنس ٹائیکون کے طور پر سامنے آگیا لوگ بازل
شاہ کو جاننے لگے بین الاقوامی تجارت میں اپنا نام بنانے میں کامیاب ہوا"
سانس لینے کا وقفہ دونوں میں حائل ہوا دوسری طرف سے کوئی جواب سوال نہیں ہُوا تھا
گھٹنوں میں سر دیا سن رہی یہ رو رہی تھی یہ معلوم نہیں تھا

"میری زندگی خوشیوں سے بہت دور جا چکی تھی۔۔۔۔بس ایک ہی مقصد تھا اپنی بیمار بہن کی عزت و آبرو کا بدلہ سود سمیت واپس کرنا تھا۔۔۔۔۔اُسی دورانیہ میں خوشیوں کا جھونکا میری زندگی میں آیا۔۔۔۔۔خوشیاں لانے والی تم تھی جس کی وجہ سے میں ہنس پڑتا تھا جس کی وجہ سے میری کُچھ راتیں سکون سے گزر جاتی تھیں۔۔۔فقط ایک ملاقات کے بعد مجھے لگا تم ضروری ہو میری سانسوں کے لیے۔۔۔۔تم بھی اُسی یونی ورسٹی میں زیرِ تعلیم تھی جس میں گناہوں سے گوندہ ہُوا انسان پڑھتا تھا۔۔۔۔۔۔کوئی اور نہیں منان مغل تھا وہ۔۔۔۔۔۔"

ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں سر گھٹنوں سے اُٹھایا بے یقینی سے اُسے دیکھنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ب۔۔۔۔۔۔با۔۔۔۔۔۔۔بازل"

اُسے لگا تھا اُسکی آواز آج گلے میں اٹک جائے گی دونوں کی آنکھیں شعلے برسا رہیں تھیں

۔۔۔۔۔۔۔

"مایا میں جانتا ہوں"

وہ اُسکے ذہن میں آنے والے سوالوں کو پڑھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔

"ہاں جس کی فائلز تمہارے پاس تھیں وہ میرا بھی مجرم تھا"

تھوڑا آگے ہو کر اُسے اپنے سینے سے لگایا بے سُود سی نظریں جُھکا گئی ۔ ۔ ۔ ضرورت تو اُسے تھی سہارے کی وہ اُسے سہارا دے رہا تھا

"آپ جانتے تھے سب ؟ ؟ ؟"

"تم "کی جگہ پر "آپ" نے لی تھی

"ہاں جانتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

بے یقینی سے دیکھ رہی تھی سب کُچھ سے باہر تھا

"میں نہیں چاہتا تھا میری وجہ سے تمھیں کوئی ایک بھی تکلیف ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری دشمنیاں بڑھ گئیں تم مجھے پہلے سے بھی زیادہ عزیز ہو گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زندگی کا اہم موڑ آگیا مجھے ایک کو چُننا تھا مایا کو یہ اپنے ماں باپ بہن کا بدلہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری غیرت نے گوارہ نہیں کیا تھا کے اپنی زندگی کی خاطر اپنی خوشیوں کی خاطر ۔ ۔ ۔ ۔ اپنا ماضی بھول جاؤں ۔ ۔ ۔ ۔ تمھیں چھوڑنا پڑا مجھے ۔ ۔ ۔ ۔ خوشیوں سے ایک بار پھر رُخ موڑ گئی"

اُسے اپنا آپ معتبر لگا تھا اُس شخص کے حصے میں آئی تھی جو خود غرض نہیں تھا ۔ ۔ جس نے اپنے ماں باپ کو ایک لڑکی کی خاطر نہیں چھوڑا تھا ۔ ۔ ۔ اپنی بہن کو فراموش نہیں کیا تھا ۔ ۔ ۔ اُسے آج بچتاوا ہُوا تھا کتنی بد دعائوں دیں تھی اُس انسان کو جس نے اپنی زندگی میں تلخیوں کے سواء کُچھ دیکھا ہی نہیں تھا

"بازل"

ہلکی سی سرگوشی کانوں میں پڑی تواُسکے تھوڑاسا جُھک اوراُسکی پیشانی پرلب رکھے۔۔۔مایا نے سرشاری نظریں جھکائیں

"عائشہ کی عزت بھی اُسی انسان کے ہاتھوں میں برباد ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔بازل میں بھی اُسکی قید میں رہی تھی لیکن۔۔۔"

وہ اپنے کردارکی گواہی دینے لگی تھی جب بازل کا بھاری ہاتھ اُسکے لبوں پر رکھا

"مجھے یقین ہے تمہارا کردار پر۔۔۔۔۔۔۔آئندہ کبھی مجھے اپنے کردار کی گواہی نہیں دینا"

تھوڑی سختی تھی اُسکی آواز میں آئی

"مہر کہاں ہے اب؟؟؟"

اُسکے غُصہ سے ڈرتی بات بدل گئی

"آزمائش کے بعد خوشخبری کا وعدہ ہے میرے خدا کی طرف سے۔۔۔۔اُسنے بھی تکلیفیں سہیں ہیں۔۔۔۔۔

آنکھوں کے آگے ایک مرتبہ پھر سے ماضی کی جھلک دکھائی دی

آج اُس دن سے آٹھ سال بعد اُسی دروازہ کے آگے کھڑا تھا یہاں پر اپنی بہن کی زمہ داری اُتار کر رکھ گیا تھا ذہن میں کئی وسوسے تھے ایک اُمید کی ڈور تھی جِس کے ٹوٹنے کا خدشہ لاحق

تھا کہیں دورا پنے فیصلے پر ندامت تھی خود عیش و عشرت کی زندگی جی رہا تھا دُنیا اُس کا نام جانتی تھی اور اُسکی بہن ایک کچے مکان میں تھی اُس کے ساتھ قسمت نہ کیا کھیل کھیلا تھا اُسے معلوم نہیں تھا

ہاتھ بار بار دروازہ پر جا کر رک جاتا اندھیر نگری میں حوصلے پست ہو گئے تھے

ہمت کر کے لکڑی پر لگی ایک چھوٹی سی ہتھنی کو ہلایا

"جی بھائی امی گھر پر نہیں ہیں"

اندر سے پانچ منٹ بعد آواز آئی لیکن کوئی باہر نہیں آیا

آواز اُسے ساکت کر گئی تھی اُسکی ماں کی آواز سے ملتی جلتی آواز یقیناً اُسکی بہن ہی تھی وہ اُسکی دید کے لیے ہی تو آیا تھا لیکن شاید خدا ابھی مہربان نہیں ہوا تھا ابھی امتحان ختم نہیں ہوئے تھے

اُس کے ۔ بھائی کہنے پر جسم میں کو سکون کی لہر دوڑی تھی اُسکا نیمل بدل کوئی چیز نہیں تھی

"میں یہ دینے آیا تھا"

ہاتھ میں پکڑا ہوا کریڈٹ کارڈ آگے کیا اور کوئی بہنا نہیں ملا تھا

"کیا؟"

"یہ کارڈ ملا مجھے باہر سے"

اُمید کے مطابق دروازہ تھوڑا سا کھولا تو مہر تھوڑا سا باہر آئی اُسکی منہ کی ایک سائڈ نظر آرہی تھی سانولی رنگت نین نقش بلکل اُسکی ماں پر تھے۔۔۔۔۔آنکھیں بلاشبہ بازل کی دوسری کاپی۔۔۔۔براؤن رنگ کی بڑی سی۔۔۔۔

"یہ ہمارا نہیں ہے"

مہر نے ایک نظر اُس پُروقار شخص کو دیکھا جو بلیک پنٹ کوٹ میں مبلوس تھا کہیں سے بھی گاؤں کا معلوم نہیں ہورہا تھا وہ کوئی شہزادہ تھا۔۔۔۔جو اپنا سا لگا تھا لیکن مہر جلد ہی دروازہ کی اوٹ میں چھپ گئی

منظر مبھم ہُوا تو مایا ابھی بھی اُسکے سینے سے سر اٹھائے آنکھیں موندے آنسو بہا رہی تھی

۔۔۔۔۔۔

"مہر اب مہر شاہ نہیں ہے مہر ابراہیم ہوچکی ہے....اور مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے اُسے اچھا ہم سفر ملا ہے".شاید یہ آخری بات تھی یہ ماضی سناتے ہوئے تھک گیا تھا ویسے ہی بیٹھے ہوئے آنکھیں بند کرگیا۔۔۔۔۔۔تو مایا نے بھی اُسکے سکون میں خلل ڈالنے کی کوشش نہیں کی دونوں کافی عرصے بعد سکون میں آئے تھے۔۔۔۔لیکن ابھی ایک سوال تھا جو باقی رہا تھا۔۔۔۔جو شاید پوچھنے کی ہمت بھی نہیں تھی

•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•○•

کُچھ گھنٹے پہلے.....

مہر کو ہسپتال سے لے آئے تھے کیوں کے زخم اتنا گہرا نہیں تھا۔۔۔۔اور تالش دیب کو سنبھلنے میں مُشکل ہو رہا تھا کیوں کہ اُسے ابھی تھوڑی دیر پہلے تو اپنے بچے سے ملی تھی نو ماہ کتنا مُشکل سے گزرے تھے وہی جانتی تھی۔۔۔۔کبھی سکون سے سو نہیں پائی تھی ۔۔۔۔اور اب بچہ گود میں آتے ہی پھر محروم ہو گئی تھی

"بھابھی آپ ہمت کریں نہ۔۔۔۔انشاء اللہ ہمارے عدن کو کُچھ نہیں ہو گا"

مہر اُسکے پاس بیٹھی تھی جبکہ تالش اُسے اپنے ساتھ لگائے اُسکے بال سہلا رہا تھا جو مسلسل رو رہی تھی

اچانک باہر دروازہ پر دستک ہوئی تو پولیس انسپکٹر سے بات کرتے دامل نے فون کان سے اُتارا اور باہر کی طرف گیا

"عدن چاچو کی جان۔۔۔۔۔"

بغیر اگلے انسان کو دیکھے جلدی سے عدن کو اپنے بازوں میں بھرا

"السلام و علیکم"

بازل چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا تو دمل کو شرمندگی ہوئی

کُچھ دیر بعد مہر بازل کے سینے سے لگی زارو قطار رو تھی دیب اپنے بچے کو سینے سے لگائے بھیگی آنکھوں سے اُن دونوں کو دیکھ رہی تھی کہیں اپنے بھائی کو اپنے تصور میں تھی

"مہر مجھے۔۔۔ معاف کردو تمہارا بھائی مجبور تھا"

نم آنکھوں سے بولا تو مہر بازل کے ہاتھ عقیدت سے چوم گئی

"بھائی قسمت کا لکھا کون ٹال سکتا ہے۔۔۔۔۔ یہ میرے اور آپکے بس کی بات نہیں تھی لکھا ایسے گیا جسے ہر قیمت پر پورا ہونا تھا۔۔۔۔ مجھے فخر ہے اپنے بھائی پر جس نے اپنا ماضی فراموش نہیں ہونے دیا"

اُسکے سینے سے لگی سرگوشی سے بولی

"بھائی۔۔۔۔۔ میرا بچہ لانے کے لئے بھی شکریہ"

دیب نے آنسو سے بھیگے لہجے میں کہا تو بازل نے اپنی باہیں پھیلا دیں

"اللہ نے مجھے دونوں بہنے لوٹا دیں۔۔۔۔۔ تم مجھے مرحا (بازل کی بڑی بہن جس کے ساتھ زیاتی ہوئی تھی)

کی طرح ہو"

دونوں اُسکے گرد بازو پھیلے رونے میں مصروف تھیں۔۔۔۔ "بھائی بہنوں کا مان ہوا کرتے ہیں۔۔۔ بھائیوں کے بغیر بہنے۔۔۔ بے آسرا ہوتی ہیں"

بازل اُنھیں بتا چکا تھا کے اُس دن ہسپتال کا بل اپنی بہن کا اُسنے خود ادہ کیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آج وہ مہر کو دیکھنے آیا تھا جب ملیحہ کسی بچے کو لیے بھاگ رہی تھی تھوڑی سی بات چیت کے بات پتہ چلا تھا کے بچہ اُنکا کا ہے جنھوں نے اُسکی بہن کو چھت اور عزت دی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اُنکا قرض تھا جسے اتارنا فرض تھا بازل پر

اور بہن سے ملنے اور اتنی دیر کی قائم رکاوٹیں دور کرنی تھیں

زندگی پر سکون ہو گئی تھی

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

صبح آنکھ کھلی تو بازل اپنی جگہ پر نہیں تھا بلکہ اب اُسکی جگہ بدلی ہوئی تھی ۔ ۔ اب وہ نور کے ساتھ دوسری طرف لیٹی ہوئی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نورا ابھی بھی نیند میں تھی فجر کی اذانیں ہو چکی تھی کارٹن ابھی گرے ہوئے تھے مطلب ابھی باہر اندھیرا تھا

نور کو اپنے بازو سے اُٹھا تکیہ پر لیٹایا تو اچانک نظر بازل پر پڑی جو نماز کی نیت کیے دونوں ہاتھ سینے پر بندھ کر عجازی سے کھڑا تھا

سر پر دستی رومل بندھا ہُوا تھا کشادہ پیشانی پر پانی کے چند قطرے چمک رہے تھے

مایا ہنور بیٹھی بنا پلک جھپکے اُسے دیکھ رہی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اُسے پتہ نہیں چلا جب بازل سلام پھیر کر اُسکی طرف متوجہ ہوا

"تم نے نہیں پڑھنی کیا؟؟"

اُسے ساکت بیٹھے دیکھ کر سوال کیا تو مایا اُچھل کر بیڈ سے اُٹھی۔۔۔۔۔

"پ۔۔۔پڑھنی ہے"

با مُشکل جواب دے کر واش روم میں بند ہوگی۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد حجاب کیے باہر آئی چہرہ شفاف موتی کی طرح چمک رہا تھا جبکہ بازل کا دل اُسے حجاب پر اٹکا ہوا تھا کتنا اچھا لگا تھا اُسے اپنی بیوی یوں حجاب میں ہونا۔۔۔۔۔۔

اور مایا کو سمجھ نہیں آرہی تھی کے اُسکے سامنے نماز کیسے ادہ کرے اُسکی نظریں پہلے ہی کنفیوز کر رہیں تھیں

بازل اُسے کھڑا دیکھ کر پریشانی سمجھ گیا تھا۔۔۔سائڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اُٹھاتا باہر کی طرف جانے لگا تھا جب رک کر اُسکی طرف دیکھ جو اُنگلیاں چٹخا رہی تھی

"نور۔۔۔۔۔عائشہ کی طرح کسی بے قصور کی بیٹی ہے۔۔۔۔۔لیکن مجھے اپنے وجود سے کبھی جدا نہیں لگی۔۔۔۔۔اِس کے پہلے سانس سے پہلے ماں جیسی نعمت سے محروم ہوگئی تھی۔۔۔۔کیوں کے زیاتی کرنے والے کو اُسکی حالت اور رحم نہیں آیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں چاہتا یہ ٹاپک آج کے بعد کبھی کھلے۔۔۔۔۔۔۔نور

ہمارے لیے ہمارے اپنے بچوں سے بھی زیادہ اہمیت رکھے گئ۔۔۔۔۔کیوں کے ہم دونوں یتیم کے معاملے میں جواب دے ہونگے"

سانسوں کے وقفے سے نور کی نہ قابل بیاں حقیقت بتائی اور بغیر مایا کی طرف دیکھے باہر کی طرف بڑھ گیا

ہاتھوں میں لرزش آئی۔۔۔۔۔آنکھیں ایک مرتبہ پھر بھر گئیں۔۔۔۔۔وہ اُسے پُر سکون کرنے کے لئے کتنی بھیانک حقیت بتا کر گیا تھا

جائے نماز ہاتھ سے پھسل گیا اور لڑکھڑاتے قدموں سے نور تک گئ

ایک جھٹکے سے اُسے خود میں بھینچا

"وہ کہاں کہاں اُس شخص کے لیے تکلیف کا باعث بنی تھی۔۔۔۔۔کتنی نہ شکری تھی۔"

نور کی آنکھ اُسے باآواز روتا سن کر کھلی تو خود کو اُس میں بھینچا ہوا پایا

"مام"

نورِن نیند میں ہی اُسے تکلیف میں دیکھ کر بولی

"نور مجھے معاف کردو میری جان۔۔۔۔۔میں بھٹک گئ تھی"

روتے ہوئے بولی

"مام۔۔۔نور مام بیسٹ"

نور جواباً اُسکا منہ چوم کر بولی تو مایا اُسکے نرم چھوٹے چھوٹے سے ہاتھ عقیدت سے چوم گئی

۔۔۔۔۔

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

بازل گھر واپس شام میں آیا تو آتے ہی ٹی وی آن کیا۔۔۔۔دونوں ماں بیٹی نظر نہیں آئیں تھی تو خود کو مصروف ظاہر کرتا خبریں سننے لگا

"جی تو ناظرین۔۔۔آپکو بتاتے چلیں کے حنان مغل۔۔پاکستان تجارت کا ایک بڑا نام ۔۔۔غیر ملکی سمگلنگ میں ملوث پایا گیا ہے۔۔۔۔۔۔اُنکے خلاف ثبوت گواہوں کے ناموں سمیت عدالت میں پیش کیے جا چکے ہیں۔۔۔۔۔۔اُنکے چھوٹے بھائی کُچھ روز قبل اُنہیں کی پرانی حویلی میں پُراسرار حالت میں مردہ پائے گے تھے۔۔۔۔جس کے جسم کو مختلف حصوں میں کاٹا گیا تھا"

خبریں سنتے ہوئے ایک اچھوتی سے مسکراہٹ اُسکے چہرے پر تھی

دس سال کی مسافت ختم ہوئی تھی۔۔۔۔۔اپنی منزل اور مقصد دونوں پا لیے تھے

بے شک منان کے خون سے ہاتھ رنگے تھے لیکن وہ برحق تھا

زمین میں فساد پھیلانے والوں۔ کا یہی انجام ہوتا ہے

"سرمایا کدھر ہے"

نوین دروازہ پر کھڑی اُس سے مخاطب تھی

"خود ڈھونڈھ لو"

مسکراتے ہوئے گویا۔۔۔۔۔۔ نوین اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھ گئی

"نوین۔۔۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔۔۔ نوین"

مایا کچن میں کھڑی حیرت سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی

"بہن مل بھی لو یہ ایسے ہی نوین کی تسبیح کرو گی"

نّوین خود ہی آگے آئی اور اُسکے گلے لگ گی جبکہ نور جو شلف پر بیٹھی فیڈر پیتے ہوئے دونوں کو دیکھ رہی تھی

"اپنے شوہر کو سیدھا کر لو پورے دو ماہ مجھے ملک سے باہر رکھا ہے۔۔۔۔"

مایا حیران تھی وہ کیسے جانتی ہے سب کچھ۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد معاملہ یا تھا کے بازل معصوم سی شکل بنا کر بیٹھا ہُوا تھا جبکہ مایا نوین کے جانے کا انتظار کر رہی تھی کے کب وہ اُسکے ہاتھ آئے

نوین چھ سال سے مایا کی حفاظت کے لیے بازل کے کہنے پر اُسکے ساتھ تھی اُسکے ہر عمل کی خبر سب سے پہلے بازل کو ملتی تھی اور اُسکے مطابق اگلا حکم صادر کیا جاتا تھا

یہ بات تو قابلِ معافی تھی لیکن محد بازل کا دوسرا روپ تھا یہ بات نہ قابلِ یقین تھی

"پتہ ہے تمھارے جانے کے بعد ساری صفائی میں کیا کرتی تھی اور نام سر اپنا لگاتے تھے ۔۔۔۔۔اور تمہارا لیپ ٹاپ خود خراب کیا تھا انہوں نے ۔۔۔۔پتہ ہے اپنی آنکھوں کے بارے مجھ سے خود مشکوک باتیں کرواتے تھے "

مایا کا سہارا ملتے ہی بازل کے خلاف ڈاٹ گئی اور مایا تو پہلے ہی بپھری بیٹھی تھی کب بازل اُسکے ہاتھ آئے

نوف عبداللہ ہی تھا وہ ایک فائل اصل کرنے کے لیے اُنکے روپ تھے کے کوئی شک نہ کر سکے

مایا کے ذہن کی ساری کٹھلیاں سلج گیں

"تبی خود ہی الججریہ چلا جاتا تھا اور آجاتا تھا ۔۔۔۔وہ بھی غیر قانونی طریقے سے ۔۔۔۔۔میں اتنی پاگل کیوں تھی"

مایا با آواز بولی

تھوڑی بہت شرمندگی بھی شامل تھی کیوں کے اتنی بار وہ محمد کو مار چکی تھی ۔۔۔۔۔وہی بازل تھا ۔۔۔۔کتنا بڑا کھیل تھا اُس کے ساتھ

"بابا مام ڈرٹی ہے"

نور نے مایا کے تاثرات دیکھ کر باپ کی سائڈ لی اور اُسکی گود میں بیٹھ گئ

جبکہ تینوں کے قہقہے بیک وقت فضا میں گونجے

•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•°•

Theend